UNIVERSAL
LIBRARY
OU_216366
UNIVERSAL
LIBRARY

222366

POCKET SLIP

OUP—67—11-1-68—5,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۱۹۱۵۴۳۱ | Accession No. U 820

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

باسمہ سبحانہ

دیوان عاقل

۱۳۱۹ھ

حسب ارشاد فیض بنیاد

عالی جناب مستغنی عن الالقاب نواب میر داور علیخان بہرام جنگ

بہرام الدولہ بہادر دام اقبالہم۔ رئیس اعظم حیدرآباد دکن

صانہ اللہ عن الشرور والفتن

بہ حسن سعی و اہتمام سید محمد طاہر رضا

مطبع انوار الاسلام حیدرآباد میں طبع ہوا

Checked 1978

دیباچہ

حمد و نعت و منقبت کے بعد جو حد بشری سے باہر ہے واضح ہو کہ تمام مخلوق سے افضلیت انسانکو لقد کرمنا بنی آدم گواہی کو موجود ہے مگر شرف انسان نطق سے ہے۔ لیکن اس صفت میں اور بہائم بھی اسکے شریک غالب ہین تو ضرور ہوا کہ کوئی وجہ خاص افضلیت ہو ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور وہ عقلاً محال ہے۔ پس بہہات سے ہے کہ سخن معقول و صواب باعث فضیلت ہے اسی کی طرف شیخ سعدی نے اشارہ کیا ہے ؎ بہ نطق آدمی بہتر است از دواب ٭ دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب ٭ پس کلام معقول موجب فضیلت انسانی ہے جسکو اسمین زیادہ کمال ہوا اُسکو درجہ کمال انسانیت حاصل ہوا۔ جیسے پیغمبران برحق و امامان مطلق ایسطرح علی قدر التفاوت تمام افراد انسانی کا حال ہے۔ اب اگر خیال قوی سے کام لیا جائے تو کلام دو حال سے خالی نہین یا بطور جملہ و نثر ہوگا یا بطریق نظم۔ اسکے بھی بیان کی ضرورت نہین کہ منظوم کو کیا شرف حاصل ہے اگر احیاناً حضرت ختمی مآب صلواة اللہ علیہ و علی آلہ الاطیاب نے نظم مین تکلم فرمایا ہوتا تو پھر اُسکے شرف کا مرتبہ معراج اسقدر بلند و برتر ہوتا کہ جسکو جبرئیل و اہمہ و اسرافیل خیال بھی نہ پاتے۔ مگر پھر بھی اتنی ترقی طور عزت اسکو نصیب ہے کہ اکثر ائمہ طاہرین علیہم السلام سے کلام نظم منقول و مروی ہے اور یہہ شرف اسکے واسطے کافی ہے۔ اسکے سوا اکابر بھی علی قدر مراتبہم

درجات وطبقات رکھتے ہین۔ مین جس ناظم کے ذکر کی تمہید اور جسکے کلام کی خوبی کا عنوان لکھ رہا ہون وہ میرے دوست مرحوم میر محمد سلطان عاقل اس زمانہ کے طبقہ کملائے اہل کلام سے تھے خدا اُنکو بہت رحمت کرے۔ پایۂ نظم اُنکا جسقدر بلند ہے اُسکے بیان کی حاجت نہین مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ ناظر کو ایک صفحہ الٹنے کے بعد خود سب معلوم ہوجائیگا لکھنا تو یہ ہے کہ ایسے کامل با ہنر کا ذخیرۂ سخن ان مرحوم کے انتقال اور اُنکے اعقاب کی بے سرمایگی سے یون ہی نالۂ خفا و حجاب مین رہا جاتا تھا مگر خدا زندہ رکھے میرے ولی نعم قدر شناس اہل کمال صاحب حشم والا همم امیر ابن الامیر ابن الامیر والا جناب عالی خطاب نواب میر داور علیخان بہرام جنگ بہرام الدولہ بہادر دام اقبالہ کو کہ اُنھون نے اپنی دریادلی و سیر چشمی سے کام لیکر کلام مرحوم کو اپنے خزانۂ خاص سے چھپوا کر نام مرحوم کو زندۂ جاوید کر دیا۔ اگرچہ جناب ممدوح بخیال ادائے حق تلمذ جو مرحوم سے اُنکو خاص تھا اُنکے انتقال کے بعد سے اُنکے اعقاب خصوصاً اُنکے فرزند سعادتمند سید فرخ سلطان سلمہٗ کی غور و پرداخت اور اُنکی مایحتاج کے متکفل ہین مگر یہ کام جو اُنکے بقائے نام کا باعث ہے نہایت ہی قابل مدح و ثنا ہے خدا اُنکی دولت مین برکت اور نکوئی کو زیادہ کرے۔

آخر مین مین اپنے مرحوم دوست کیواسطے دعا کرتا ہون کہ یہ کلام اُنکا مقبول عام ہو اور جو خطائے فن امین ہو اُسکو صاحبان نظر اور جو خطائے شرعی ہو اُسکو خدا معاف کرے۔ اور اُنکے نام کو بقا اور درجات اخروی کو بلندی عنایت کرے اور اُنکا حشر اُنکے ائمہ و موالی کیساتھ ہو۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار خادم الاطبا و شعرا
سید بادشاہ علی ضیا لکھنوی

مختصر حالات مصنف مرحوم

قبل اسکے کہ مین کچھ لکھون اس امر کا اعتراف ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ چند سطرین مین نہ بہ حیثیت تذکرہ نویس لکھنے کیلیے آمادہ ہوا ہون۔ نہ تذکرہ نویسی کی معلومات کا مجھے دعوی ہی بلکہ مصنف کے بعض ضروری اور مختصر واقعات کا تذکرہ سیدھے سادے الفاظ مین کردیا ہی۔ البتہ مصنف مرحوم کے سوانح عمری لکھنے کا ذمہ میرے معزز وقابل دوست مولوی سید الطاف حسین صاحب منتظم مجلس لیٹو کونسل سرکار عالی نے لیا تھا۔ اسمین شک نہین کہ انھون نے جہانتک اس کام کو انجام دیا ہے بہت ہی خوبی اور پوری قابلیت سے انجام دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ انکے سرکاری مشاغل سے وہ مکمل نہ ہوسکا جو دیوان کے ساتھ شایع ہوسکتا۔ اور چونکہ دیوان کو تیار ہوے عرصہ گزرچکا تھا زیادہ تر التوا بوجہ تقاضاے شوق احباب نامناسب خیال کیا گیا اور بعض احباب نے مجھے اِن سطور کے لکھنے پر مجبور کیا۔ چار و ناچار مجھے قبول کرنا پڑا تاہم مجھے اپنے قابل دوست سے پوری امید ہے کہ وہ اُس سوانح عمری کو جو اس دیوان کا ایک ضروری حصہ ہے فوقتاً فوقتاً مکمل کرکے بہت جلد شایع کردین گے۔

سید محمد سلطان صاحب عاقل مرحوم ۱۵ شعبان ۱۲۷۰ھ کو دہلی مین پیدا ہوئے۔ وہین کی آب وہوا مین نشو و نما و تربیت پائی۔ چونکہ طبیعت مین فطرتاً موزونیت تھی۔ بچپن ہی سے شاعری کا شوق پیدا ہوگیا۔ عالم جوانی مین بنارس مین آئے۔ میر وزیر علی صاحب سفید پوش (جو فن پھکیتی مین یکتائے دہر اور حکمت اُستاد تسلیم کیے گئے ہین) کے یہان شادی ہوئی۔ اپنے خسر سے انھون نے اس فن مین بھی کمال حاصل کیا۔

شاعری مین پہلے نواب نجم الدولہ دبیر الملک میرزا اسد اللہ خان غالب کی شاگرد
تھے۔ اُنکے انتقال کے بعد میرزا آقا در بخش صابر دہلوی شاہزادہ خاندان تیموریہ کی شاگرد
ہوئے۔ مرزا صابر مرحوم جیسے اُستاد فن کو انکی شاگردی پر ناز تھا۔ واقعی مرحوم کا کلام جسقدر رنگینی
بلند خیالی و مضمون آفرینی کے رنگ مین ڈوبا ہوا ہے اُسکے بیانکی ضرورت نہین خود دیوان
اس پر دال ہے۔ قصیدہ گوئی تو خاص مرحوم کا حصہ تھا۔ اُنکی فکر رسا زیادہ وقت کی طالب
ہی نہ تھی۔ اکثر اوقات اعلی مضامین کے قصائد اور نہایت رنگین غزلین باتون باتون
مین منظوم کرکے ہر ہر کو سنا مین اور سننے والونکو بیچین کردیا ہے

چونکہ اتفاقات روزگار و نامساعدت زمانہ سے شمالی حصہ ہند مین عرصہ سے کچھ ایسا تغیر و شہر آشوب
پیدا ہو گیا ہے کہ خود اہل کمال اپنے شایقین کے متلاشی ہو کر جا بجا متفرق ہو جاتے ہین
عاقل مرحوم بھی بمقتضائے وقت حیدرآباد کی قدردانیون کا آوازہ سنکر سنہ ۱۲۹۶ھ مین یہان
وارد ہوئے۔ چند ہی روز مین یہان کے طبقۂ امرا کی کمال شناسیون کا ایسا ہجوم ہوا کہ حیدرآباد کے
قیام کو پسند فرمایا۔ علاوہ شعر و سخن مین کامل ہونیکے علم مجلس بھی کچھ ایسا حاصل تھا کہ جس محفل مین
تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اپنی جادو بیانی شیرین کلامی و خوش اخلاقی کے اثر سے اہل محفل کے
دل ہاتھ مین لیکے اُٹھتے چند ہی روز مین ہر دلعزیز ہو گئے۔ چونکہ طبیعت آزادی پسند تھی سلسلۂ
ملازمت کی پابندی پسند نہ کی۔ اور بعض احباب کی رائے و مدد سے ایک مطبع قائم کرکے
اخبار ہزار داستان نکالنا شروع کیا۔ عرصہ تک یہ اخبار بڑی آب و تاب سے نکلتا رہا۔ مگر پھر
بعض وجوہ سے ہزار داستان سے قطع تعلق کرکے مطبع آصفی قائم کیا اور سنہ ۱۳۱۰ھ سے
اخبار آصفی کی اشاعت شروع ہوئی۔ مرحوم اعلی خیالات کے مجموعہ تھے جنکو اپنے زور قلم سے
بذریعہ اخبار ملک پر ظاہر کرتے رہے۔ اور رعایا و گورنمنٹ کے مابین طرفین کے فوائد مدنظر

رکھکر اپنے اس فرض کے طرز ادا کو بھی ایک قابل تعریف یادگار چھوڑ گئے۔

عالیجناب نواب نظام یار جنگ حسام الملک خانخانان بہادر و عالیجناب نواب فخر الملک بہادر وزیر عدالت و عالیجناب نواب بہرام جنگ بہرام الدولہ بہادر دام اقبالہم باخصوص مرحوم کے قدرشناس تھے۔ آخر مین عالیجناب نواب بہرام الدولہ بہادر دام اقبالہ عاقل مرحوم کے نہایت درجہ کفیل و معین رہے حتیٰ کہ انکے انتقال کے بعد سے ابتک اُنکے عیال کی پرورش اسی سرکار فیض آثار سے ہورہی ہے۔ اور دیوان بھی سرکار محتشم الیہ کی فیاضی سے طبع ہوا ہے۔ جو اعلیٰ قدر افزائی کا ایک دیرپا ثبوت ہے۔ امر واقعی یہ ہے کہ سرکار ممدوح نے جس دریا دلی اور علو ہمتی سے استاد مرحوم کی شاگردی کا حق ادا کیا ہے اُسکی نظیر مشکل ہے۔ خداوند عالم اُنکے اقبال و عمر و دولت مین روز افزون ترقی بخشے۔

حضرت عاقل مرحوم باوجود شاعرانہ خیال اور وجیہہ و جامہ زیب و جوان ہونے کے حد درجہ کے محتاط و متقی تھے۔ افسوس صرف ۳۹ سال کی عمر تھی کہ ۸ محرم ۱۳۰۹ھ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت کی۔ ایک فرزند رشید سید فرخ سلطان جنکی عمر اسوقت ۱۸ سال کی ہے اپنی نشانی چھوڑ گئے۔

انتقال کی تاریخین اکثر احباب اور شاگردون نے لکھی ہین مگر راقم کو انمین سے ایک بھی یاد نہین جو ہدیۂ ناظرین ہو۔ خود مین نے جو تاریخ لکھی ہے وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

تاریخ وفات

عاقل شیرین سخن شاعر استاد فن	حیف کہ رخ در کفن رفتہ چو گل زین چمن
فکر ز تاریخ جام دادہ بہ یاور تمام	عاقل شیرین کلام شد ز جہان بیوطن ۱۳۰۹ھ

آخر میں مجھے افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عاقل مرحوم کا بہت سا کلام اُنکے استغنا سے اُنکی حیات ہی میں تلف ہو چکا تھا اور جو کچھ باقی رہا تھا وہ بھی پورا دستیاب نہ ہوا۔ بہت کوشش سے جسقدر دستیاب ہوا وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ فقط

خاکسار۔ مرزا محمد بہادر خیرآبادی

وکیل درجۂ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدِ امکان سے باہر ہے بیان جاہِ محمد کا
کہ دورِ ہر دو عالم حاشیہ ہے اسکی مسند کا

کئے جب صرفِ حد بندی عناصر دونون عالم کے
کھچا قدرت سے خاکا آپ کے قصرِ مشید کا

ملے جب بل کے دونون لب ملی کونین کی دولت
دہانِ پاک مین نقشہ ہے سارا میمِ مقصد کا

رخِ انور کے پرتو کا جو ہو سرگرم نظارہ
تو فوراً دیدۂ خورشید ہو ہم چشم مُرمد کا

بساطِ حشمتِ کونین گویا مبتدا ٹھہری
خبر ہے مسندِ حضرت کہ نقشہ ہے وہ مُسند کا

کشودِ کارِ عالم حصر اس سرگشتہ پر ہوتی
مگر اک فوق ہے گردونِ دون کو طوقِ مد کا

سرافرازی ہے دانشمند کو پائی محمد سے
قدم کا حرفِ آخر تاجِ سر ہی لفظ موبد کا

ہوئی منظور جب کتمِ عدم سے جلوہ پیرائی
رہا چوتھے فلک پر مہر بن کر سایہ احمد کا

جو ہو پرتو فگن یہ صبحِ رخ تربت مین عاقل کی
تو شرقِ مہر ہو ہر ایک ذرہ صحنِ مرقد کا

عدم آباد کو جب قافلہ دم کا روان ہوگا
تنِ خاکی جسے کہتے ہین گردِ کاروان ہوگا

نہ وہ مجھ سے خفا ہے نے عدو پر مہربان ہوگا
خیال اپنا تھا یہ بھی وہ بھی اپنا ہی گمان ہوگا

رقیبون سے تحمل درد کا کیا مہربان ہوگا
نکل جائینگے باتون مین جو اُنکا امتحان ہوگا

یہان ہے ضبط مانع صبر وہان قفل دہان ہوگا
ہمارا آپ کا انصاف یان ہوگا نہ وہان ہوگا

مین وہ برگشتہ ہون سامان راحت کا نہ یان ہوگا
پڑیگا جس کا سایہ مجھ پہ وہ اک آسمان ہوگا

وفا دیکھی نہ کچھ اہل ہوس کی وائے ناکامی
وہ کہتے ہین کہ سب سے پہلے تیرا امتحان ہوگا

نہ کہنا مانیے میرا مجھے تسکین ہے اس سے
شبِ وصلِ عدو پائے نزاکت درمیان ہوگا

نہ پوچھ اہل تمنا کی ہوس ای ناصح نادان
اسی کو وصل کہتے ہین کہ لب تیغ کا کہان ہوگا

چلے اُس بزم مین ای حضرتِ دل کس بھروسے پر
جسے تم صبر سمجھے ہو وہ نذر امتحان ہوگا

ثبوت اثبات کا ہر نفی سے ثابت ہے ای ناصح
ابھی نامہربان ہے وہ تو اک دن مہربان ہوگا

یقین ہے ضعف محشر مین مخل دادخواہی ہو
کہ بعدِ مرگ سینہ پر مرے سنگِ گران ہوگا

جو سوزش ہجر مین ہے وصل مین اُس سے سوا ہوگی
جلین گے اور ہم وہ مہروش جب مہربان ہوگا

نہین آتا نظر مین ضعف سے کیا رحم کھائے وہ
کسی سے اُسکے آگے حال میرا کیا بیان ہوگا

ہوا ہے انتہا مین ایک حسن و عشق کا عالم
کسی کے حال پر کس طرح کوئی مہربان ہوگا

مین وہ لاغر کہ اُنکے ذہن پر بھی چڑھ نہین سکتا
وہ یہ نازک کہ میری دھیان مین آنا گران ہوگا

۴ | کسی کی چشم نے غافل کیا یہ ہم کو اے عاقل
کہ زیرِ سنگِ مرقد بھی ہمین خواب گران ہوگا | ۱۲

اگر سدِ رہِ دشمن نہ کوئی پاسبان ہوگا
مرے دل کے دھوئین مین آپکا پنہان مکان ہوگا

مرے خاموش جلنے کا وہان جسدم بیان ہوگا
تو غنچہ شمع کے شعلہ کا شارح کا دہان ہوگا

جلا کر دل مرا اُنکو ملال اسے مہربان ہوگا
کہ سب رونے لگین گے بزم مین جسدم دھوان ہوگا

خدایا دیکھیے عمر ابد ہے کس کی قسمت مین
وہ کہتے ہین کہ مرنیوالون کا آج امتحان ہوگا

اثر ہوتا ہے ذکر وحشیان عشق مین ناصح
بھریگا سر جو میری ہرزہ گردی کا بیان ہوگا

نگہبان ہین عبث در پر - نہ آؤن گا نہ آؤنگا
کہ نقش پائے دشمن مجھکو چشم پاسبان ہوگا

یہی تسکین ہین گر یاس و تمنا کی توائی ہمدم
یقین ہی مرتے دم بھی ساتھ اپنے اک جہان ہوگا

مرا خون کس طرح محشر مین ثابت ہوئیگا یارب
کہ اُن کا خنجر رنگین زبان رنگین بیان ہوگا

ملا تو خاک مین لیکن نہ چھوڑونگا ترے در کو
مرا دل سخت بھی ہوگا تو سنگ آستان ہوگا

یون ہی گر روز افزون ضعف کی قوت ہی وحشت مین
یقین ہے خانۂ زنجیر ہی اپنا مکان ہوگا

وفائے بوالہوس معلوم ہو ہی جائیگا اپنا
وہ جتنا بے وفا ہوگا ہمارا قدردان ہوگا

١٣	فنا فی اللہ کے ہین رستہ پر جو کہ اے **عاقل** عدم آباد سے بھی دور کچھ اُن کا مکان ہوگا	۴

ترے دل مین نہ ہوئی جائے ستمگر پیدا
گھر مین بیٹھے ہین مگر ہم کو نہین گھر پیدا

سرخ ڈورے یہ نہین نشہ سے آنکھون مین تری
کیے تیغ نگہ ناز نے جوہر پیدا

آسمان اور بنے اور زمین اور بنے
اُن سے دو چار جو ہون اور ستمگر پیدا

کہتی ہے بلبل نالان کہ ہے غم مین صیاد
یا الٰہی نہ کیے ہوتے مرے پر پیدا

دیکھ لخت دل سوزان کو مرے اشکون مین
کیا اللہ نے پانی مین سمندر پیدا

لے کے غربال ترے کشتۂ دندان کی اگر
خاک چھانین بھی تو ہو خاک سے گوہر پیدا

تیری باتون سے ہے وحشت کو ترقی ناصح
پاؤن مین تھا یہ ہوا سر مین بھی چکر پیدا

دست نازک مین ہے وہان تیغ کرون کیا اللہ
شوق نے کر دیے یان لاکھ مرے پر پیدا

ہے گلہ مجکو بجا گریۂ طوفان زا کا
نہ ہوا اُن کے بلانے کو کوئی گھر پیدا

اشک غصہ سے دم قتل جو ٹپکین اُسکے ۔۔۔ ہون ابھی آب مین شمشیر کے گوہر پیدا

طالب درد کو ہے درد سے راحت ہمدم ۔۔۔ درد کے واسطے خالق نے کیا سر پیدا

وہ ستم دوست ہون مین خاک اُڑائی یا تنک ۔۔۔ آسمان اور ہوا اک مرے سر پر پیدا

۵	قتل نے میرے عجب کام بنایا عاقل کہ ہوا دل مین رقیبون کے بھی اب گھر پیدا	۱۵

زیست مین عذر ہی فرمائیے گا ۔۔۔ پر جنازہ پہ تو آ جائیے گا

حسن اور عشق ہے توام واعظ ۔۔۔ جو نہ سمجھے اُسے سمجھائیے گا

ملک الموت۔ کہان ہو حضرت ۔۔۔ میری بھی آن کے سُن جائیے گا

مار ڈالو مجھے زندہ نہ کرو ۔۔۔ کچھ مسیحائی بھی فرمائیے گا

کیون خجل آ کے وہ ہون ای ہمدم ۔۔۔ کہو بس فاتحہ پڑھ جائیے گا

دیکھئے خو ہے بُری خود بینی ۔۔۔ آئینہ دیکھ کے شرمائیے گا

کیا نہ سمجھون گا کہ قائل ہے یہ ۔۔۔ آنکھ مجھ کو جو نہ دکھلائیے گا

دل ہی قابو مین نہین سُن لینگے ۔۔۔ آپ جو کچھ ہمین فرمائیے گا

کچھ کہا مین نے تو ہنس کر بولے ۔۔۔ خیر ہے جان کی فرمائیے گا

کیسی ہے حضرتِ دل تیغِ نگہ ۔۔۔ دہنِ زخم سے فرمائیے گا

اُلجھے گیسو تو کہا جھنجھلا کر ۔۔۔ مرے سر چڑھ کے نہ اترائیے گا

کہیے عاشق مجھے طعنہ ہی سہی ۔۔۔ پھر اسی کلمہ کو فرمائیے گا

منہ جو آئے کہین ہم محفل مین ۔۔۔ ن ۔۔۔ بولے وہ منہ کہین نہوائیے گا

اپنا منہ دیکھیے آئینہ مین ۔۔۔ منہ لگے منہ کی کہین کھائیے گا

۶	جس مین دلی کی زبان ہو عاقل اک غزل اور بھی فرمائیے گا	۱۵
جب کہا مین نے کہ کب آئیے گا		ہنس کے بولے یون ہی مرجائیے گا
ہون شہید رہ غم ہم نفسو		نہ مرے مُردے کو نہلائیے گا
دھوم ہے کشتۂ عیسیٰ ہے یہ		اے مسیحا نفس آجائیے گا
چھیڑ کی حد ہے چلو چپ بھی رہو		ہم جو چھیڑین گے تو گھبرائیے گا
خبط ہے مجھکو کہ ظالم ہین آپ		فیصلہ آپ ہی فرمائیے گا
آپ کا چاہنے والا مین نہین		کیا کہا۔ کہہ کے نہ شرمائیے گا
آپ جاتے تو ہین، اے حضرت دل		جا کے اُس بزم مین پھر آئیے گا
بوسہ لونگا جو کہا بولے۔ ہان		مصحف رخ کی قسم کھائیے گا
یار سے مین نے کہا چلتے وقت	ق	یہ تو فرمائیے کب آئیے گا
جان بیتاب ہے دل مضطر ہے		ان کی تسکین تو فرمائیے گا
ہنس کے کہنے لگے گھبرانا کیا		دل کو بیتابی سے بہلائیے گا
پیاس ہو خون جگر پیجیئے گا		بھوک ہو غصہ و غم کھائیے گا
اور جو اس طرح بھی مانے نہین دل		میرے کوچہ کی طرف لائیے گا
سیکڑون خاک پہ دلہائے تپان		پئے عبرت اُسے دکھلائیے گا
۷	بُت کے ملنے سے ملاحق عاقل کفر ہے اس مین جو شک لائیے گا	۱۵
سنگ دل داغ جگر کا کبھی قائل ہوا		جائے حسرت ہے کہ وہ ماہ مراد دل نہ ہوا

دار کس تیغ کا مجھ پر تری قاتل نہ ہوا
دل مرا بیضۂ فولاد ہوا دل نہ ہوا

رنگ تیرے ہی تلون کا ہی الفت کے سبب
کہ مین اے یار کسی بات مین کامل نہ ہوا

وہن زخم نے کی اُس سے لگاوٹ کیا کیا
بر سرِ رحم مگر خنجرِ قاتل نہ ہوا

لوٹتا آتش حسرت سے ہی انگار و نپر
سوز پروانہ سمندر کو جو حاصل نہ ہوا

ملتا لیلی کو حقیقت کا مزہ جیسے ہوئی
قیس کا پردۂ دل پردۂ محمل نہ ہوا

یاس ہے صورتِ امید بھی اللہ اللہ
خون تمنا کا حنائے کفِ قاتل نہ ہوا

جب کہا مین نے کہ عاشق ہون تمہارا تو کہا
مجھکو یہ غم ہے کہ مین آپ پہ مائل نہ ہوا

ناتوانی سے مجھے ہو تی ہی کیا کیا خفت
ہائے مین تیرے تصور کے بھی قابل نہ ہوا

سحر گر آنکھ چرانے سے ترے مرجاتا
دلبری سے ترے افسون کی مین بیدل نہ ہوا

شمع سے پھول جھڑے بزم مین شبکو لیکن
سوزِ پروانہ ہوا شورِ عنادل نہ ہوا

شمعرو آپ کو یکتا جو سمجھتے تھے تو کیا
آئینہ اُس رخِ تابان کے مقابل نہ ہوا

مردم چشم سے ہین عین عیانی مین نہان
آپ ہی آپ کوئی غیر تو حائل نہ ہوا

بھول کر یاد کیا اُس نے جو ہرگز نہ مجھے
خوب سمجھا تو کبھی یاد سے غافل نہ ہوا

۸	کی جو نادانی کوئی بھولے سے وان دشمن نے صدقے اِس یاد کے کہنے لگے **عاقل** نہ ہوا	15

زانو سے درد سے نہ سر سر کا
ضعف اپنا وبال ہے سر کا

ہاتھ عاشق ہوا ہے پتھر کا
آسرا اب ہمین نہین سر کا

مجھ سے خو کردۂ جفا پر رحم
یہ ستم اور ہے ستمگر کا

دام عالم مین پھنسکے ہون آزاد
دام ہے وصف تیغِ جوہر کا

کج روی چھوڑو چشم رخ کو دیکھو	نہ کھلا حال اس کے پیکر کا
ہے لبون پہ ثبوتِ خونخواری	رنگ لایا ہے پان کافر کا
سرِ واعظ پہ دستِ رندان سے	پہنچا۔ رتبہ بڑھا یہ ساغر کا
لاغری سے عزیزِ عالم ہون	راحتِ جان ہی تار بستر کا
شکوۂ ہجر گر کرون۔ تو کہین	مین مدبر نہین مقدر کا
جو کہے حق بھی ہم کو چاہتا ہی	کون عاشق ہو ایسے کافر کا
زخمِ دل کیا ہو شاد مرہم سے	منہ لگا ہے تمہارے خنجر کا
مخلصی خود نمائیون مین نہین	دام آئینہ مین ہے جوہر کا
کیونکہ سمجھین وہ رنگ استقرار (ق)	اثر الٹا ہے قلبِ مضطر کا
جب لکھا نامہ ہوائے وصال	اڑگیا رنگ ہی کبوتر کا

۹ — دامنِ صبر جل گیا عاقل
وصل ہوتے ہی شعلہ پیکر کا — ۱۳

جس طرف دیکھا ادھر گویا تماشا ہو گیا	ایک اشارے مین ترے کافر ادا کیا ہو گیا
فکر کیون کرتے ہین شاعر اب جو عنقا ہو گیا	وہ مسیحا تھا سو پنہان مثلِ عیسیٰ ہو گیا
اس بت مغرور کی تصویر جب کھنچنے لگی	صورتِ تصویر خود مانی کا نقشا ہو گیا
چشمۂ حرص و طمع مین جس نے چاہی شست و شو	داغِ کلفت اور اس دھونے سے میلا ہو گیا
کیا جما رکھا ہے ظالم تو نے رنگِ انقلاب	شکر بھی میرا تری محفل مین شکوا ہو گیا
لاکھون مُردے چونک اُٹھے ہین مرے نالون سے آہ	لے ترا بیمار ہجران بھی مسیحا ہو گیا
جانتے ہنسنے کی خو اُسکی تو پھر مرتے ہی کیون	کہہ رہا ہی لاش پر ہنس ہنس کے یہ کیا ہو گیا

اپنی صورت دیکھ کر کیا کیا مجھے حیرت ہوئی
سامنے میرے وہ جب آئینہ سیما ہو گیا

سلسلہ وحدت کا ہے اپنا نہ سمجھو گو ہمین
ہم ہوے دل کے ہمارا دل تمہارا ہو گیا

آئینۂ دل کا مرے ٹوٹا قیامت ہی قریب
اور یکتائی کا اب اُس بت کو دعوی ہو گیا

جب کسی کم ظرف نے چاہا اُٹھاؤن بارِ علم
بوجھ بھاری ہو گیا اور جسم ہلکا ہو گیا

خاک مین مِل جائے صیقل عشق کی آتا ہی زنگ
سامنے اُنکے گئے تو رنگ اُن کا ہو گیا

١٠ اِک بتِ نادان کی باتین سُنکے ہجو کیون ہوئے
خیر ہے اے حضرتِ عاقل تمہین کیا ہو گیا

مثل ہم ٹھہرائین کس کو گردشِ ایام کا
ایک نقشہ ہے تمہاری چشم کا اور جام کا

عاشقِ چشمِ فسون کی دید شاید ہو نصیب
چشمِ نرگس دے جو کاجل روغنِ بادام کا

نام میرا غیر جنسون سے ملاتے ہین جو آپ
یہان ہے کس عِلت سے جائز قاعدہ اِدغام کا

ضعف نے منہ پر نہ دربان کے چڑھایا رات کو
بن گیا تارِ نظر زینہ تمہارے بام کا

بے نشانی ہو گئی ہے باعثِ نام آوری
نام عنقا ہو گیا ہے اب مرے ہمنام کا

مِل کے باہم بیٹھنے سے کس طرح آرام ہو
حرف سے ہی حرف الگ تحریر مین آرام کا

یاد مین لب کی ہوا مین ضعف سے آخر نہان
میم ہے اُن کا دہن لیکن مرے انجام کا

واعظون کے دل نہ کیون اِس لامِ گیسو مین پھنسین
قلب ہے یہ قلب کا اور قلب ہے اسلام کا

زلف پر دینے سے جان واعظ ہوا کافر کہین
کیون نہ دون اِس لام کو دل دل یہ ہی اِسلام کا

تو ہی زلف و رخ دکھا دے آن کر قصہ چُکے
ہے ترا بیمار ہجران صبح کا یا شام کا

عشق ہے تصویر خانے کا مرے آئینہ دار
ابتدا مین نقشہ سب دکھلا دیا انجام کا

اِک نگہ کے بدلے صاحب کیا بُرا ہی یہ بھلا
نقدِ دل لیتے نہین کیون بندۂ بے دام کا

کس سے یارب ہو حصولِ کامِ جان کی اب امید ۔ کام کا اِک دل تھا سو نکلا وہ اُن کے کام کا

۱۱

اک بُت نادان کو دل دیکر بنے کیون بیوقوف
حضرتِ **عاقل** کرو کچھ پاس اپنے نام کا

۱۳

ترا منھہ رات کو اُترا ہوا تھا ۔ تصور مین کسی کے تو بندھا تھا
ہوا مین آکے وہ مجھسے پھرا تھا ۔ عدو گویا ہوائے آسیا تھا
بھلا مین ادر ہون گستاخ تم سے ۔ خدا جانے مجھے کیا ہو گیا تھا
عرق ریزی سے قسمت نے بٹھایا ۔ غبارِ ناتوان اپنا اُٹھا تھا
ترے پاؤن کے نیچے شکل بدلی ۔ خدا جانے مین کِسکا نقش پا تھا
ہزارون گل پے چٹختے تھے چمن مین ۔ وہ گل ایسے شگوفے چھوڑتا تھا
نہالِ شوق بڑھتا سرو قد کیا ۔ ترے سائے کے نیچے وہ دبا تھا
نکرتا اُن سے مین عرضِ تمنا ۔ خموشی نے لبون کو سِی دیا تھا
تری ہی شکل کا اِک شخص زاہد ۔ بتون کے سنگِ در پر جبہہ سا تھا
خوشش آیا مجھ کو اپنا فوت ہونا ۔ کسی دشمن کا مین بھی مدعا تھا
جہان تھا دفن تیر اکشتۂ چشم ۔ اُٹھا وہان جو بگولا سرمہ سا تھا
خدا تجھ کو دلِ مرحوم بخشے ۔ محبت دوست محنت آشنا تھا

۱۲

نہ لاؤ شکوۂ **عاقل** زبان پر
تمہارا تھا بھلا تھا یا بُرا تھا

۱۸

ہر اِک کو مرقع نظر آتا ہے وفا کا ۔ نقشہ ہے دل آئینہ تصویر نما کا
بیٹھا ہے غبار ایسا ترے بے سر و پا کا ۔ صرصر بھی اُڑائے تو اُڑے ہُس کا نہ نقا کا

ہے فکر عبث قلب مکدر کی صفا کا
ہے گوہر بے آب یہ محتاج جلا کا

ہاتھون کی صفائی کے اثر سے دم تزئین
آئینہ دکھاتا ہے تمھین رنگ حنا کا

اس لاغری مین بھی ہے وفا ختم مجھی پر
گویا ہے تن زار الف لفظ وفا کا

اے شمع یہان مشق گدازش کی ہے گرمی
شعلہ مرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا

کس کس کو ملے گوہر تاثیر الٰہی
ہنگامہ سا ہنگامہ زبان پر ہے دعا کا

یہ ناخن تدبیر ہے یا نون ندامت
عقدہ نہ کبھی حل ہوا اُس بند قبا کا

معدن مین اُسے لعل بنا دیتا ہی خالق
اُڑتا ہے ترے ہاتھ سے جو رنگ حنا کا

کر اک نگہ مہر کہ سب عیب ڈھکین گے
داماں نظر تیرا کفن ہے شہدا کا

ہر گام سناتے ہو خبر موت کی مجھکو
پاؤن سے ادا کرتے ہو پیغام قضا کا

اس نور جوانی کا بھی نقشہ نہ جمے گا
گر جوش یہی ہے ترے عارض کی صفا کا

برقع ہی مین ہر دم ہین رقیبون سے اشارے
بے شرمیون کے واسطے پردہ ہی حیا کا

تنہائی یہ سیکھی ہے کسی گوشہ نشین سے
ہے سب سے الگ طور تری ناز و ادا کا

سیدھی چلی آتی ہین جو آفات سماوی
جادہ تن لاغر ہے مگر دشت بلا کا

زندہ ہوا محشر مین یہ مردہ ہی رہا مین
تھا زیست مین کشتہ ترے پاؤن کی صدا کا

داماں نظر مین اُسے لیتی ہے تمنا
گرتا ہے پسینا جو رخ مہر لقا کا

١٣	تعلیم سخن حکم خداوند سخن ہے عاقل مین پیمبر ہون گروہ شعرا کا	١٦

کچھ نسخ نہیں ہے ہو طور پہ دیدار خدا کا
اک جلوہ ہے کافی صنم ہوش ربا کا

اک ہاتھ مین تیغ ایک مین دامن ہی قبا کا
آتا کوئی دیکھے صنم ہوش ربا کا

کیا اُن کی ندامت سے خجالت ہوئی ہم کو
آزردہ ہوا شکر جو شکوہ تھا جفا کا

تن پر جو جمی گرد ہوے اور سبکدوش
پوشاک وہی ہے وہی بستر فقرا کا

یہان شوق وہی اور وہی دل کی تپش ہی
وہان ناز وہی اور وہی شیوہ ادا کا

آندھی مین رکھا کاغذِ تصویر جلا کر
اِس شکل سے ظالم نے اُڑایا مرا خاکا

راحت کے لیے پختگیٔ کار ہے درکار
خامی کے سبب خون ہی دل برگِ حنا کا

موت آئی عجب حال مین بیمار کو تیرے
شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

زردار کو آسایشِ دنیا کا مزہ کیا
حاصل ہے غریبون ہی کو آرام سرا کا

بالیدگیٔ شرم تکلف کی ہے دشمن
وہ خود بخود اب کھُلنے لگا بند قبا کا

اب ناز سے وہ پاؤن زمین پر نہین رکھتے
بوسہ نہ مِلا خاک ہوے پر کفِ پا کا

وہ چوستے ہین ناز سے خود دستِ حنائی
کچھ آج تو بے ڈھب ہی جما رنگِ حنا کا

دشمن کو تم اُلفت کی نگاہون سے نہ دیکھو
تیرِ نگہِ ناز ہے پیغام قضا کا

رونق تو ہے پر موت بھی ہے زیست جہان کی
ای شمع فنا ہو کہ تقاضا ہے بقا کا

گنجایشِ رندانِ سیہ کار نہین جب
کیا کہنا ہے زاہد تری جنت کی فضا کا

١٦	کیا جھوٹ ہی سچ کہتے ہو ہمثیل ہو عاقل ہان صدق بھی شمّہ ہی دروغ شعرا کا	١٤

جو دیکھا سحر تری نرگس سخن گو کا
تو بن گیا کفِ افسوس نقش جادو کا

ہوا ہے خاک جو کشتہ تمہارے گیسو کا
وہی غبارِ زمین ہوگا عطر شبّو کا

ہمارے خون نے جسم کر بنا دیا کعبہ
ہوا ہلال سیہ پوش تیغ ابرو کا

مرے گنہ کا وجود و عدم برابر ہے
کسی طرف کا نہ پلہ جھکا ترازو کا

رہ وفا مین کہا ٹھوکرین کھلاؤن گا
اسی کلام کا سمجھے تھے وہ مجھے بھو کا

مدام نقص سے ہوتا ہے نفع ظالم کو
کہ بال حسن ہوئے اُن کی تیغ ابرو کا

جو گل بھرے وہ پڑے پھول بنکے گھر پہ مرے
اگرچہ داغ مین شعلہ ہو آپ کی خو کا

رنگے حنائے شفق سے فلک مہ نو کو
مزا نہین ہے جبین پر سفید ابرو کا

اب اُسکی شوخیون نے رشک کا مزا نہ رکھا
نہین رہا وہ پریوش کسی کے قابو کا

نہال حسرت و افسوس وہان سے اُگتا ہے
زمین پہ گرتا ہے جس جائے تخم آنسو کا

بڑھی ہے لاغری ایسی جو فرط وحشت مین
بنے گا تار نظر کیا نگاہ آہو کا

شب الم مین کیا عرصۂ حیات کو طے
مین تھا سوار سمند سیاہ زانو کا

بلاؤ بزم مین مجھکو نہ امتحان کے لئے
سنا ہے آپ کا دل بھی نہین ہے قابو کا

ستم یہ ہے کہ اُٹھایا ستم سے ہاتھ اُسنے
سنبھالنا ہوا مشکل دل بلاجو کا

عدو کی چشم کے ڈورے ہین موج ریگ روان
پڑا ہے آنکھ مین شاید غبار اُس کو کا

۱۶
پس فنا بھی نکلا حسد سے تیل اُسکا
جسد جو خاک ہوا عاقل بلاجو کا
۱۷

وطن مین گر رہون مین کیا چلے بس مجھ پہ دشمن کا
کہ ایذا کچھ نہین دیتا ہے خار اپنے نشیمن کا

سبب رونق کا وحشت مین ہی پھرنا ناتوان تن کا
کہ بیکاری سے زنگ آلود تن ہوتا ہی سوزن کا

چمک سے ہی بہت مشکل نظارہ روی روشن کا
ترے پرتو نے پردہ رکھ لیا ہی در کی چلمن کا

ہوا ہے مے پرستی کے مشابہ میرا مرنا بھی
کہ بوتل کی طرح سے ساقیا ڈھلنے لگا منکا

مری چارہ گری ہی چارہ گری سے ہاتھ اُٹھانا ہی
رفو کا ٹانکا ٹانکا زخم ہے گویا مرے تن کا

مین تھا آرام مرگ عشق کا طفلی مین بھی خواہان
گمان آغوش دایہ پر رہا آغوش مدفن کا

جدا اگر دشت غربت سی ہون مین وہ ٹکڑی ہو
تن لاغر مرا اک خار ہے صحرا کے دامن کا

نہون الفاظ رنگین گر تو پھر کیا معنی رنگین
کہ پھولون کے سبب سے ہی گلستان نام گلشن کا

ہجوم یاس و حرمان کیون نہو وان بعد مرنے کے
کہ حرز جان حسرت ہی مرا تعویذ مدفن کا

مری وحشت کا سامان ہی مرا ناصح الجھنے سے
الجھنا یاد آجاتا ہے مجھکو خار و دامن کا

یہی گر شوق نظارہ پس دیوار ہے میرا
بنون گا لاغری سے مردمک مین چشم روزن کا

عجب کیا ہو جو نفرت بوالہوس کو تیری ملنے سی
کہ روز وصل نے سیکھا ہی ڈھلنا تیرے جوبن کا

کیا بیخود یہ جوش بید نے شوق عبادت مین
کہ خم ہو کر بنا ہے زاہدا تو نون شیون کا

فغان پر میری ہنستے ہنستے رو دیتے ہین وہ آخر
اثر اتنا تو ہے ناصح مری فریاد و شیون کا

نگہبان شب کو ہمت دن کو پیر عشق رہبر ہی
ملا آرام غربت مین رہا کھٹکا نہ رہزن کا

میسر دست بوسی تیری ای قاتل ہوئی اسکو
ترے خنجر کی گردن پر ہی احسان میری گردن کا

۱۶

کھٹکتا ہو کوئی گر لفظ تجھکو نظم **عاقل** مین
سمجھ ای باغبان نظم وہ کانٹا ہی گلشن کا

۲۰

نہ زندہ نہ مردہ نہ دنیا نہ دین کا
مجھے تو نے ظالم نہ رکھا کہین کا

عبث امتحان مین لگاتے ہو وقفہ
بھروسا ہے کیا میری جان حزین کا

مجھے گھر مین گردش ہی پتلی کی صورت
یہ اعجاز ہے چشم سحر آفرین کا

پڑا انا نہ فتنہ ترے گھر سے اُٹھا
نیا آسمان ہے مگر اس زمین کا

کبھی مرے تن مین کبھی اُسکے گھر مین
یہی شغل ہے میری جان حزین کا

غضب ہی میری اُس سے تکرار ادھر
ستم ہے جو موقع ملا اب نہین کا

ق

سنا تو نے **عاقل** عجب رات گزری
محبت کا مذکور نکلا کہین کا

خیال اپنی باتون کا جس وقت آیا
نہ سنبھلا دل اس ظالم نازنین کا

جب آنکھون مین آنسو بہت ڈبڈبائے
پکڑ ہاتھ اُٹھا ترے ہمنشین کا

کہا ایک گوشہ مین لیجا کر اُس سے
کہو حال کچھ عاقلِ دل حزین کا

کسی دشت مین ہوئے گا میرا مجنون
کہ ہے کوہ مسکن اُس اندوہگین کا

کسی باغ مین دل کب اُسکا لگے گا
کہ بلبل ہے وہ تو اسی گلزمین کا

مرے کوچہ کی یاد ہر وقت ہوگی
ملے ہوگا منھ پر غبار اس زمین کا

نہ ہوگا خور و نوش سے کچھ علاقہ
یہ شیوہ تھا پہلے بھی اُس غم قرین کا

جو کھانا نہین ہے تو جیتا ہے کیونکر
خدا حافظ اب اُسکی جان حزین کا

ترے ہمنشین نے کہا اُس سی رو کر
کہون حال کیا مین اُس اندوہگین کا

غذا لخت دل بدلے پانی کے آنسو
زبان صرف شیون یہ کلمہ یہین کا

نہ مسکن کہین پر یہ دیکھی ہے حالت
گرا جس جگہ ہو گیا بس وہین کا

کہین تنہا کے یہ شعر پڑھتا ہی رو کر
جب ایڑی تک آیا پسینا جبین کا

۱۷	نہ گھر کا نہ در کا نہ کوچہ کا اپنے مجھے تو نے ظالم نہ رکھا کہین کا	۲۷

بدلا کیا خدا نے آفت رسیدگان کا
ہے ناک مین فلک کے اک تیر کہکشان کا

پہنچا ہے آسمان پر شعلہ مری فغان کا
گلدستہ بنگیا ہے وہ طاق کہکشان کا

مرقد بنا نہ اپنے بیمار ناتوان کا
کافی دبانے کو ہے سایہ ترے مکان کا

ہے اشک ہی نتیجہ اس حُسن کے بیان کا
اُڑتا ہے رنگِ چہرہ سنکر جو رازدان کا

کچھ سُنکے ہین وہ حیران کچھ کہہ کے ہم پشیمان
برقع ہوا تامل رخسارۂ بیان کا

گریہ بھی خوش نہ آیا جانو کہ کام نکلا ۔ جاتے ہین لے کے تحفہ ہم خوف پاسبان کا

جدت سے طبع کی وہ دم بھر تھما نہ دل مین ۔ بنتا ہے تازہ ہر دم نقشہ ترے مکان کا

خود جلوہ مثل موسیٰ بے ہوش تھا زمین پر ۔ چلمن سے اپنی جسدم اُس فتنہ گرنے جھانکا

جو چاہین مجھ کو کہہ لین مین کچھ خبر نہ ہونگا ۔ ملتا ہے اس مین شائد اُن کو مزہ زبان کا

گردش سے بخت کی ہم عاشق ہوئے تھے گویا ۔ سنگِ فسان ہے شاید یہ تیغِ امتحان کا

لیلیٰ کی ایک نگہ مین درسِ جنون کیا طے ۔ مانندِ خاک تونے مجنون سبق یہ پھانکا

کیونکر پیام پہنچے قاصد سے پورا پورا ۔ کچھ حالِ بد ہے میرا کچھ نقص ہی بیان کا

ہے بیکسون سے کاہش اور ظالمون کی خواہش ۔ پہلو مین دل تمہارا اٹکا ہے آسمان کا

دربان مجھ سے جل کر پھینکنے لگا کمین مین ۔ شائد شرر بنے گا یہ سنگ آستان کا

نیک اُن کو جانتا ہون اور مین عدو کی شکوی ۔ کیونکر یقین آئے اُنکو مرے بیان کا

ہے ہر تصورِ دل خواہانِ ظلمِ تازہ ۔ میرا نفس ہے جادہ صحرائے امتحان کا

قسمت اُلٹ گئی ہے کیا کوئی بات سمجھے ۔ اُلٹے زبان تو پردہ ہو عارضِ بیان کا

چٹکی مین تیر ہے وان دل شوق سے بڑھا یان ۔ کیا صحن یہ بنے گا اُس خانۂ کمان کا

آئینہ مین نہ ڈالو تم عکس پر نظر یون ۔ ڈر ہے نہ وہ ہدف ہو اُس تیرِ جانستان کا

چرخ آہ سے پھٹا وان - یان ہمنے خاک اُڑائی ۔ ہو جائے گی زمین اب پیوند آسمان کا

گر جذبِ دل یہی ہے تو ایک دن سمٹ کر ۔ بن جائے گا سویدا سایہ ترے مکان کا

پی بُردگی کا رستہ ملتا نہین عدو کو ۔ وقتِ سخن سفر ہے منہ مین مری زبان کا

تیرِ ستم تمہارا ہر وقت ہے کمان مین ۔ شوقِ ستم سے گویا مرکز بنا کمان کا

یارب تو شرم رکھیو آئے نہ آہ لب پر ۔ محشر مین سامنا ہی اُس شوخ بدگمان کا

ظالم بھرے دم اُلٹے یارب مری طرح سے	دم سینہ مین سمائے شمشیر جانستان کا
وعدہ بھی وصل کا ہے اظہار ناز کی بھی	دشوار ہے پلٹنا اب تو تمھین زبان کا

١٨	ہین شاہد سخن کے جلوے عجیب عاقل عالم شہود کا ہے عالم مرے مکان کا	۷

دل کے ویرانہ مین غربت کا ہوا جب سامان تو وطن چھوڑ دیا	اسقدر ہوگیا خوف خزان قبل خزان کہ چمن چھوڑ دیا
دہن بات جو کرتے تھے تو اک حیرت تھی اب سخن ہاے نہانی بھی	تمنے ای جان جہان بات نکالی اچھی کہ سخن چھوڑ دیا
ہجر مین پوچھتے کیا ہو مرے مرنیکا سبب جی گیا مین تو ابس	روح گھبرائی ہجوم غم و آلام ہے جب تو بدن چھوڑ دیا
ناتوانی تری امداد ہی ہم خوب بچے حشر کی ایذا سے	قبر سے پھر گئے شرما کے فرشتے سارے اور کفن چھوڑ دیا
نسبت غیر سے جینا نہین اچھا زنہار ہے تعلق دشوار	جب دیکھا کہ جدائی ہے تو تمکو ناچار روح و تن چھوڑ دیا
تیری تصویر تو بیمثل تھی اُسنے کھینچی لیکن اک دقت تھی	بات بہزاد سے جسوقت بنائی نہ گئی تو دہن چھوڑ دیا

١٩	قدردانی اسد کا ہے بھلا کیا کہنا پھر ہے کیون چپ ہنا حیدرآباد مین ای حضرت عاقل کہنا کیون سخن چھوڑ دیا	۷

کہتے ہین دشمن کے قبضہ مین زمانا ہوگیا	اب ہمین دنیا سے مشکل ہاتھ اُٹھانا ہوگیا
یہ ہوے لاغر کہ مشکل آنا جانا ہوگیا	منحصر دم پر اُٹھانا اور بٹھانا ہوگیا
وہ متاع زندگی کو چاہتے ہین مثل مرگ	اپنی ہمت کو بھی لازم آزمانا ہوگیا
مثل زلف یار اُلجھا تھا شب فرقت مین دم	نیچے خورشید روز وصل شانا ہوگیا
تو ہماری جان ہے جانا ترا ہے اپنی موت	فرض ہمکو جان کا اپنی بچانا ہوگیا
میری بربادی نے ابتر کر دیے دنیا کے کام	پر لگایا گھر کہ مستغنی زمانا ہوگیا
جسطرح غفلت مین آجاتی ہے ای قاتل اجل	یون ہی اک دن تیرے دھوکے مین بھی آنا ہوگیا

۲۰	وقفہ ملا نہ ہم کو گنہ کے حساب کا	گزرا ہے کتنی جلد زمانہ شباب کا	۱۵
	بیباک کس طرح سے شب وصل مین وہ ہون	مشکل ہے نازکی سے اٹھانا حجاب کا	
	جب شکوۂ نگاہ تغافل نہ تم سنو	کیا شکر کیجیے نگہ پر عتاب کا	
	آنکھین کھلی ہوئی ہین یہ کچھ دیکھتے نہین	بیدار اسطرح ہین کہ عالم ہی خواب کا	
	ٹپکے عرق کی طرح گنہ بال بال کے	احسان ہے فشار زمین کی عذاب کا	
	وہ اور دست غیر سے پلوائین مجکو مے	پینے لہو کے گھونٹ ہین پینا شراب کا	
	پابوسیون مین آنکی ہی کیا جانے کیا مزہ	ہر وقت منہ کھلا ہے فرس کی رکاب کا	
	واعظ نے میکدے مین یہ کین سختیان کہ ہائے	دل کی طرح سے ٹوٹ گیا خم شراب کا	
	وصلت کی رات بھی وہی دوری رہی ہمین	پردہ رہا ہے بیچ مین شب بھر حجاب کا	
	پہلو مین وہ جو بیٹھے تو ہی دل کی یہ صدا	موقع ملا ہے آج ہی تو اضطراب کا	
	آنکو بھی کچھ تو قدر ہوئی حسن وعشق کی	تن تن کے دیکھنے لگے جوبن شباب کا	
	نظارہ وجمال کا قصہ تمام ہے	اب بیچ مین ہے پاؤن تمہاری رکاب کا	
	کیجو جواب ہی کا فقط قاصدا سوال	موقع تجھے ملے جو سوال وجواب کا	
	دم بھر کیواسطے ہی ہماری یہان نمود	نقش حیات مین ہی تماشا حباب کا	
۲۱	دہلی کو آج یاد دلا دو دکن مین تم عاقل جواب دو غزل لاجواب کا		۱۶
	نظارہ خواب مین ہی رخ بے حجاب کا	کیا پوچھنا ہے اب نگہ کامیاب کا	
	ہان سعی چارہ گر کہ ٹھہر جائے دل مرا	ہے رات دن اگر تو قلق اضطراب کا	
	منظور ہی فنا کو جو مشق مصوری	بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حباب کا	

کیا ہو سوالِ بوسہ کہ یہ تنگ ہی دہن
مشکل ہوا ہے مُنہ سی نکلنا جواب کا

ہان اہلِ حشر چین سے آرام اب کرو
دفتر کھلا مرے گنہِ بے حساب کا

ق

ہمدم نہ پوچھ وصل کی شب کا تو ماجرا
اِس ذکر سے ہی دل پہ ہجومِ اضطراب کا

وہ ضعف کشمکش سے یہان انتظار کے
آمد وہ اُن کی جیسے کہ آنا شباب کا

کس ناز و التفات سے وہ پاس بیٹھنا
عشوہ کی یہ صدا نہین موقع حجاب کا

یہان دمبدم یہ دُھن کہ ہون نظارہ بازیان
وہان باربار رخ سے اُٹھانا نقاب کا

یان دمبدم یہ چھیڑ کہ ہو بے تکلفی
وان باربار مُنہ وہ بنانا عتاب کا

یان لب پہ بیشمار سوالون کا اژدحام
وان شرم سی زبان مین الجھنا جواب کا

یان شوق مضطرب کہ بس اب انتظار کیا
وان ناز کی یہ بلوہ عامِ اضطراب کا

وہان لحظہ لحظہ ساعتین گنتے ہی کا خیال
یہان ذکر ہجر کے قلق بیحساب کا

القصہ لُطف ایسے اُٹھائے کہ کیا کہون
ای ہمنفس مزہ تھا وہی بس شباب کا

اب تو خیال مین بھی نہین وہ حکایتین
جو کچھ لکھا ہے مین نی یہ قصہ ہی خواب کا

کچھ حسرتین بھی گریہ کنان ساتھ ساتھ تھین
دیکھا جنازہ **عاقل** خانہ خراب کا

جلوہ طور ہی ہوتا یہ نمایان ہوتا
دل مین رہتا تھا جو پنہان تو نہ پنہان ہوتا

داغ ہوتے جو نہ سینہ مین تو ویران ہوتا
دِل اگر باغ نہ ہوتا تو بیابان ہوتا

کچھ تو لذت ہمین ملتی جو نہ بیخود ہوتے
شادیِ وصل نہ ہوتی غمِ ہجران ہوتا

آئے وہ لاش پہ تا ہو نہ اُدا اسی کا ہجوم
اب رہا کون جنازے پہ جو گریان ہوتا

غنچہ کو دیکھو ہنسنے کی کہان فرصت ہے
دِل اگر جمع بھی ہوتا تو پریشان ہوتا

شمع کی طرح سے رو رو کے ہوا جسم فنا
یون نہ مرتا تو لب گور بھی خندان ہوتا

دل لگانے ہی کے ارمان تھے پہلے کیا کیا
اب یہ ارمان ہے کاش اور بھی ارمان ہوتا

رنج ہم بزمئ اغیار ہے گو کاہش جان
رشک سے جان نہ دی غیر کا احسان ہوتا

ذائقہ ہے دہن زخم کا پھیکا پھیکا
کاش جلاد ہی کا لب نمک افشان ہوتا

ہوا ایذا طلبی سے مرا مرنا مشکل
جینا دشوار نہ ہوتا تو کچھ آسان ہوتا

دل کو اس تیرگی بخت مین جلنا ہی نہ تھا
اور جلا تھا تو چراغ رہ جانان ہوتا

بیٹھے ہین بزم تصور مین مرے سامنے وہ
یون ہی کٹ جاتی جو اے عمر تو احسان ہوتا

حور کے وصل کا ہے وعدۂ فردا واعظ
مانتا گر کسی بدعہد کا پیمان ہوتا

دلبری کی جو ادائین ہین وہ ہین عام پسند
دل بھی ہوتا تو مین اسوقت پشیمان ہوتا

تم نہین غیر سہی غیر نہین مرگ سہی
مدعا یہ کہ کوئی جان کا خواہان ہوتا

سچ کہا تونے ذرا تو ہی سمجھ اے ناصح
ایسی باتین مین نہ کرتا اگر انسان ہوتا

شکر ہے آگئی شام شب اقرار اجل
مین نہ مرتا تو وہ وعدہ سے پشیمان ہوتا

بخت برگشتہ کی سیرے اُسے منظور تھی نقل
بلہوس اور وہ یون آپ پہ قربان ہوتا

ہائے جیتا رہا دربان کے طعنے سُنکر
سخت جان تھا تو مین سنگ در جانان ہوتا

اب تو نفرت یہ دوئی سے ہی کہ حسرت ہی یہی
دل بھی اک کاش نہ ہوتا فقط ارمان ہوتا

سحر وصل تھی انجام شب فرقت یار
زندہ رہتا تو مرا درد ہی درمان ہوتا

تو بھی تو دیکھ ذرا حسرت و حرمان کا ہجوم
تیرے بیمار کے مرنے کا ہے سامان ہوتا

حشر مین ٹھہرے گنہگار جو ہم خوب ہوا
ہائے کیا ہوتا جو وہ سر بہ گریبان ہوتا

رونے سے بزم تصور مین نہ گھٹتی مری عمر
شمع تصویر کے مانند جو گریان ہوتا

گرمی رشک نہین ورنہ جو آتے اغیار		حجرالاسود کعبہ شرر افشان ہوتا
۲۳	نالہ زندان کا بھی پابند نہین ای عاقل کوئی تو خانۂ زنجیر کا دربان ہوتا	۱۵
الہی شکر دن آیا قیامت آنے کا		کیا ہے غیر کے گھر اسنے قصد جانے کا
ثمر کبھی نہین نخلِ مراد لانے کا		زمین شور پہ ہے نخل آشیانے کا
گھڑی گھڑی مین بدلنے لگی مری صورت		مین شعبدہ ہون مگر کوئی اس زمانے کا
یہ تند باد ہوائے ہوس کا ہے اندھیر		کہ گل چراغ ہے بلبل کے آشیانے کا
کوئی سُنے نہ سُنے انکو وعظ سے ہے کام		مزہ تو مل گیا واعظ کو دل لگانے کا
رقیب وصل مین کہتا ہے بلہوس مین نہین		یہی تو وقت ہے نادان آزمانے کا
قدم قدم پہ ہے نقشِ قدم کے بدلے داغ		نکالا ہے عجب انداز دل مین آنے کا
نہون کبھی گر ہمہ تن سر ہین امتحان کیلیے		مثالِ اشک کبھی سر نہین اُٹھانے کا
یہ مدعا ہے کہ سینہ مین پھر سما نہ سکے		کہ ڈھنگ سیکھا ہی ظالم نے دل بڑھانے کا
وہ ایسے گل ہین کہ دشمن کے گھر بہار آئی		مین بلبل ایسا کہ ہون خار آشیانے کا
چھپا رہے ہین وہ زلفون مین رُخ کہ مٹ جاؤن		بنایا ضعف لے سایہ جو آستانے کا
اگرچہ تارِ نگہ لاغری سے ہو جاؤن		مین انکی آنکھ مین پھر بھی نہین سمانے کا
سُنا ہے حشر مین دیدار ہوگا بے پردہ		قیامت آج ہے انداز منہ چھپانے کا
مریضِ ہجر ہون رہتا ہے کون بالین پر		سرک کے دور رہے تکیہ مرے سرہانے کا
۲۴	بُرا کہے کوئی نادان تو کیا حرج عاقل بُرا نہ مانو یہ دستور ہے زمانے کا	۱۱

خموشی مین وہ دہن انتخاب کیا ہوگا
مرے سوال کا عاقل جواب کیا ہوگا

نہین ہے نامۂ اعمال مین کوئی نیکی
حساب پاک ہے اپنا حساب کیا ہوگا

وہ سامنے ہین مین چپ ہون یہ دل اچھلتا ہے
یہ جب ہے صبر تو پھر اضطراب کیا ہوگا

یہ پوچھ وصل کو ائی ہم نشین کہ کب ہوگا
امید ہی نہین پھر اضطراب کیا ہوگا

تڑپ تڑپ کے زمین کو زمینِ حشر بنا
تو اس سے ای دلِ خانہ خراب کیا ہوگا

جو غیر بد نظر ہین نقاب اُلٹ دیجے
کہ شرم ہی نہین تم کو حجاب کیا ہوگا

یہ سن کی بات ہی اللہ رے تجاہلِ ناز
کوئی سوال کرین ہم جواب کیا ہوگا

بتون کے عشق سے توبہ کرین ہم ای واعظ
بتا اعادۂ عہد شباب کیا ہوگا

خبر سُنی مرے مرنے کی تو وہ کہتے ہین
مری جدائی مین وہ محوِ خواب کیا ہوگا

ہوئی ہے شرم گنہ مانع جزا طلبی
نہین ثواب کے خواہان عذاب کیا ہوگا

٢٥

جو پوچھا جائیگا کل حال ... بتِ عاقل
جناب شیخ مشیخت مآب کیا ہوگا

١٦

رشک نے حشر کا میدان دیکھا
دل مین جب یار کا ارمان دیکھا

پانگاری کی بدولت ہم نے
دشت دیکھا تو گلستان دیکھا

ہم ہین حیرت زدۂ بزم وصال
تجھ کو دیکھا بھی تو حیران دیکھا

قتل کے بعد ترے خنجر کو
خون کے اشکون سے گریان دیکھا

حشر کی آگئی شامت اُس نے
کیون سوے گورِ غریبان دیکھا

تو ہے آنکھون کی طراوت لیکن
اشک کی طرح گریزان دیکھا

کس طرح مرگیا بیمار ترا
موت کو لاش پہ گریان دیکھا

کیا پریشان کیا واعظ نے
آج میخانے مین شیطان دیکھا

شب کو زلف اسکی تھی بازو اپنے
آج کیا خواب پریشان دیکھا

ہاے بے جرم ہوا کیون مین قتل
تیغ کو سر بہ گریبان دیکھا

ہوئے ظاہر تو نہ ہم دیکھ سکے
ہوئے پنہان تو نہ پنہان دیکھا

خلد کی مدح بہت کرتے تھے
واعظا کوچۂ جانان دیکھا

بات کیا اُن سے تصور مین کرین
دل مین اغیار کو پنہان دیکھا

بیکسی دیکھ ترے ارمان نے
خانۂ دل کو بھی ویران دیکھا

کس کی زلفون کی شکایت ہوگی
صبحِ محشر کو پریشان دیکھا

بعد مدت کے بنارس مین آج
میر عاقل کو غزلخوان دیکھا

کچھ تیغ لگاتے تم کچھ زخم ہرا ہوتا
کچھ نون چھڑکتے تم کچھ درد سوا ہوتا

حورون کی ثنا واعظ اور مجھسے ہی خلوت مین
آجاتا جو وہ اس دم فرمائیے کیا ہوتا

مانو کہ نہ مانو تم مختار ہو اے رندو
لیکن کبھی واعظ کا دکھڑا تو سُنا ہوتا

اِس خون سے کیون اُٹھی رونا تھا تو رو دیتی
طوفان ہی عوض اپنے محفل سے اُٹھا ہوتا

مقبولِ طاعت کا دھڑکا ہے عبث زاہد
اُس نقش کفِ پا پر سجدہ تو کیا ہوتا

یاد اُس شہِ خوبی کی آتی ہی مرے دلمین
تعظیم کو اس دم تو اے درد اُٹھا ہوتا

جنت ہی کی خواہش مین ہم جان کو دیدیتے
اُس کوے ستمگر مین گر دل نہ لگا ہوتا

دامانِ نظر جھٹکا ذرہ کیطرح چمکا
کاش اشک ہی بنکر مین آنکھون سے گرا ہوتا

ہوتا نہ مکدر گر اس عالمِ خاکی سے
عینک کی طرح دل بھی آنکھونسے لگا ہوتا

وہ آتے ہی آتے کیوں اس سمت رُکی یارب
گر حشر ہی ہونا تھا تو آج ہوا ہوتا

قصۂ شبِ فرقت کا کیوں کہہ دیا **عاقل**
وہ سُنتے نہ سُنتے پر تمنے تو کہا ہوتا

شبِ غم میں یوں چُپ اَی دلِ ناشاد ہونا تھا
دہانِ زخم ہونا تھا لبِ فریاد ہونا تھا

نگاہِ ناز سے ظالم بھلا مرتا ہی کب دشمن
کوئی تلوار کوئی خنجرِ فولاد ہونا تھا

نہ کیوں ہم اپنے نالوں سے جلیں پابندِ قفس کے
ہماری خاک کو اس طرح سے برباد ہونا تھا

سرِ بالیں مرے بعدِ شہادت آئیں کیوں حوریں
کوئی سفاک ہونا تھا کوئی جلاد ہونا تھا

ستم کس پر کرینگے اب یہ غم شائد ہوا۔ ورنہ
اُنھیں مثلِ عدو مرنے پہ میرے شاد ہونا تھا

اِدھر غُصہ کی نظریں بھی اور اُسپر مسکرانا بھی
ستم میں بھی کرم کچھ او ستم ایجاد ہونا تھا

وہ گھر کرتے ہیں دلمیں غیر کے **عاقل** نہیں اسدم
خدا بخشے اُسے وہ خانمان برباد ہونا تھا

ناصیہ سا تری چوکھٹ پہ جو **عاقل** ہوگا
اُس کی تقدیر کا لکھا خطِ باطل ہوگا

میں تو سمجھا تھا کہ عارض پہ ترے تِل ہوگا
پر نظر سے یہ گمان ہے کہ مرا دل ہوگا

بزمِ اغیار میں کیوں اس نے لہو تھوکا ہے
شیشۂ مے کو بھی شائد مرضِ سِل ہوگا

حیرتِ جلوہ سے پتھر یہ بنا آئینہ
آئینہ کیا ترے چہرے کے مقابل ہوگا

سخت جانی کا بھی شکوہ ہو اگر زخم کے ساتھ
شکرِ احسانِ نمک ریزیِ قاتل ہوگا

مجھ سے جب بات وہ کرتا ہے نکلتا ہی دھواں
دہنِ غیر بھی شائد چہِ بابل ہوگا

سرکشی تیری بچا لے گی تو ڈرتا کیوں ہے
خون میرا تری گردن پہ نہ قاتل ہوگا

کاہشِ و رنج و الم ذلت و خواریِ خفت
آپ کی بزم میں ہم کو یہی حاصل ہوگا

وِن دہاڑے نہ تمھین غیر کے گھر جانا تھا — یہ نہ سمجھے کوئی ہم اِس چال سے بسمل ہوگا

سخت جانی سے جھٹون قتل اگر ہو جاؤن — سہل جو آپ کو ہوگا مجھے مشکل ہوگا

بوسہ دیدیجیے عاشق جو مچاتا ہے غل — بند اک بات مین اسے جان لبِ سائل ہوگا

تم کو بھی حور کی گر شکل بنادے خالق — دل وہ کمبخت ہے اُس وقت نہ مائل ہوگا

مین وہ محروم ہون بے پردہ جو تم آجاؤ — پرتوِ عارضِ پر نور ہی حائل ہوگا

بیدلی کی ہے تمنا یہن ہمین زیست حرام — ہم جہان مین جو رہینگے تو نہ پھر دل ہوگا

۲۵	بزم انشا دہی مین غزلخوان عاقل اِسکو دل دیکے ینگے سب اگر دل ہوگا	۱۷

قدر کم ہے تو کمال اور بھی زائل ہوگا — رفتہ رفتہ یہ عرض جوہرِ قابل ہوگا

اشکِ خون کم ہین تو مقروض جگر دل ہوگا — خرچ آمد سے زیادہ ہو تو فاضل ہوگا

ایک ذرہ سا چمکتا ہے کسی کے در پر — دیکھنا دیکھنا شائد یہ مرا دل ہوگا

لاکھ ڈھونڈھین پہ وجودِ کمر انکا ہے محال — ہوگا تو مبطلِ وہم خطِ باطل ہوگا

اس نزاکت پہ وہ ہر سمت پڑے پھرتے ہین — یہ کسی کا اثر جذبۂ کامل ہوگا

رتبۂ فضل ملا ذلت و خواری سے ہمین — جو کسی مد مین نہ داخل ہو وہ فاضل ہوگا

بے دہن باتون سے تم فیض جو پہنچاتی ہو — لبِ جان بخش تمھارا لب ساحل ہوگا

لاغری کی ہر جا سہل پہ یہ مشکل ہے — دھیان مین آپ کے آنا مجھے مشکل ہوگا

خندۂ زخم پہ بے ساختہ ہنس دیتا ہے — یہ بھی اندازِ نمک ریزیِ قاتل ہوگا

نقدِ جان کا ہے سوال آپکے عاشق سی مدام — لبِ سوفار بھی شائد لبِ سائل ہوگا

اب تو دل دیکے پشیمان ہین پر انشاءاللہ — ہم تمھین پھر نہ کبھی دین گے اگر دل ہوگا

سل پہ صندل جو گھسا میرے لیے ناصح نے
یہ مگر چارہ گر دردِ سرِ سل ہوگا

وہ بنارس مین طرب خیز صدائین ہر سمت
جمگھٹا آج بتون کا لبِ ساحل ہوگا

لاش پر میری تجاہل سے وہ خود کہتے ہین
اِس کو پہچانے گا وہ ہی کہ جو قاتل ہوگا

کیا نہین جانتا العلم حجاب الاکبر
شیخ عالم جو سوا ہوگا تو جاہل ہوگا

دم نکلتا ہے پہ مرتا نہین بیمار ترا
زندگی ہے تو یون ہی خلد مین داخل ہوگا

۲۶

سو ہنر پر بھی نہین نقص مقدر مٹتا
کیا کمال اس سے زیادہ تمہین عاقل ہوگا

۲۱

آوارگانِ عشق رہین گے وطن مین کیا
ہم بوئے گل کیطرح سے ٹھہرین چمن مین کیا

ترچھی نظر ہے راہ مین کیا انجمن مین کیا
لے جائینگے دل آپ اسی بانکپن مین کیا

دشنام کے علاوہ مزہ ہے دہن مین کیا
کہیے تو اور بات ہی اُنکے دہن مین کیا

سینہ مین حسرتون کا ٹھکانا نہین رہا
ہم دلکو بھول آئے کسی انجمن مین کیا

اے شمع صبح تک ہے تری زندگی تمام
رو رو کے جمع کرتی ہے پونجی لگن مین کیا

ہے بار اتنا کیون تن لاغر پہ دیکھنا
تارِ نگاہِ غیر ہے بندِ کفن مین کیا

ہر وقت کامیاب ہے بوسہ سے آپ کے
پائی جگہ نہین نے تمھارے دہن مین کیا

آجائین راہ پر وہ شب تارِ ہجر مین
اتنی بھی روشنی نہین دل کی جلن مین کیا

پایا نگاہِ ناز مین جب شوقِ دلبری
کھوئے گئے ہین غیر تری انجمن مین کیا

غربت مین یاس و حسرت و حرمان کا ہی ہجوم
آپہنچے آج دشتِ خیالِ وطن مین کیا

بستر پہ اب نہین ترا بیمارِ ناتوان
وہ دب گیا تڑپتے تڑپتے شکن مین کیا

ہر ٹانکے سے عیان ہی دل افگاری حیات
تارِ نفس کا بخیہ ہے میرے کفن مین کیا

ذکرِ شرابِ ناب پہ کیوں تھوکنے لگے
پانی بھر آیا حضرتِ زاہد دہن میں کیا

شرما کے منہ پھرانا لڑا کر نگاہ کو
ظالم یہ سیدھی سی ہے ادا بانکپن میں کیا

بوئے کدورت آنے لگی دودِ شمع سے
پروانہ جل کے راکھ ہوا انجمن میں کیا

غربت کے جنگلوں ہی میں لگنے لگا ہے جی
وحشت کو بھول آئے مگر ہم وطن میں کیا

تعظیم کو امید جو بے ساختہ اُٹھی
آیا کسی غریب کا ذکر انجمن میں کیا

کہنے سے اُنکے عطر ملا ہے رقیب نے
یہ داغ لگ گیا ہے ہمارے کفن میں کیا

وہ بھی کوئی گھڑی ہو الٰہی کہ وصل میں
یاں عرض مُدعا ہو وہاں ہر سخن میں کیا

اُنگلی نہ رکھ سکے کوئی دشمن کلام پر
گرمی نہ ہوگی اتنی بھی میرے سخن میں کیا

٢٧	اپنا وہی وطن ہے جہاں اپنا دل لگے دِلّی کو یاد کرتے ہو عاقل دکن میں کیا	١٢

اُن سے ہم کرتے ہیں گلہ دِل کا
ہو چکا آج فیصلہ دِل کا

تم سے بے درد پر یہ مرتا ہے
حوصلہ سا ہے حوصلہ دِل کا

یوں نکلتی ہے دل سے تیغِ نگاہ
جس طرح نکلے حوصلہ دل کا

وہ چلے اُٹھ کے ہمنے آہیں کیں
جا رہا ہے یہ قافلہ دل کا

جان کا بھی چُکائیں گے قصہ
طے تو ہو لے معاملہ دل کا

شبِ فرقت ہے تم بھی آ جاؤ
دیکھنے کا ہے حوصلہ دل کا

سب طرح خارِ غم کھٹکتے ہیں
پھوٹ جائے نہ آبلہ دل کا

رِہ گئی کھنچتے کھنچتے تیغ اُنکی
رہ گیا دل ہی میں حوصلہ دل کا

دلبری کم سنی میں کیا جانیں
کس سے اُنکا معاملہ دل کا

امتحان ناوکِ نظر سے واہ	دل سے کیجے مقابلہ دل کا
دِل مین وہ ہین یہ ذوق وحدت سے	رہ گیا پھر بھی فاصلہ دل کا

٢٨	دردِ دل اُن سے کہہ دیا عاقل آج نکلا ہے حوصلہ دل کا	١٣

اگرچہ ہوش مین ناصح مین آ نہین سکتا	کسی کی یاد کو لیکن بُھلا نہین سکتا
مین خوش ہون وصل مین یہ رحم اُنکو آ نہین سکتا	مفارقت کی مین صورت دِکھا نہین سکتا
صفائی آپ کے چہرے کی کیا کرون لیکر	کہ دو گھڑی بھی نظر مین جما نہین سکتا
گرا ہون اشک کی مانند سب کی آنکھون سے	کہ مجھ کو خاک سے کوئی اُٹھا نہین سکتا
تمھارا نام مرے سخت دل پہ کندہ ہے	یہ نقش سنگ ہے اسکو مٹا نہین سکتا
نہ مجھ مین کہنے کی حالت نہ تم مین سُننے کی تاب	مین تم کو دردِ دل اپنا سُنا نہین سکتا
کیا ذلیل اگر ضعف نے بڑھا رتبہ	عدو کی آنکھ مین اب مین سما نہین سکتا
تمھارے عشق نے بیکار کر دیا مجھکو	کسی حسین سے اب دل لگا نہین سکتا
غم فراق نے یہ ناتوان کیا مجھکو	کہ آپ مین شبِ وصلت مین آ نہین سکتا
مصوری مین ہی کامل اگرچہ مانی بھی	مگر یہ چال یہ باتین بنا نہین سکتا
تمھارے چہرۂ پر نور کے تصور سے	مین دل کا بھید کسی سے چھپا نہین سکتا
تُمھین نہ یاد کرون مین کبھی مگر دل سے	یہ بھولنے کی ادائین بُھلا نہین سکتا

٢٩	یہ ناتوان ہوا ہون مین اب تو ای عاقل کبھی رقیب کے دھوکے مین آ نہین سکتا	٤

ستائین کسکو رُلائین کسکو کبھی تو یہ بھی خیال ہوگا	ہمارے مرنیکا ای ستمگر تجھے بھی کچھ تو ملال ہوگا

ہی نبض ساقط غشی ہی طاری ہر اک نفس ہی نفس شماری
یہی ہی کوشش اگر ہماری تو ہجر ہی مین وصال ہوگا

کہان تلک چپ پڑے رہینگے ہم بھی کہان تلک غم سہینگے ہم بھی
جب آخرش کچھ کہین گے ہم بھی تو آپکو بھی ملال ہوگا

بھلا یہ وقتِ ملال کیا ہی چلے چلو اب خیال کیا ہے
تمہارے عاقل مین حال کیا ہی یقین ہی انتقال ہوگا

۳۰ ردیف بای موحدہ ۲۶

اصرارِ اقربا کا یہی ہے مگر جواب
دیدے دوا کے بدلے تو ای چارہ گر جواب

قاصد کو زندہ بھیجا۔ دیا مختصر جواب
لکھا کہ تیرے نامہ کا ہے نامہ بر جواب

یہان شوق صبر سوز وہان شوخیون مین شرم
بسمل ادھر سوال لبون پر ادھر جواب

کیون چپ ہو۔ خود وہ پوچھتے ہین بزم غیر مین
پھر یہ ستم زبان کٹے۔ دون اگر جواب

مدت کے بعد بابِ اجابت ہوا ہے وا
یعنے دعا کو دینے لگا اب اثر جواب

ہی ناز سرو قامت وسیب ذقن پہ کیون
اس کا شجر جواب ہی اُس کا ثمر جواب

پڑھکر یہ غصہ آیا کہ وصلِ عدو کی شب
لکھا کئے وہ خط کا مرے تا سحر جواب

جب پوچھتا ہون راہ عدم کتنی دور ہے
سو سو ادا سے دیتی ہے اُنکی کمر جواب

چپ ہو گیا ہے اُن کے زبانی سوال پر
دینے لگی طلاقتِ پیغامبر جواب

معدومی دہن پہ ہوئی بحث ہنس دیئے
واللہ خوب لائے ہو تم ڈھونڈھکر جواب

مین شکل پشتِ آئینہ تم شکلِ آئینہ
میرا ادھر جواب تمھارا اُدھر جواب

اِی لالہ داغ کیا کوئی پُر درد دل دکھا
کیا میرے دردِ دل کا ہی داغِ جگر جواب

کیا بات حسن کی کہ ہے بے غیرتی کرم ؟؟
غیرون کو دیتے ہین وہ سرِ رہگزر جواب

اُس کے دہن کا ذکر تھا غنچے جو چٹخ گئے
سچ ہے کہ یون ہی دیتے ہین مُنھ پھوڑ کر جواب

مطلب یہ ہے کہ کوئی نہ پورا ہو ولولہ
دیتا ہے مجھکو بات مری کاٹ کر جواب

شرمِ کرم کریم کو رہتی ہے بالضرور
پنہان ہے ہر سوال کے پردہ مین ہر جواب

کیونکر تمھارے مُنھ مین جگہ اُسنے پائی تھی
سیری تو زندگی سے بھی تھا تلخ تر جواب

ق

آیا پیامِ مرگ یہ سُن قصہ ہمنشین
خط دیکے اُنسے کہنے لگا نامہ بر جواب؟

قربان مین کس ادا سے وہ کہنے لگا کہ ہان
لکھون گا حرف حرف کا خط دیکھکر جواب

پھر خط پڑھا تمام اُٹھا یا قلم لکھا
ہے داستان طویل سنو مختصر جواب

یہ سچ کہ جان بلب ہو ہمارے فراق مین
لیکن تم اِس سوال کا دو کارگر جواب

دشمن تمھارے ہمسے یہ کہتے ہین آن کر
ہے صدمۂ فراق کا دشوار تر جواب

جیتا نہین ہے عاشقِ دلخستہ ہجر مین
دیتے ہین نبض دیکھتے ہی چارہ گر جواب

حیرت یہ ہے کہ جیتا ہے کسطرح اب تلک
کیا دیگا اس کا عاقل خستہ جگر جواب

ہم یہان اسی سوال کی شرمندگی مین ہین
اب تک دیا نہ زیست نے تمکو مگر جواب

۲۱

عاقل اسی غزل کو مکرر سُنائین ہم
مطلوب اِس غزل کا تضمین ہوا گر جواب

۱۹

ہجر ساقی مین کٹین دل سیکڑون پیکر شراب
موج سے رکھتی ہی شیشہ مین مگر خنجر شراب

سیکڑون کٹ جائین دل دیکھے جو وہ پیکر شراب
ہی مگر تیغِ نگاہِ یار کا جوہر شراب

بیکسون کی قبر پر شاید صبا لے جائے تو
کچھ چھڑک دو مغبچو میخانے کے باہر شراب

ساقیا تجھکو بھی ہی شاید پری خوانی مین دخل
کس مزے سے بندکی ہی شیشہ کے اندر شراب

آتشِ شوقِ شراب اتنی ہی سارے جسم مین
گھل کے ہو جائیگا میرے ہاتھ مین ساغر شراب

وہ نہین میکش جسے تمیز خیر و شر نہین		لا کہین سے ساقیا میرے لئے بے شر شراب
ذبح ہو کر نشۂ الفت کو افزائش ہوئی		ہو گئی میرے لیے آب دم خنجر شراب
٣٢	نشہ مین مثل صبا آوارہ ہم عاقل ہوئے گردشین دیتی ہے ہمکو آسمان بنکر شراب	١٢
کھینچ اب تو صورت حیرت فزائے عندلیب		اے مصور رنگ گل ہی خون بہائے عندلیب
ہائے کس حسرت سی ہی کھولے ہوئی آغوش گل		کاش عاشق گل کا مین ہوتا بجائے عندلیب
جا رہا ہے نکہت گل کا چمن سے قافلہ		یہ سہے آواز درا یا نالہائے عندلیب
کس طرح مین چپ رہون جاتے ہین جب وہ باغ مین		کہتے ہین سنتے ہو تم بھی نالہائے عندلیب
سیکھین گے طرز جفائے گل کہ وہ صیاد سے		غور سے کچھ سن رہے ہین ماجرائے عندلیب
گل کی خاموشی یہ کہتی ہے زبان حال سے		سو زبانین پائی ہین بہر ثنائے عندلیب
خوش بیانی سے اسیر الفت احباب ہون		بن گئی موج سخن زنجیر پائے عندلیب
حسن خود بن جاتا ہے خضر طریقت عشق کا		بوئے گل ہی فصل گل مین رہنمائے عندلیب
دل جلا کر دیکھ لے معشوق کو جلتے ہوے		روغن گل کا اگر کاجل لگائے عندلیب
باد صرصر ہے اثر مین تو سمجھکر آہ کر		اس ہوا مین موسم گل اڑ نہ جائے عندلیب
بوئے گل بھی ناتوانی کی جو یکرنگی سے ہو		ہے وہ بد قسمت نہ جامہ مین سمائے عندلیب
٣٣	ہی غزلخوان آج عاقل ہمصفیرون مین ہی شور آرہی ہے کسطرف سے یہ صدائے عندلیب	١٦
ہم بغل ہوگا مرے داغ جگر سے آفتاب		حشر مین اونچا سوا نیزے ہی سر سے آفتاب
عکس اپنا دل مین گھائل کے یہ سمجھو تم وہ ہو		جھانکتا ہے روزن زخم جگر سے آفتاب

آج دیکھا غور سے مین نے تمہاری حُسن کو
ہے بہت کم ذرہ گردِ نظر سے آفتاب

صبح فرقت کی پریشانی جنون انگیز ہے
فصد کھولے اب شعاعی نیشتر سے آفتاب

حیف ای آہِ سحرگاہی پہنچ جاتا ہی وہان
تجھسے پہلے نامہ بر اور نامہ بر سے آفتاب

چاک سینہ سی عیان یون ہی جنون مین داغِ دل
جس طرح نکلے گریبانِ سحر سے آفتاب

کس کی جلوہ گاہ کا اسکو ملا ہے اہتمام
باندھتا ہے پٹکا زری کا اب کمر سے آفتاب

اس کو بھی میری طرح شاید مرض ہے عشق کا
کانپتا ہے حضرتِ عیسیٰ کے ڈر سے آفتاب

تم نے جس دل کو جلایا تھا بہا اشکون مین وہ
آج نکلا ہے ہماری چشمِ تر سے آفتاب

اس طرح عارض وہ روشن ہی سوا خورشید سے
جس طرح روشن سوا روئی بشر سے آفتاب

مجھ سیہ قسمت سے تمنے آج ہنسکر بات کی
یا یہ نکلا چشمۂ آبِ گہر سے آفتاب

یادِ رُخ مین اپنے دیوانے کی وحشت کو تو دیکھ
دیکھتا ہے چاکِ دامانِ نظر سے آفتاب

ہی تصورِ رُخ کا نخلِ آرزو کی آڑ مین
صبحدم جیسے نمایان ہو شجر سے آفتاب

معتقد پیرِ مغان کے سبھی کیونکر نہ ہون
وہ بنا لیتا ہے ای زاہد ثمر سے آفتاب

گردھنی کے نورِ دل افروز کا پوچھو نہ حُسن
بنکے زنجیرِ طلا لپٹا کمر سے آفتاب

٣٤	مادہ کی قابلیت آہ عاقل مین ہی شرط دود سے بنتا ہے بادل اور شرر سی آفتاب	١٩

جب وہ چلے گئے تو لبون پر فغان ہے اب
قسمت کی طرح پھرتی دہن مین زبان ہے اب

دم توڑنے کی بھی نہین تاب و توان ہے اب
ہم کو تو زندگی کا تصور گران ہے اب

جب ٹھان لی کہ جینے مین اپنا زیان ہے اب
نا آزمودہ کار سرِ امتحان ہے اب

شوخی کی تاب لا نہ سکا غیر وصل مین
جو اضطراب ہمکو یہان تھا وہان ہے اب

ہردم جو آئے آنِ دگر سے وہ روبرو — میری نظر بھی دل کی طرح بدگمان ہے اب

لو بیخودی رشک مین سب حال کہہ دیا — سب سے سوا رقیب مرا رازدان ہے اب

کیا جانے تیرے جلوہ نے کیا کیا دکھا دیا — واعظ کی بھی زبان پہ چنین اور چنان ہے اب

جو کچھ کہ زندگی کا اثاثہ تھا بہہ چلا — اشکون کے ساتھ عمر بھی اپنی روان ہے اب

ہر وقت دل کو رنگ پریدہ کا ہے خیال — چہرہ سے جو عیان تھا وہ دل مین نہان ہے اب

ارمان کے ساتھ وصل مین نکلا نہ اپنا دم — یہ سانس ہے کہ گردِ پسِ کاروان ہے اب

انجام یاس اے دل مضطر قرار ہے — امید صبر کچھ نہین پھر کیون تپان ہے اب

اللہ رے شوق ملنے کا اک حیلہ چاہیے — بیمار ہے رقیب تو وہ شادمان ہے اب

وحشت مین ہم نے گرد کا جامہ پہن لیا — سو آنسوون کے ہاتھ سے ثابت کہان ہے اب

ہردم ہے ذکر خانہ بدوشی ہر ایک سے — صیاد کی زبان پہ مرا آشیان ہے اب

خوگر کیا ہے ظلم کا تو ظلم ہے کرم — اے ظلم دوست ظلم کرم مین نہان ہے اب

تیرے تلوّنون سے دلون کا غبار بھی — مثل غبار شیشۂ ساعت روان ہے اب

اُسکے ستم مین روز نزاکت نکلتی ہے — مجھ ناتوان کا تار نظر بھی گران ہے اب

تکلیف ہے بلند خیالی سے شعر مین — جس کو زمین سمجھے تھے وہ آسمان ہے اب

عاقل یہ بڈھے ٹک سرِ رہ بے حجابیان
ہین ناہین یہ کیا۔ جناب کا تقوی کہان ہے اب

۳۵	ردیف بای فارسی	۸

کہتے ہین ترے روشنئ رخ کو گرمی دھوپ — اے مہر لقا تم نے نئی دل سے گھڑی دھوپ

اُس مہر کے نورِ رخِ روشن سے لڑی دھوپ
کیا آتشِ غیرت سے جہنم مین پڑی دھوپ

پھیلے جو زمانہ مین مری گرمیٔ وحشت
ہو جائے سٹ کر مری بیڑی کی کڑی دھوپ

گرمی کہین اغیار کے دل کی تو نہین یہ
ہے میری طرح آپ کے در پر جو پڑی دھوپ

نظارۂ مہرِ رخِ روشن کے ہین بھوکے
کھا لیتے ہین عاشق ترے دو چار گھڑی دھوپ

ہو رونقِ خانہ سبھے دودِ جگر اپنا
ہو تیرے لبِ بام پہ مستی کی دھڑی دھوپ

چھٹکا ہی مرے حال پہ اُٹھ اُٹھ کے جو برقع
اُس مہر کے گھر مین ہی گھڑی چھاؤن گھڑی دھوپ

عاقل یہین اگر تو پھرا ہوتا ہی کالا
ایسی ہی مرے وادیٔ وحشت کی کڑی دھوپ

۱۴	ردیف تائے فوقانی	۳۶

کاہشِ غم کر رہے ہے عزمِ سیرِ کوئے دوست
اک نئی صورت بنا کر روز جاؤن سوئے دوست

شب کو الجھا و رہے کیا کیا خیالِ یار مین
دل کی اک اک موج تھی گیسوئے عنبر بوئے دوست

یا دھر مر لیے اُٹھے اُس کو بنا کر گرد باد
خاک ہو کر مین جو بن جاؤن غبارِ کوئے دوست

دل جلا گر کچھ ادائی سے تو اُٹھا لطفِ دید
شعلۂ رخسارۂ حورِ جنان ہی خوئے دوست

خاک مین اُنکو ملائے گنجِ قارون کی طرح
دشمنون کے نقدِ دل پر گر چلے قابوئے دوست

ہر ستم مین بھی لگاوٹ مجھے غافل تو نہین
سچ اگر پوچھو بھلا تو کیا بُری ہے خوئے دوست

میرا دل لینے مین یون دلجوئی کرتا ہے وہ شوخ
دوست ہو جیسے بُرے احوال مین دلجوئے دوست

یاد ہے یہان سرد مہری کی دلِ ناشاد کو
گرم ہوگا صحبتِ دشمن سے وہان پہلوئے دوست

اُس کو لکھو لین بلِ جبینِ یار کا ہم جان کر
غیر کی کچھ طینتی ہو گر خمِ ابروئے دوست

کس کا شوقِ قتل اس دھڑکے میں مرتا ہوں یہاں ۔۔ بازِ خنجر سے نہ دُکھ جائے کہیں بازوی دوست
حسرتیں کہتی ہیں اپنے سر پہ رکھ لے تو اسے ۔۔ جست وجو میں جو قدم اُٹھتا ہی سوی کوی دوست
شک گزرتا ہے تری بدگوئیوں سے واعظا ۔۔ دیکھتا ہی کس نظر سے تو رُخِ نیکوی دوست
میں نہ واعظ کی سنوں اور وہ نہ کچھ میری سُنے ۔۔ ملتی جاتی ہی مری عادت سی کچھ کچھ خوی دوست

٣٧	عاقل اُٹھ جائے جہاں سے خود پرستی کا رواج گر کھلے برقع سے مرآتِ رخِ نیکوی دوست	١١

اُس سے کس طرح کہوں ہائے ملاقات کی بات ۔۔ کہ وہ آتا ہی مرے دھیان میں بھی بات کی بات
رنگ بوسہ کا بھی کچھ گالیوں میں لازم ہے ۔۔ کہ نہ بگڑے دہنِ معجزہ آیات کی بات
ایک ہی بات میں جی جاؤں سُنا دو صاحب ۔۔ کہ یہ اعجاز کا اعجاز ہی اور بات کی بات
زخموں کو ہاتھ لگاتا نہیں کوئی جرّاح ۔۔ بن پڑی ہے تری تیغِ ستم آیات کی بات
ہمنے دشمن سے کچھ اس طرح صفائی چاہی ۔۔ کہ نہ ٹھہری کوئی آپس میں ملاقات کی بات
ق
سچ کہا آپنے اَی حضرتِ واعظ یہ سب ۔۔ کہ دہن سے بھی جو نکلے تو مناجات کی بات
یہ بھی مانا کہ اگر یہاں نہ سنور جائینگے ۔۔ واں بگڑ جائے گی رندانِ خرابات کی بات
شور و شر دیکھنے ہیں آپ مگر اَی حضرت ۔۔ میکدہ میں نہ کہو زجر و مکافات کی بات
اپنی قلقل ہی میں ہے مست صراحی تک بھی ۔۔ کون سُنتا ہے یہاں قبلۂ حاجات کی بات
ہاں اگر آپ بھی کچھ تھوڑی سی پی لیں مئے ناب ۔۔ پھر سمجھ جائیں گے سب رند خرابات کی بات

٣٨	ہنس کے سر اپنا جھکا لیتے ہیں وہ اَی عاقل جب میں کہتا ہوں تمھیں یاد بھی ہی رات کی بات	٤

ہر نالہ پہ یاں ڈر کہ نہ آجائے قیامت ۔۔ وہاں غیر کا گھر اور وہ قدم ہائے قیامت

اے دستِ جنون بس کہ نہ آجائے قیامت
سینہ ہے مرا دامنِ صحرائے قیامت

نالے ہین مرے ہمرہِ صوتِ قدمِ ناز
اک اور قیامت ہوئی ہمپائے قیامت

کیا وعدۂ فردا نے مرے دم پہ بنا دی
ہر سانس سے پیدا ہے تقاضائے قیامت

۳۹ ردیف ثای مثلثہ ۱۱

کہہ تو اے ماہ لقا کیا باعث
یہان اندھیر رہا کیا باعث

کیا یہ تھا طبعِ اجابت پہ گران
نہ اٹھا دستِ دعا کیا باعث

سرد مہری سے تری اے بے مہر
جل کے دل خاک ہوا کیا باعث

شبِ غم آہ نہ تھی آتش بار
پھر گئی آ کے قضا کیا باعث

یا کے اُس زلف پہ قبضہ مین بنا
مالکِ ملکِ خطا کیا باعث

دیکھکر تیرے مریضِ غم کو
ردّ تاثیرِ دعا کیا باعث

آتے ہی مایۂ راحت تیرے
درد دل مین نہ رہا کیا باعث

زلف نے کان مین کیا پھونک دیا
حال اُس کا نہ کھلا کیا باعث

یہ بھی تھی کیا کسی معشوق کا راز
منہ سے نکلی نہ دعا کیا باعث

کیا تری زلف کی یہ خوشبو ہے
کیون پریشان ہے صبا کیا باعث

جو کہ پھرتا ہے نظر مین عاقل
وہ ہے پردہ مین چھپا کیا باعث

۴۰ ردیف جیم معجمہ ۱۱

شمع کے شعلہ پہ کیون جاتا ہے بیتابانہ آج
گل کھلائیگی نیا کچھ سوزش پروانہ آج

کیا پڑا بازگاہِ دیدۂ پیمانہ آج
کیون خم ابروی ناز سے ہے ای دخت رز مستانہ آج

امتحان صبر و تحمل کا ہے منظور ہے
سامنے میرے جو وہ آتے ہین بیباکانہ آج

ہر طرف سے ہے ہجوم حسرت و یاس و الم
کیا عجب آباد ہو جائے مرا ویرانہ آج

تاب زلفِ پر شکن سے ہے آئینہ مین جلوہ گر
رنگ لائین گی مری بیتابیان کیا کیا نہ آج

مردمانِ چشم لیتے اُس کا بوسہ بزم مین
آنکھ چوکی گر ہماری دیدۂ پیمانہ آج

وصل مین پیتا ہون آنسو بدشگونی جانکر
گریۂ شادی ہوا ہے گریۂ پیمانہ آج

کوچۂ گیسو مین رہتا ہے تصور سے ترے
سایۂ بالِ پری ٹھہرا ہے دلِ دیوانہ آج

ساقیا ہان گردشِ چشمِ فسون ہی کام لے
چشم ساغر کی طرح پھرنے لگے میخانہ آج

دیکھکر مے کو خدا کی شان آتی ہے نظر
دیدۂ اہلِ نظر ہے دیدۂ پیمانہ آج

٤١
قائل اپنی بات کا دیتا نہین کوئی جواب
شہر خاموشان کا عالم رکھتا ہی بتخانہ آج
١١

پھر جائے گی تقدیر ہماری بھی مگر آج
پھرتی ہے زمانہ کی ترے ساتھ نظر آج

بے دید کیا تم کو مری تشنگی جان نے
منہ موڑتی ہے وقت پہ شمشیرِ نظر آج

کب منزلِ دیدار پہ پہنچین گے الہی
تھکتے ہوئے آتے ہین نظر یاں نظر آج

شیرین سخنی سے کسِ لعل کی مانند
جم جائے گی ہونٹون پہ ترے میری نظر آج

کیون آئینہ پہ پیار کی پڑتی ہین نگاہین
ہو جائے نہ ای جان کہین تمکو نظر آج

کس شان سے آئی ہے مرے دلمین تری یاد
تعظیم کو اُٹھنے جو لگا دردِ جگر آج

تم نے کسی دیوانہ سے کیا آنکھ لڑائی
زلفون کی طرح سے جو پریشان ہی نظر آج

دل ہی کے بچانے کی ہین فکر تھی کل تک
پیوست ہمگر مین بھی ہوا تیر نظر آج

یارب یہ چلی کیسی ہوا بزم مین اُن کی
رُخ کرتے ہین غیرون کی طرف تیر نظر آج

کیا بازوے قاتل کو نزاکت نے نہ چھوڑا
کچھ دل پہ اُچٹتی سی پڑی تیغ نظر آج

سب بے پردہ وہ آتے ہین جنازہ پہ ہمارے
فردائے قیامت کا مگر رُخ ہے ادھر آج

۴۲	ردیف حائے حطی	۱۷

گھڑی گھڑی مین بدلتی ہے فتنہ گر کی طرح
ملی نہ شام کی ترکیب مین سحر کی طرح

نہ بدلی جالی مین برقع کی اُس نظر کی طرح
کہ جنتری مین وہ کھنچتی ہے تار زر کی طرح

وہ گوش مردمک چشم کو ہوا زینت
جو اشک خشک ہوا آنکھ مین گہر کی طرح

پیام بر نہ میسر ہوا تو آخر کار
مرے حواس اُڑے مرغ نامہ بر کی طرح

دل و دماغ و جگر اور سینہ پر ہین داغ
یہ چار چاند لگے ہین مجھے سپر کی طرح

مجھے فروغ ہے وحشت سے مہر کی مانند
ازل سے چاک گریبان ہون مین سحر کی طرح

یہی ہے ضعف تو ہو جائے گی ہین نفرت
ہمارا دل بھی پھریگا ہمارے سر کی طرح

یقین ہے رنج مین بھی لطف تمسے پائینگے ہم
کہ بل تمہاری طبیعت مین ہی کمر کی طرح

ہوئی پیام بری تیرے خوف سے عنقا
کہ نامہ بر بھی ہوا گم تری خبر کی طرح

قفس کو دور چمن سے رکھا ہے کیون صیاد
امید کو تو نہ کر قطع میرے پر کی طرح

فلک جو سنگدلون سی مجھے جدا کر دے
جلاؤن پنبۂ مہتاب کو شرر کی طرح

نہ دیکھتے کبھی تم عیب ہم نشینون کے
تمھاری آنکھ مین رہتے جو ہم نظر کی طرح

کبھی نہ ہاتھ اُٹھاؤن گا اُس شکر لب سے
جو پور پور جدا ہوگی نیشکر کی طرح

یہی ہے لال زبانِ سوزِ عشق مین ورنہ
زبانِ شمع یہ پروانہ ہے خبر کی طرح

مجھے تو قرب مین بھی دید کی رہی حسرت
کہ مجھکو آنکھون مین رکھتے ہو تم نظر کی طرح

یقین ہے حیرتِ دیدار پاسبان بن جائے
کھُلی ہے آنکھ تمھاری تمھارے در کی طرح

٤٢ | رہین نہ کیونکہ پریشان خیال مین **عاقل** / ہم اُلجھے رہتے ہین مجنون کی موئے سر کیطرح | ٥

دنیا کی ہے جو ان سے کچھ اور ہی طرح
اور پیرِ آسمان سے کچھ اور ہی طرح

قاصد کا عہد تھا کہ کہون گا مین حرف حرف
نکلا وہان زبان سے کچھ اور ہی طرح

کچھ عشق و عاشقی کی سی بو پائی جاتی ہے
ہے ربط جسم و جان سے کچھ اور ہی طرح

واعظ وہ بت سہی پہ ذرا چل کر دیکھ تو
پیدا ہے اُنکی شان سے کچھ اور ہی طرح

عاقل زمینِ شعر مین پستی سی ہی نفور
لائی ہی آسمان سی کچھ اور ہی طرح

٤٤ | ردیف دال مہملہ | ٨

نہ رہا نالہ و شیون کا مزا میرے بعد
شور رونے کا زمانہ سے اُٹھا میرے بعد

دلِ صد چاک کا شانہ نہ رہا میرے بعد
کیا پریشان ہوئی زلفِ دوتا میرے بعد

مشغلہ اُن کا وہی ہے نہ رہا مین نہ سہی
ظلم کی جان پہ ہوتی ہے جفا میرے بعد

مرکے بھی بزم سے اُن کی نہ تعلق چھوٹا
نہ رہا مین تو مرا ذکر رہا میرے بعد

کثرتِ گریہ سے میرے یہ ہوئی گریہ کی قدر
اشک آنکھون سے کسی کی نہ گرا میرے بعد

جو گزرنی تھی وہ مجھ پر ہی گزر جانی تھی
درخورِ جور ہوے اہلِ وفا میرے بعد

اب اُٹھے یا نہ اُٹھے بزمِ عدو سے مجھے کیا	فائدہ۔ گر ہوئے سو حشر بپا میرے بعد

۴۵	کہو نواب سے **عاقل** کہ رہون مین بھی یاد بزمِ مین ہو جو کوئی مدح سرا میرے بعد	١٠

عدو کے اشک بہے سُنکے میری جان فریاد	نکلکے مُنہ سے مرے بن گئی دھوان فریاد
وفورِ ضعف مین سیکھی ہے طرزِ معشوقان	ہزار ناز سے آتی ہے تا زبان فریاد
اگرچہ خاک ہون پر آہ ہے فلک افگن	زمین کے ہاتھ سے کرتا ہی آسمان فریاد
سنبھال لیتی ہے دریائے یاس مین اُسکو	ہماری کشتیٔ دل کی ہے بادبان فریاد
زمین کو خاک کیا آسمان کو چکرایا	ہمین سناتی ہے محشر کی داستان فریاد
نکل کے مُنہ سے نہ تا گوش دادرس پُہنچی	بنی ہے ضعف سے اُن کی مزاج دان فریاد
نگاہ دادطلب ہر طرف کو جاتی ہے	ہوئی ہے چشم کو منظور بے زبان فریاد
وہ خشک مغز ہون گر مُنہ لگاؤ گے مجھکو	کرینگے نَے کی طرح میری استخوان فریاد
نہین یہ رعد کی آوازہ ابر سے پیدا	تمھارے ظلم سے کرتا ہی آسمان فریاد

۴۶	ٹپک رہی ہے نگاہون سے حسرتا اے **عاقل** ہماری آنکھ کے پردہ مین ہی نہان فریاد	٨

اُڑا دے نام سے گر صاد صیاد	تو بن جائے ہماری یاد صیاد
مرے ہمراہ ہے تو بھی قفس مین	مرے دلمین ہے تیری یاد صیاد
مری فریاد عیبِ شاعری ہے	مگر لب پہ ہے صیاد صیاد
رہے گا ضعف کا گر زور یون ہی	بنے گی یہ مری فریاد صیاد
بنایا اُس نے نقشِ دام کو گل	ہوا میرے لیے بہزاد صیاد

سلے دل تجھ سے آزادی مین کیونکر	ذرا لکھ کلمۂ آزاد صیاد
بنائے گا ترا گھر کاغذی برج	ہمارا وردہ فریاد صیاد

۴۷	بڑی وسعت قفس کو ضعف نے دی اسیری مین ہون مین آزاد صیاد	۹

جان میری جسم مین ہے کہان جان کی جا ہی درد	سچ پوچھیے تو جینے کا اب آسرا ہے درد
مین درد سے جدا ہون نہ مجھ سے جدا ہی درد	خالق نے میرے واسطے پیدا کیا ہے درد
ہمدم نہ ہو کوئی تو بھلا کیا برا ہے درد	ہمدرد اب یہی ہے برا یا بھلا ہے درد
بیٹھا نہ ہو وہ پہلوے اغیار مین کہین	اس وقت بے جگہ مرے دلمین اٹھا ہے درد
کیونکر نہ مین عزیز رکھون جان کی طرح	ہمدرد ایک برسون مین مجھکو ملا ہے درد
یارب اس اضطراب کا مین کیا کرون علاج	جب سے وہ آئے ہین مری دلمین ہوا ہے درد
اللہ ری شوخی نزع کی حالت تماشا تھی	ہین مرگیا تو کہتے ہین کم ہوگیا ہے درد
آواز رعد ابر سے پیدا ہے بار بار	ہمدرد اسکے دل مین مری طرح کیا ہے درد

۴۸	ہان ای مسیح عاقل خستہ کی لے خبر کہتے ہین اسکا شام سے کچھ بڑھ گیا ہی درد	۱۴

نہ سن قریب ہے آہ شرر فشان صیاد	کہ رنگ رخ ترا ہو جائے گا دھوان صیاد
وہ صید ظلم فلک ہون کہ فرط دہشت سے	قفس کی چھت کو سمجھتا ہون آسمان صیاد
نہ پوچھ تو نفس گرم کا اثر میرے	عجب نہین کہ ہو غنچہ ترا دہان صیاد
تجھی سے تیری جفاؤن کا ذکر ہو کیونکر	ہمارا حال نہین قابل بیان صیاد
ہر ایک داغ جگر رشک ہے گل تر کا	بنایا ہم نے قفس ہی مین بوستان صیاد

وہ عندلیب ہون گر تو مزاج کچھ بدلے
بناؤن نخل تلون پہ آشیان صیاد

پھنسی نہ دام مین صیاد کے فقط بلبل
ہی گل کیواسطے بھی دست باغبان صیاد

قفس مین پھرتا ہون گھبرا کے اسطرح ہر سمت
کہ جیسے نزع مین آنکھون کی پتلیان صیاد

گر ابتدا ہی مین کچھ انسداد آہون کا
قفس کی ٹوٹین نہ آخر کو تیلیان صیاد

نہ ظالمون کو ملے چین ظلم کرنے سے
خراب پھرتا ہے دیکھو کہان کہان صیاد

ملے گا نشۂ سے لطف نظارۂ گل بھی
قفس مین پھول کی رکھ دے پیالیان صیاد

چمن کی طرح کرون چہچہے قفس مین اگر
غضب یہ ہی کہ ہو اسپر بھی بدگمان صیاد

الہی دیکھیے کس کا شکار ہوتا ہون
کہ ایک صید ہون مین اور ایک جہان صیاد

گیا جو سیر جنان کو پھرا نہ وہ عاقل
مگر ہے راہ مین بیٹھا کہین نہان صیاد

۴۹	ردیف رای مہملہ	۱۲

مٹاؤن گا نزاکت اُسکی اک دن ناتوان بنکر
دماغ یار تک پہنچون گا بوے بوستان بنکر

زمین سے آبلے تلوون مین ہین کیا چرخ کا شکوہ
مجھے رکھتے ہین گردش مین ہمیشہ آسمان بنکر

یہی شعلہ مزاجی ہے تو آئے گی خزان رخ پر
کہ رنگت یان کی اُڑ جائیگی اک دن دھوان بنکر

مرے چہرہ کی زردی پر جو ہنستا ہی تو مرکر بھی
ہنساؤن گا تجھے ظالم مین شاخ زعفران بنکر

بگڑ جائیگی صورت اک پری تم سی دکھا دے گا
نہ جاؤ آئینہ کے سامنے ای جان جان بنکر

یہی ہی بخت کی گردش تو اک دن عشق کا اپنے
بدل تجھکو بھی دون گا ای ستمگر آسمان بنکر

تری چشم فسونگر گر دکھا دے سنگدل جادو
اٹھاؤن لطف پابوسی کا سنگ آستان بنکر

تم اپنی شرم بیجا سے بنے بے شرم لو صاحب
خبر جوبن کی لیجے شرم نکلی چھاتیان بنکر

مری قسمت مین بیداری بھی لکھی ہی اگر یارب
تو جاگون وصل مین اُسکے نصیبِ دشمنان بنکر

تم اپنی شعلہ خوئی سے جلا دو یہ سمجھ رکھو
چراغِ بزم کا محفل مین پہنچون گا دھوان بنکر

خموشی خوب ہی عاقل کہین استاد بھی صابر
زبانِ دانی کا دعوی کیجیے پر بے زبان بنکر

۵۰ بنئین کل بے وقوفی سے نہ تھی تمئیز کچھ عاقل
وہ بیٹھے آج محفل مین ہمارے قدردان بنکر ۱۴

ہم دیکھ لیتے اُسکو کچھ بے حجاب بنکر
ضعفِ نظر ہوا ہی پردہ نقاب بنکر

آیا دلِ برشتہ جس دم کباب بنکر
آنکھون مین خون اُترا میری شراب بنکر

بوسونکے ساتھ گنتی بوسونکی وصل مین ہے
آئے زبان پہ انکی بوسے حساب بنکر

لکھا نہ خط جو لکھا لکھا کہ خط نہ بھیجو
برگشتگی قسمت آئی جواب بنکر

طوفانِ نوح نے جب دنیا مین جان پائی
میرے بدن مین آیا چشمِ پُر آب بنکر

شکلین بدل رہا ہے پیغامِ مرگ اپنا
تلوار پر تمھاری آیا وہ آب بنکر

منظور زینتین تھین قاتل کی ذبح تک بھی
خونِ گلوے عاشق نکلا شہاب بنکر

اک ذرہ پڑ نگاہِ مہر اُسنے کی تھی اکدن
جو تھے فلک پہ پہنچا وہ آفتاب بنکر

جلوہ سے مثلِ موسی یہ غش نہین ہی ہمکو
نظرین بھری ہین اُلٹی آنکھونمین خواب بنکر

بھرتا ہی دم یہ دریا دم مین وفا نہین ہی
آنکھین بدل رہا ہی ہر دم حباب بنکر

آیا جو وہ پری رو تسخیر کی نظر سے
نقشِ حیاتِ دریا اُبھرا حباب بنکر

رحمت کو بھول جاتا اور قہر سے ڈرانا
کس کام کے ہو واعظ تم اے جناب بنکر

گل دل کے اب تمھاری سرخی کی رنگ لائے
زلفون نہین ہین نمایان وہ پیچ و تاب بنکر

۵۱ — جام مئے سخن پر نازان نہ کیون ہون عاقل / گردش مین ہے دل جم جام شراب بنکر — ۲۰

ڈال دون نور سحر روئے بت بے پیر پر
حسن ہوتا حسن پر تنویر ہو تنویر پر

اُف نہین کرتے ہم اس محرومی تقدیر پر
تا نہ چھائے تیرگی آئینۂ تدبیر پر

کوئی پردہ چاہیے تمہارا روئے پر تنویر پر
رنگ رخ مانی کا اُڑ کر جم گیا تصویر پر

اصل اچھی ہو تو صحبت کا اثر ہوتا نہین
رنگ کب چڑھتا ہے نور مہر پر تنویر پر

وہ کرے گر کوہ کن کی تعنۂ جانی کا بیان
چھالے پڑ جائین زبان موج جوئے شیر پر

پائے لاغر ہے فتیلہ اور زخم پا چراغ
نور کا عالم ہے اپنے خانۂ زنجیر پر

حال سن کر دل لے کچھ ایسا کہا وہ جھپٹ گئے
منحصر ہے خواب کا سچ ہے اثر تعبیر پر

مثل طائر ہے یقین اُڑ جائین سب زخم بدن
چھوڑ جائے زخم دل مین گر تمہارا تیر پر

خط کے فقرون مین ہے تعقید معانی جا بجا
کیا بندھے امید پاس آنے کی اُس بے پیر پر

دونی حیرت کیون نہ ہو مشتاق صورت کو تری
عالم اک تصویر کا سا ہے تری تصویر پر

چارہ گر ٹانکے دہان زخم دل پر تو نہ جان
خندۂ دندان نما ہے یہ تری تدبیر پر

گرد رہتا ہون ترے ای ماہ رو ہالہ کیطرح
ناز ہو کیونکر نہ مجھکو گردش تقدیر پر

گر زبان شمع کو حرف آفرینی کا ہو شوق
جوش اک موج سخن کا ہو لب گلگیر پر

کونسا افسردہ دل رویا ہے شوق قتل مین
اوس سی کچھ پڑ گئی ہے سبزۂ شمشیر پر

تیز رو سے فائدہ گوشہ نشین پاتے نہین
دے نہ اُڑنے کے لیے زانو کمان کو تیر پر

ہر گھڑی یون بات کو میری نہ کاٹا کیجیے
خون جم جائے گا تیغ موجۂ تقریر پر

کیون نہ وہ ہرجائی ہو کر ہر جگہ موجود ہو
رنگ ہے تیرے تلون کا تری تصویر پر

خط مین حالِ رنجِ دل اس درد سے لکھا گیا	کلک بھی اشکِ سیہ روئی مری تحریر پر
لاغری اُس بزم مین عزت کا باعث ہو گئی	شمع نے مجھکو بٹھایا ہے سرِ تنویر پر

۵۲	مرغِ جان زار عاقل کیون نہ ہو اُسکا اسیر دام جوہر نے بچھایا ہے تری شمشیر پر	۱۰

بن پڑی حشر کی اب قامتِ دلبر ہوکر	فتنہ آرام سے ہے چشمِ ستمگر ہوکر
اللہ اللہ ری وحشت مین اُداسی کا ہجوم	ہوگیا دشت بھی سنسان مرا گھر ہوکر
قدِ دلکش پہ ترے خاک ہوی جو عاشق	باغ مین اُگتے ہین وہ سرو وصنوبر ہوکر
چھپ گیا ظلم تجھے ای فلکِ ناہنجار	شاعرون کا تو ہے معشوق ستمگر ہوکر
ضبط نے قتل کے وقت اشک بہانے نہ دیئے	حلق مین اُترے وہ آب دمِ خنجر ہوکر
خاک مین مل کے مجھے زیست کا حاصل ہو مزہ	وہ گزر جائے اگر میری لحد پر ہوکر
اور زنجیر پنہانیسے بڑھی ہی وحشت	میری تقدیر پڑی پاؤن مین چکر ہوکر
ابرِ نیسان ہی خیالِ آبِ دُرِ دندان کا	اشک نکلا صدفِ چشم سے گوہر ہوکر
سر کٹا تیغِ ستمگر سے الٰہی صد شکر	سر ہوا مرحلۂ عشق مرا سر ہوکر

۵۳	مرغِ جان کو بھی پھنساتے ہین مری وہ عاقل عکس زلفون کا پڑا تیغ مین جوہر ہوکر	۲۶

خط نکلا ہے پشتِ لبِ لعلِ نمکین پر	یا سبزہ نمودار ہوا شور زمین پر
مرتا ہون جو مین نرگسِ طفلانِ حسین پر	ہو قبر بھی عطرِ گلِ نرگس کی زمین پر
گہ لب پہ تبسم ہے کبھی چین جبین پر	غصہ بھی ہمین پر ہے عنایت بھی ہمین پر
غالب ہو سیہ بختی ہر اک سادہ جبین پر	کاغذ کو نہ ہو فوق کبھی مُہرِ نگین پر

یہ زہد کی کثرت نے کیا ہم کو بھاری — مشکل ہوا زاہد تمھین چلنا رہِ دین پر
رنجش سے تری اور ہی عالم ہوا اپنا — ہے وہ دلِ اک جسے چرخ کدورت کی زمین پر
کیا طبع کے آنے کی ترے دلکو خبر ہو — ہوتے نہین قدمون کے نشان سخت زمین پر
وہ مُہر خطِ عنبر پہ کرتے ہین اسی سے — نام اُن کا جو کندہ ہے مرے دل کے نگین پر
اثباتِ دہن آپ کا یون ہے دم انکار — جس طرح سے اک نون کا نقطہ ہے نہین پر
ہستی یہ نہین گرمیٔ گفتار کے باعث — شیرینی جمی جل کے یہ لعلِ شکرین پر
دنیا مین کوئی شیخ سا گستاخ نہ ہوگا — قائم کیا رندانِ سیہ کار کو دین پر
آئینہ کی آغوش مین ہے عکس جوان کا — اللہ ری نزاکت کہ پسینا ہی جبین پر
طالع کو مرے چرخ نے کیون دی یہ سیاہی — کیا خال بنائے گا مجھے روئے زمین پر
بوسہ ترے قدمون کا جو لینا نہین منظور — پھر چرخ جھکا پڑتا ہے کیون رہ سے زمین پر
لیسی یہ نہ غالب ہو کبھی نسبتِ عالی — ہو رنگِ فلک آب کی صورت نہ زمین پر
کیونکر مرے گھر آئین کہ اول تو ہین نازک — اور اُس پہ نظر پڑتی ہی ہر اک کی آئین پر
ظالم کبھی مشکل کو ایذا نہین دیتے — سو ہان کبھی ہوتا نہین دندانہ سین پر
یارب مرے گالون پہ رکھین گال یہ گلرو — روئیدہ گلِ سرخ ہوتا زرد زمین پر
کیا رند کرین راست روی جائے ادب ہے — ہی تارِ نفس شیخ کا جادہ رہِ دین پر
جو بات ہی شیرین جو ادائین ہین وہ شیرین — تصویر تری ڈھالیے اسپِ شکرین پر
کیا نام خدا حُسن کی گرمی ہی مزیب — موتی ہوے قطرات عرق انکی جبین پر
یہ گرمیٔ وحشت ہے کہ بنتا ہے وہ شعلہ — گرتا ہے جو پتھر مرے تن برسی زمین پر
دل آتشِ رخسار سے جلتا جو بتون کی — مشعل وہ دکھاتا تمھین زاہد رہِ دین پر

تیرا فرس ناز جو ہو خانہ بر انداز ہو
جز خانۂ زین ایک بچے گھر نہ زمین پر

ہم سے دل بیتاب جو سنبھلا نہ تہ خاک
ہوگا در غلطان کا گمان گوئے زمین پر

٥٤

دزدان مضامین کا جو بلوہ ہی تو **عاقل**
ذرہ نہ رہے گا کوئی شعرون کی زمین پر

١٥

اب اُٹھنا رہ گیا اپنے گمان پر
مثال کوہ بیٹھا ہون جہان پر

ہے ذکر زلف سے تیزی زبان پر
کہ وہ ڈورا ہنا تیغ زبان پر

ترے تیر نظر کا صید ہوتا
نہین رکھتا ترا زاغ کمان پر

کلاہ سرخ پہنی تم نے سر پر
کیا شعلہ کو یون قائم دخان پر

پسند آیا کوئی انداز سیرا
وہ آمادہ ہوے جو امتحان پر

سمند شعبدہ کا ہے اُنھین نسک
ہمارے نالۂ آتش نشان پر

خدا ہے جو رہ مقصود پائین
چلے ہین رند واعظ کے بیان پر

ہوئی ہے خاک کس کی حسرت وصل
جمی جو گرد سنگ آستان پر

مزہ پایا ہے یہ راز نہان نے
کہ وہ آتا نہین دل سی زبان پر

نہ بلبل خندۂ گل سے ہو تو شاد
کہ یہ بجلی گرے گی آشیان پر

مرے سجدہ سے وہ چلنے لگین سب
رگین جتنی تھین سنگ آستان پر

ستم مین بھی نزاکت کی جھلک ہے
کہ اُن کی طبع آئی امتحان پر

جلائے برق نا ہی دل اُس کا
اگر کوئی ہنسے میری زبان پر

رکھے گا جذب گر شوق نظارہ
نظر لگ جائیگی حسن بتان پر

نہین بڑھتی نہین بڑھتی وہ **عاقل**

۵۵	پڑا کیا بوجھ فکر دوستان پر	۱۳

خوشا احوال پروانہ کہ پہنچا جل کے منزل پر	سفر ہوتا ہے اسکو دوش دود شمع محفل پر
ہجوم شوق وقت قتل گر یون ہی رہا دل پر	تلک جم جائے گی خون کی طرح شمشیر قاتل پر
ہجوم یاس و حرمان ظلمت غم مین ہے یون دل پر	کہ جیسے جمع ہو جائین مسافر شب کو منزل پر
مجھے اے راہبر تا عمر پہنچانا نہ منزل پر	پہنچکر ٹوٹ جاتا ہے حباب بحر ساحل پر
نگاہ منتظر کیون منت باد صبا کرتی	جو ہوتا پردہ چشم قیس کا لیلی کی محمل پر
مین انسے جھکتے ملتا ہون تو دشمن دلمین کٹتے ہین	تن خم گشتہ کو ہے فوق اپنے تیغ قاتل پر
تری محفل مین آکر پانون سو جاتے ہین یون اپنے	پہنچ کر راہ رو آرام لے جس طرح منزل پر
عدوے بخل پیشہ جان تک بن مانگے دے اسکو	تمھارے نام کی گر مہر ہو لبہائے سائل پر
عرق ریزی شوق و ناتوانی واہ ری قسمت	نہ اڑکر خاک مجنون کی گئی لیلی کی محمل پر
دم کشتن جو بحر اشک اپنا جوش مین آئے	شناور ماہی جوہر ہو آب تیغ قاتل پر
صدا آتی ہے کیون دیتا ہے تو دل کی سزا اسکو	اگر جوش جنون مین سر ٹپکتا ہون کسی سل پر
یہی گر دوڑنا ہے ضعف سے شوق شہادت مین	پہنچ جائے گا چڑھ چڑھ کر دم اپنا تیغ قاتل پر
۵۶	نزاکت یار کے موئے میان کی دیکھی معنی مین کہ رکھ سکتا نہین انگشت دشمن شعر عاقل پر	۲۱

معجزہ تم نے دکھایا یہ خرامان ہو کر	جادۂ دشت چلا ساتھ رگ جان ہو کر
جی مین ہے اک نگہ لطف کے خواہان ہو کر	ہاتھ پھیلین ترے آگے صف مژگان ہو کر
گھر سے مجھکو یہ توقع ہوئی ویران ہو کر	کہ ملے گا دل وحشی کو بیابان ہو کر
رتبۂ نوح ملا چشم کو گریان ہو کر	اشک جاری ہوئے خضر رہ طوفان ہو کر

فالِ دیکھین گے کبھی انمین شبِ وصل کی ہم ۔ رہی آنکھون مین سیاہی شبِ ہجران ہوکر
آگئی آپ کے آنیسے مری جان مین جان ۔ اُڑ گئے غیر نقابِ رخِ جانان ہوکر
کچھ ہوا ایسی بندھی محفلِ جانان مین مری ۔ رہ گیا مرگِ مفاجات کا سامان ہوکر
کم نہین صبح سے آشفتگیٔ دل اپنی ۔ کون سی جائے گئے ہم نہ پریشان ہوکر
بھر لیا ہمنے یہ زخمون مین نمک زخم کیطرح ۔ منھ دکھاتا ہے تہی ہمکو نمکدان ہوکر
تیرا جانا ہے وہ اندھیر کہ پھر آنے تک ۔ میری نظرون مین سحر ہوتی ہے پنہان ہوکر
دیکھنا دردرسانی تری مجروح کی سمت ۔ بڑھ گیا شور قیامت نمک افشان ہوکر
اتنی ہے گرمیٔ محبت کی کہ فرقت کی شب ۔ گرتے ہین اشک کبابِ دلِ بریان ہوکر
کیا بھروسا کرے رہنے کا تمہارے کوئی ۔ اعتبار آپ نے کھویا ہے مری جان ہوکر
مرحبا دستِ جنون دست درازی تیری ۔ ہمین زندان مین رہے مالکِ زندان ہوکر
سرخ رو ہی ہوئی الفت سے بس مرگ تو ہم ۔ گئے جنت مین گلِ داغِ عزیزان ہوکر
ہر جگہہ ساتھ ہے اک پیرہن خاکستر ۔ مثلِ اخگر نہ رہے ہم کبھی عریان ہوکر
زرد ہے رنگِ رزِ گل یہ کہو بلبل سے ۔ باغ مین آئے خزان فصلِ بہاران ہوکر
زعفران زار تھا کیا سبزۂ شمشیر نگاہ ۔ کہ مرے زخمِ جگر رہ گئے خندان ہوکر
مائلِ خانہ نشینی ہے کہو زاہد سے ۔ مثلِ آئینہ رہے گھر مین وہ چسپان ہوکر
سب نہ نکلا شبِ غم مین جو مجھے دلسے بخار ۔ رہ گیا کوئی تمنا کوئی ارمان ہوکر

۵۷	کیا سمجھائی ہے انھین شمعِ مرادِ **عاقل** آئے افلاک جو دامان تہِ دامان ہوکر	۱۰

جھمکین آنکھین جو ریاست کیا بہار آئی ہے سب تن پر ۔ نظر نرگس کی پڑتی ہے گلِ خودرو کی جوبن پر

بہار آئی ہے پھر شاید چمن آیا ہے جوبن پر	گل داغ جگر پھر ہنستے ہین گلہائے گلشن پر
نشان بلبل کا کیا باقی نہ تربت ہی نہ مدفن پر	فقط دو چار اڑتے ہین یہان صحن گلشن پر
گرا ڈھینگے بلبل و پروانہ مرگ سوختہ تن پر	چڑھائے شمع نے جو گل ہزار دن اسکے مدفن پر
شب فرقت مین عشق فتنۂ محشر اثر دکھلا	ظن صور قیامت ہو مری آواز شیون پر
سمجھ کر کھیل لکھا کوئلہ سے قبر پر میری	نہ گل نے شمع ہو ایسے سبہ بختون کے مدفن پر
لہو پانی کیا ایک اپنا جب تو اب عدو کو بھی	ہماری فصد لینے کا گمان ہی اسکے جوبن پر
لگایا اسکا بھی دھبا کہ کچھ چھینا جھپٹی مین	پڑی ہین مے کی چھینٹین محتسب کے آج دامن پر
الجھ کر تار آہون کے بنے ہین دام کیصورت	گمان خانۂ صیاد ہے اپنے نشیمن پر

۵۸	تصدق کوئی دشت لکھنؤ پر جان کر عاقل ہمارا بلبل دل ہی فدا اودی کے گلشن پر	۷

کون کہتا ہے ستمگاری نہ کر	چاہنے والون کی پر خواری نہ کر
ای غم دوری دلبر الغیاث	باز آیا مین تو غمخواری نہ کر
کس مزہ سے لیکے دل کہتا ہی وہ	کہنا پھر اچھا تو دلداری نہ کر
ظلم کچھ اس شوخ ہی کا حصہ ہی	نقل اس کی چرخ زنگاری نہ کر
کون عاشق ہوگا ظالم سوچ تو	حکم قتل عاشقان جاری نہ کر
ظلم کرکے مجھ سے کہتا ہی وہ شوخ	ایسے ظالم سے کبھی یاری نہ کر

۵۹	بخشش دیگا سب گنہ عاقل رحیم کر تو سب کچھ پر دل آزاری نہ کر	۱۳

ہنسے طعن اعدا پہ تیور بدل کر	یہ تلوار اور رہ گئی یون اگل کر

یونہی مثلِ آہن دہکتا رہے گا
یہ وہ دل نہیں ہے جو ہو راکھ جلکر

ہوئی قدر آخر کو اب عاشقوں کی
کیا تم کو معشوق جوبن نے ڈھل کر

ہر اک سمت ارمان گھیرے ہوئے ہیں
مرے دل سے جاؤگے کیونکر نکل کر

یہ جوشش صفا دیکھنے کے ہی قابل
کہ رخ پر سے گرتی ہیں نظریں پھسل کر

اثر دیکھنا آہِ آتش فشاں کا
گلے لگ گئے غیر کے وہ دہل کر

نہ دل میں بچا بوالہوس کے تم اتنا
کہ شیشہ سے گر پڑتی ہے مَے ابل کر

شبِ ہجر جب یاد آتی ہے تیری
تو دل تھام لیتے ہیں کروٹ بدل کر

غرض کو ہر اک اصل سے ہی تعلق
کہ آنسو گرے شمع کے بھی تو ڈھل کر

کمر ظلم پہ باندھتے ہو ستم ہے
یہ نازک بہت ہے مری جان سنبھل کر

یہ گستاخیاں رات پروانہ نے کیں
اٹھی شمع محفل سے آخر کو جل کر

خفا مجھ پہ ہو کر ہوئے منفعل وہ
حواس آئے جامہ سے باہر نکل کر

خدا جانے کیونکر کٹی رات ان پر
ذرا میر عاقل کو دیکھ آئیں چل کر

۹۰ ردیف زای معجمہ ۲

یہ بجا کہ سنگدل تم یہ درست بے حیا ہم
کبھی سامنے عدو کے نہ یہ کہنا یار ہرگز

یہ سہی کہ تجھ سے کرو میری چارہ جوئی
مگر اس گلی نہ جانا مرے غمگسار ہرگز

۹۱ ردیف طای مہملہ ۵

کون کہتا ہے کہ ہے دورۂ ایام غلط
ہان مگر وصل صنم کی سحر و شام غلط

ہر گھڑی جلوہ نما بام پہ رہتے ہو تمھین
وہ جو مشہور ہے خورشید لب بام غلط

ہم تو ہر دن یون ہی بیہوش پڑے رہتے ہین
ہجر مین سنتے ہین آتا نہین آرام غلط

دیکھ تیرا اثر حسن بھی ہو جائے نہ جھوٹ
نہ کہا کر مری ہر بات کو خود کام غلط

ہائے شوخی کوئی دیکھے یہ کرم ہی کہ ستم
لکھ دیا خط کے لفافہ پہ مرا نام غلط

۱۴	ردیف فاے سعفص	۱۳

عکس انگن آب خنجر مین جو ہو کافر کی زلف
رشک تصویر بنفشہ زار ہو جوہر کی زلف

آب سے موتی پروئے ہین جو اک اک بال مین
بن گئی ہے سر سے پانون تک لڑی گوہر کی زلف

شام تھا وہ تو سیہ تابی سے یہ ٹھہری شفق
خون سے آلودہ ہوئی جب جوہر خنجر کی زلف

کہہ دو آذر سے کہ اک بت کا مرا لف رخ بنے
شاعرون کو آج ثابت کرنی ہی پتھر کی زلف

ہے شب تاریک کے ظاہر نہ ہو نور قمر
ہے ضیائے رخ کا باعث اس مہ انور کی زلف

گریہ مین نظرون کو جانا ہوگا اس رخ پر محال
دام ہوگی موج بحر اشک چشم تر کی زلف

سوز بانون سے نہ شل شانہ ہو اسکا بیان
اسقدر الجھی ہی تیری تیغ کے جوہر کی زلف

وقت نظارہ نظر اسمین الجھکر رہ گئی
ایسی بکھری آئینہ رخ پہ اسکے سر کی زلف

ہم گنہگارون کو پھندے سے بچانا یا خدا
دام ہے دود چراغ نیر محشر کی زلف

مرغ جان کو بھی پھنسائینگے میرے کیا وقت قتل
جوہرون سے ہے نمایان آپکے خنجر کی زلف

ایک ہی دل زلف کا اور قلب کا پھر فرق کیا
متحد بالقلب ہے اسلام سی کافر کی زلف

کہتے ہین وہ زلف مجمر کو بھی اب ثابت کرو
تمنے عاقل باندھی ہی خنجر کی اور پتھر کی زلف

۶۴	اُس کی ہر جالی کے خانہ سے نکلتا ہی دھوان ایک دو جا ہو تو مین ثابت کرون مچھر کی زلف	۱۱

کل تو جہ کچھ تھی ناصح کی گریبان کی طرف — رُخ کیا دستِ جنون نے آج دامان کی طرف
دو موکل عشق کے تھے قیس اور فرہاد نام — اک پہاڑ و نمین گیا اور اک بیابان کی طرف
دیکھتا ہی وہ مجھے روتے نہ کیون آنسو ہون خشک — ہے رخِ خورشید گویا شبنستان کی طرف
آنکھ اُسکی پھرتے ہی سارا زمانہ پھر گیا — ہو گئی ساری خدائی چشمِ فتّان کی طرف
اس صفائی سے مجھے کر قتل ای سفاک تو — دیکھتا رہ جاؤن مین شمشیرِ بُرّان کی طرف
آ اگر پھر عیادت ہمرہی کے شوق مین — نبض جادہ بھی چلے بیمارِ ہجران کی طرف
پند کا تو اک بہانہ ہے یہ ہی کچھ اور بات — حضرت واعظ چلے ہین بزمِ رندان کی طرف
کیا ملا ہے رنگِ وحشت آبِ حیوان مین جو خضر — اک بیابان سے روان ہین اک بیابانکی طرف
دیکھ حسرت اپنے قیدی کی رہا ہونیکے بعد — دیکھتا جاتا ہے پھر پھر کر وہ زندانکی طرف
کیا ہے تیری یاد اُسمین جو عوض مین خون کے — نشترِ فصّاد کا رخ ہے رگِ جان کی طرف

ایک مجنون نے تو جنگل کو تہ و بالا کیا
میر عاقل بھی چلے ہین اب بیابانکی طرف

۶۳	**ردیف القاف**	۱۱

ہے عکسِ رخ ترا ساقی کہ ہی شراب مین برق — عجب عجب کہ چمکتی ہے آفتاب مین برق
وہ رخ نقاب مین ہی یا کہ ہی سحاب مین برق — خدا کی شان کہ پوشیدہ ہی نقاب مین برق
مزہ ملا ارنی کا جنابِ موسیٰ کو — سوال کچھ تھا چمکنے لگی جواب مین برق

چمک ہے درد کی بہرے دل برشتہ مین
غلط نہین ہے جو کہیے کہ ہے کباب مین برق

سحر کو چہرۂ پرنور اُس کا دیکھ لیا
شب گزشتہ جو دیکھی تھی ہمنے خواب مین برق

خفا ہوے مرے مرنے پہ تم گری بجلی
تمہارا چہرہ پہ نور ہے عتاب مین برق

تجلی قدم شہسوار حسن ہے کیا
لی ہوئی ہے مگر آہن رکاب مین برق

یہان وہی طلب بوسہ وان وہی انکار
ادھر سوال مین آندھی اُدھر جواب مین برق

کہان جگر کی یہ سوزش کہان تڑپ دل کی
ہے کس شمار مین خورشید کس حساب مین برق

چمکتی ابر مین زلف سیاہ ساقی کی
تو موج مے کی طرح سے ہے پیچ و تاب مین برق

کہان وہ خندۂ دندان نما ہے اب **عاقل**
طبیعت اپنی بھی تھی عالم شباب مین برق

۶۴	ردیف الکاف	۱۱

کرتی ہین نگاہین تری ہر ایک جگر چاک
رکھتی ہے مرے دل کی طرح چلمن در چاک

بے طرح گری پڑتی ہین پلکون پہ نگاہین
یارب کہین ہو جائے نہ دامان نظر چاک

وحشت نے کیا چاک یہ ہمت کو ہماری
اک دشت بلا خیز بنا جامہ کا ہر چاک

گھبرا کے سب ارمان نکلنے لگے دل سے
اُس تیغ نظر نے کیا اسطرح جگر چاک

ناصح کی کرامات یہان بھی تو کھلے کچھ
ای دست جنون دامن محشر کو تو کر چاک

کاٹا مین بدن اپنا سکھا ای شب فرقت
شاید کہ اسی طرح ہو دامان سحر چاک

اُس تیغ کو آنکھی ہی زبان سمجھا ہے شاید
رکھتا ہے جو ہم صورت لب زخم جگر چاک

غیرون کو جو تم دیکھتے تھے دیکھتے لیکن
کیا میرا جگر تھا جو ہوا پردۂ در چاک

غم یہ ہے کہ خود کیون نہ بنا جام سفالی امید نے کی دست درازی نہ شب ہجر	رہتا ہے سدا گل سے جبھی خاک بسر تاک سینہ نہ ہوا شکل گریبان سحر چاک

۶۵	عاقل ہے نسیم سحری آہ یہ اپنی کرتی ہے گریبان گل زخم جگر چاک	۶

شب فراق گزر جائے گی مگر کب تک ٹھہر کے سینہ مین سو جائے لب پہ دم آیا ہین انکی خواب مین جاؤن تو چونک اٹھتے ہین ہر ایک سانس مین سو بار مر کے جیتا ہون کچھ اور میرے لیے اب تو کر غذا تجویز	الہی شام جدائی کی ہے سحر کب تک بھی ہے ضعف تو پہنچیگی وان خبر کب تک دعاے نیم شبی کا نہ ہو اثر کب تک الہی ہوئے گی یون زندگی بسر کب تک غم فراق پہ ہو جائیگا گزر کب تک

۶۶	نہ آئے وہ تو شب ہجر ہائے عاقل سنین گے مرگ کے آئینکی ہم خبر کب تک	۲

قیامت کا وعدہ ہے دیدار کا	قیامت تو ہوگی مگر کب تلک

	غریبی مین عاقل کا نکلا ہے دم وطن دیکھین پہنچے خبر کب تلک	

۶۷	ردیف المیم	۶

سہتے ہین مل کے بیٹھنے سے رنج وہم مین ہم ہے میری نفی ثانی رنج و غم و الم پہنچون مین آنسوون کے بہانے سے وان تلک	خوش کس طرح سے ہون کہ ہے لفظ ہم مین ہم اثبات میرا یون ہے کہ جیسے الم مین لم یارب بہا دے کوئی بت مہ شیم مین یم

کہتا ہوں جب کہ سنگدلی کیوں شعار کی — کہتے ہیں دیکھو لو کہ ہی لفظِ صنم میں نم

اسلام اتنا چاہیئے وحشئ چشم کو — ہوں اس طرح طواف میں جیسے حرم میں رم

۶۸	کہتے ہیں وہ نہ آئے گا مرتے ہو کس لیے عاقل یہ دوستوں نے دیا آکے غم میں غم	۲۲

یوں ہی مرتے رہے اُن پر اگر ہم — کریں گے زندگی کیونکر بسر ہم

ہوے بےخود یہ تمکو دیکھکر ہم — تمھاری بن گئے آخر نظر ہم

جھجک سے دردِ دل کی جستجو میں — بنے سنگِ حوادث کا شرر ہم

جو ہوں معدوم تو بر آئے مطلب — رقیبوں کی دعا کا ہیں اثر ہم

وہاں شوخی یہاں بیتابی شوق — تڑپتے ہیں اُدھر وہ اور ادھر ہم

بنایا بےخبر کیوں تم نے اتنا — تمھاری بھی نہیں رکھتے خبر ہم

پھرا کرتا ہے سر پہ ضعف ہو اب — وطن میں بھی ہیں مشغولِ سفر ہم

پریشانی دل کیونکر سناؤں — مزاج اُن کا ہوا جاتا ہے برہم

رہا غربت میں گر قسمت کا چکر — بنا لیں گے اُسی میں اپنا گھر ہم

عدو کی ٹھوکروں میں کام آئیں — نہ بنتے کاش سنگِ رہگزر ہم

خبر اُن کی انکھیں سے پوچھتے ہیں — بنے انجان ایسے جان کر ہم

ق

کہا میں نے کہ صاحب ہے یہ کیا بات — رہا کرتے ہو کیوں تم ہم سے برہم

رقیبوں پر نگاہِ لطف کیوں ہے — جفاؤں کے ہیں کیوں مد نظر ہم

بنا کر بچھا ہا دامانِ نظر کا — نہیں کیوں رکھتے زخمِ دل پہ مرہم

نہ تھے کچھ اشکِ چشمِ سرمہ سا بھی — نگاہوں سے گرے کیوں اسقدر ہم

نہ تھے کچھ آپ کی زلفِ پریشان
پریشان رہتے ہین کیون عمر بھر ہم

بڑھی حد سے زیادہ ناتوانی
عدم تک کیا کرینگے اب سفر ہم

چھپے جاتے ہین خود اپنی ہی سے کیون
نہ تھے وصلِ عدو کی کچھ خبر ہم

وجود اپنا ہوا ثبت عدم کا
نہ تھے کچھ آپ کی نازک کمر ہم

نظر رکھے ہمارے حال پر اب
کہ جان دو گھڑی کے ہم مہمان ہین ہم

یہ سب سنکر کہا تم ناتوان ہو
رکھین کس طرح سے تیرِ نظر ہم

بڑا ہے کام ناکامی سے عاقل
یون ہی اوقات کرتے ہین بسر ہم

٦٩	ردیف نون	١

کٹی ہین ہجر کی راتین جو ہماری آنکھون مین
تمہاری تیغِ نگہ ہے ہماری آنکھون مین

یہ سرخ ڈورے نہین پیاری پیاری آنکھون مین
ہمارا خونِ جگر ہے تمہاری آنکھون مین

کہا جو مین نے اِدھر جلوۂ نظر ہو جائے
تو بولے کچھ ہے تماشا ہماری آنکھون مین

نگاہِ ناز کا ہو کیون وقوف آئینہ کو
تم اپنی دیکھ لو صورت ہماری آنکھون مین

کہا یہ طعن سے دیکھا جو چشمِ نم مجھکو
غضب کی رکھتے ہو تم آبداری آنکھون مین

بلائین آنکھون کی مین نے جو لین تو وہ بولے
اِسی سے خوار ہوے تم ہماری آنکھون مین

عجب مقامِ تماشا ہے ہائے دنیا بھی
ق
بھری ہے حسرتِ دیدار ساری آنکھون مین

جنھین کہ آنکھ سے اک پل جدا نہ کرتے تھے
اب اُنکی پھرتی ہے صورت ہماری آنکھون مین

نہین ہم اُن کی نظر مین سماتے اے عاقل

۷۱	ہماری جائے تو ہے شرم ساری آنکھوں مین	10

آپ کا میم دہان ہے کہ نہین / بولیے منھ مین زبان ہے کہ نہین
کون کہتا ہے کمر کو معدوم / لیکن اسطرح عیان ہے کہ نہین
پوچھتا کیا ہے کہ کل سے ہمدم / سینہ مین دل کا گمان ہے کہ نہین
دیکھتے ہی مرے قاصد کو کہا / تن مین اُسکے ابھی جان ہے کہ نہین
تیری قدرت ہی ہر اک جا دیکھی / کون سی جائے کہان ہے کہ نہین
کیون بگڑتے ہو بناوٹ سمجھے / عشق کا تمکو گمان ہے کہ نہین
ن
ظاہر آثار یہ کچھ ہے کیجیے غور / زردی چہرہ سے عیان ہے کہ نہین
اپنے ہی دل سے ذرا پوچھو تو / دلِ بیتاب تپان ہے کہ نہین
تم نہ سمجھو تو نہ سمجھو لیکن / یہ تو سمجھو مری جان ہے کہ نہین

۷۲	سُن کے کہتے ہین وہ شعر غافل یارو یہ سحر بیان ہے کہ نہین	12

بڑے مشتاق ہین یہ ماہوش دل کے چرانے مین / کہ اپنا کام کر لیتے ہین آنکھین ہی ملانے مین
کیا مشہور اپنی فہم نے آنکم زمانے مین / کہ ہوتا ہے تامل ہر سخن کو لب تک آنے مین
نہ ہو عقدہ کشائی فہم عالی سے زمانے مین / نہ پہنچے پنجۂ خورشید قارون کے خزانے مین
رہائی پر بھی اس دل کی گرفتاری نہین جاتی / جو حال اپنا قفس مین تھا وہی ہے آشیانے مین
شرف ہوتا ہے یان ذکرِ خیال ماہ پیکر کو / اثر برج حمل کا ہے مگر اس دل کے جانے مین
سُنا شائد نہین ہے قصۂ اصحاب فیل اسنے / فلک کو کیون ہے کوشش کعبۂ امید ڈھانے مین
جو مجھ طائر کو ہو سودا ترے بازو کی مچھلی کا / تو غارِ ماہی کو تر لگا دون آشیانے مین

ہزارون پیچ ہین رہ مین نفس کو تنگ آنے مین		تامل ہوگیا نالے گلو سے اپنے جینے مین
نہ پہنچے آتشِ گل بلبلون کے آشیانے مین		کسی کو ذات سے معشوق کی ایذا نہین ہوتی
یہ سچ ہے مُہر ہوتی ہے خدا کی دانے دانے مین		سوا میرے غم خال بتان کوئی نہین کھاتا
فقط آواز ہی آتی ہے میری آشیانے مین		بنایا ضعف نے گل کے چٹکنے کی صدا مجھکو

٨	نہ دیکھا آپ جیسا کوئی مصرف ہمنے ای عاقل ذرا صرفہ نہین تم کو دُرِ مضمون لٹانے مین	٧٣

ادھر تو ہم جان کھو رہے ہین ادھر وہ الفت سے رو رہے ہین
کدورتین عمر بھر کی دل سے وہ آج اشکون مین دھو رہے ہین

نہ باز رکھ ہم کو رونے سے تو کرین جو اشکون کے دانے بہتر
یہ کشتِ حسرت مین اپنی ہمدم امید کا تخم بو رہے ہین

ادھر ترقی خیال کو ہے ادھر ترقی جمال کو ہے ؛ ؛ ؛ ؛
وہان تو مدِ نظر ہے سرمہ یہان تصور مین رو رہے ہین

جہان ہوا طفل کوئی پیدا کہا یہ مان نے ابو البشر کی
مری بھی آغوش ہے کشادہ عبث یہ سامان ہو رہے ہین

کیا ہے بے جرم قتل مجھکو ہجومِ اغیار و آشنا مین ؛ ؛
اور اُس پہ یہ ڈھٹائی اشکون سے دامن اپنا بھگو رہے ہین

نہ پوچھو کچھ معصیت کا عالم فرشتو ہم سے کیا کہ تم نہ بچتے
حقیقت اس کی انھین سے پوچھو سرائے دنیا مین جو رہے ہین

خبر وصالِ عدو کی سنکر وصال کے معنی سوچتے ہین

انھین کو وان کچھ نہین ہے شادی کہ خوش یہان ہم بھی ہو رہے ہین

۷۴	گلہ عبث اُن سے کیجے عاقل کیا ہے قسمت نے اُنکو غافل جو در پہ جا کر پکارا مین نے تو بولے کہدو کہ سو رہے ہین	۱۴

مجھے سرمہ لگا کر چشم پُر نم وہ دکھاتے ہین
مرے دل کی کدورت اپنے اشکو نمین بہاتے ہین

چراغ داغ فرقت مین جو ہم اپنا جلاتے ہین
فتیلہ پنبۂ مہتاب کا بٹ کر بناتے ہین

خفا تم تو چلے ہم ہر قدم آنکھین بچھاتے ہین
ادِھر دیکھو تمھارے ناز آنکھون پر اُٹھاتے ہین

ہے نوسا وہ ابرو اپنے وحشی کو دکھاتے ہین
وہ آدھا طوق قمری کی طرح مجکو پنہاتے ہین

نہ اُٹھا ضعف سے جب مین تو اُٹھکر خود وہ جاتے ہین
مرے بدلے مری امید دنیا سے اُٹھاتے ہین

خداوندا پڑا ہے کس طرح کا کال دنیا مین
غذا ملتی نہین ناصح کو میرا مغز کھاتے ہین

وہ کہتے ہین میسر وصل ہو جائیگا مرجاؤ
کبھی گر داستان ہجر ہم اُنکو سُناتے ہین

عوض دشمن سے لونگا گو کہ مانع رشک ہے مجھکو
عدو کی چھیڑ کی خاطر وہ محفل مین بناتے ہین

ترے کوچہ مین کب پہنچا غبارِ ناتوان اپنا
ہوا کی ٹھوکرین افتادگانِ خاک کھاتے ہین

عدو سے کچھ تو بگڑی ہے الٰہی جی اُٹھون کیونکر
کھڑے ہو کر وہ میری قبر پر باتین بناتے ہین

بہ شکل آئینہ کیا عشق نے مجھکو کیا صیقل
کہ جب مین سامنے جاتا ہون وہ چہرہ بناتے ہین

دکھا کر سرو و قمری کو۔ یہ کہنا ہمصفیر اُس سے
کہ اپنے چاہنے والے کو یون سر پر چڑھاتے ہین

۷۵	نہ ذکرِ جور اُس کوچہ مین شایان تھا تمھین عاقل سنبھالو دل کو اب غُرفہ سے وہ چلمن اُٹھاتے ہین	۸

ہو نہ یا رب وہ مری گردشِ ایام کہین
ہے تلون کے سبب صبح کہین شام کہین

آج ہوتی نہین صبح شبِ غم کیون یا رب
تھک کے بیٹھی ہے مگر گردشِ ایام کہین

وہ سرِ شام ہی سے وصل کی شب کہتے ہین | رات آئی ہے بہت - کیجیے آرام کہین
یہ ہے نفرت کہ دہن آب است وہ دھوئین | آئے بھولے سے زبان پر جو مرا نام کہین
کبھی سر مین ہے کبھی دل مین کبھی سینہ مین | درد کو بھی مرے باعث نہین آرام کہین
کس کے آنے سے ہوا تفرقہ ایسا ساقی | مے کہین خم ہے کہین شیشہ کہین جام کہین
غیر دیکھے نہ کہین کھول کے آنکھین خطِ بنر | لکھ دو اس خط کے لفافہ پہ مرا نام کہین

١٧

جب ہین کہتا ہون دکھو آنکھ مرے حال پہ تم
کہتے ہین ملتے ہین بے دام یہ بادام کہین

١٧

کس طرح ہو نہ رنگ تاجن کا چاہ مین | ہے نون نفی کا سر کلمہ نباہ مین
وسعت ہوئی یہ اوج کو اپنی نگاہ مین | اک ذرہ دو جہان نظر آتے ہین راہ مین
ہمشکلِ اہلِ جاہ ہوان مین اسکی چاہ مین | دو نقطون کا ہے فرق فقط چاہ وجاہ مین
گر ہو صفائے آئینہ خوفِ گناہ مین | دیکھو مآل کو مرے روے سیاہ مین
کچھ ایسی روشنی ہے رخِ رشکِ ماہ مین | چھپتا نہین رکھین جو ہم اسکو نگاہ مین
ادنیٰ بڑھے تو پہنچے نہ اہلِ فروغ تک | اڑ کر کبھی نہ خاک ملے نورِ ماہ مین
رونے سے چشم عاشقِ نالان ہوئی سفید | پانی سے تیرگی تھی یہ ابر سیاہ مین
باہر رکھا نہ ہمنے قدم حد سے ایک دن | پھرتا ہے سر ہمیشہ ہمارا کلاہ مین
ناطاقتون کو ہوتے ہین اہلِ صفا عصا | عینک لگائین ضعف اگر ہو نگاہ مین
ڈر جاتی ہے امید جو فتنون سے چرخ کے | چھپتی ہے آن کر دل حسرت پناہ مین
زینت ہوا ہے توڑنا توبہ کا ضعف سے | ہوتا ہے بار بار تکلف گناہ مین
ہنگامہ عاشقون کا ترے کوچہ مین نہین | حسرت کا ہے ہجوم دل دادخواہ مین

اللہ رے ضعف کرتے ہین ابرو پہ جب نگاہ
کٹتی ہے راہ مثل ہلال ایک ماہ مین

آنکھون مین رہ کے شام جدائی کا خوف ہے
چڑھتا ہون دن کیطرح مین اُن کی نگاہ مین

مجھ تک اثر کو آنے مین ہون کیون نہ دقتین
کچھ پیچ راہ کے ہین مری موج آہ مین

کافور ہوگا درد جدائی مثال صبح
اک دن نہون گا مہر شب دود آہ مین

باقی نہین تصور دیدار کو بھی جائے
کیون اتنے تم سمائے ہو میری نگاہ مین

۱۴

اداہٹ ہلکی ہلکی سی جو ہے مستی کی دندان مین
نہاتی ہے شب ظلمات گویا آب حیوان مین

مدد دست جنون کو بھی [illegible] وحشت کے سامان مین
جو تیری آنکھ کے ڈورے کا تکمہ ہو گریبان مین

تن لاغر مرا ایک جزو ہے صحرائے وحشت کا
مین یون ہون دشت کے دامان مین جیسے تار دامان مین

نہین جلوہ گہ معشوق سے اُٹھتا کبھی عاشق
رہے گی حشر تک روح زلیخا قید زندان مین

وطن کو چھوڑنا لازم نہین گو ہو پریشانی
کہ بوئے گل پریشان ہو کے رہتی ہے گلستان مین

جو ظالم ہین ہمیشہ نطق سے بے بہرہ رہتے ہین
زبان تو ہے نہین گویائی پر خار بیابان مین

دل پُر داغ زخمون کے سبب آہون سے بچتا ہے
ہوا کا کب اثر ہووے چراغ زیر دامان مین

تعجب ہے بگڑ جاتا نہین کیون رنگ چہرہ کا
تری آنکھ پھرتی ہے ہماری چشم گریان مین

نقاب روے یوسف ہو اُسی کی آنکھ کا پردہ
جو روزن کی جگہ ہو دیدۂ یعقوب زندان مین

عبث جیب دریدہ کی تجھے ہے فکر اے ناصح
رہا اک تار جادہ بھی نہ اب صحرا کی دامان مین

کیا نادم مجھے اُس حیلہ جو سے دست وحشت نے
پیام وصل پر کہتا ہے منھ ڈالو گریبان مین

تمھین زینت سے رکھا باز شوق عشوہ سازی نے
کہ سُرمہ کی جگہ شوخی بھری ہے چشم فتان مین

یکایک چونک اُٹھے خواب وحشتناک محشر سے
لحد مین سو رہے تھے ہم خیال قد جانان مین

٧٨ — ١٣

کسی دن گر وہ مست ناز آجائے گا ای عاقل
پھرے گی بوئے گل دیوانی دیوانی گلستان مین

وہ ہون تفتہ جگر ہو چارہ جو ساعی جو راحت مین
بلند مرتبہ کی نقص کر دیتی ہے راحت مین
تمھاری جستجو مین روح دیوانون کی نکلی ہی
مرے دم سے ہی بزم باز پرس معصیت روشن
ہماری تیرگی قبر رنگ روئے لیلی ہے
سلگتا ہے بدن سارا اگر مرنا نہین ممکن
ہلال عید کیا موج رم آہو کو سمجھے ہین
بھری ہے اسقدر الفت ترے روئے مصفا کی
نزاکت حسن کی باعث ہے آپس کی صفائی کا
تری موج طبیعت نازکی کو تازہ کرتی ہے
بنے ہر نقش پا چشمہ بہے آب حیات اُس سے
سر نجش پہ ڈالو خاک دیکھو لاش کو میری

مثال سنگ خارا ہون نمک سنگ جراحت مین
فلک کو روز کی گردش نے ڈالا ہی مصیبت مین
نہین یہ انجرات اُٹھتے زمین دست وحشت مین
رہا نور بصارت بن کے مین چشم قیامت مین
بنین گے داغ دل مجنون کے ذرے خاک تربت مین
اثر دوزخ کا ہے شائد تپ غم کی حرارت مین
گلے ملتے ہین کیون یہ خار دامن وحشت مین
کہ آب آئینہ آنکھون سے نکلی جوش رقت مین
کہ رنجش بھی گران ہونے لگی اُنکی طبیعت مین
رگ ابر بہاران ہے وہ گلزار نزاکت مین
چلون دو گام اگر یا د میان ماہ طلعت مین
پھرو گرد نظر آکر تم اپنی میری تربت مین

٧٩ — ٢٠

مرے شعر و سخن مین ہر اک دیکھے اپنی فکر کو عاقل
صفائی آئینہ سے ہے سوا میری طبیعت مین

ہو کہان گر وصل بھی ہو غیر کی تدبیر مین
ہے تلون آسمان کا گردش تقدیر مین
گفتگو ہے نقد جان عاشق دلگیر مین

آج کل وہ شوخ رہتا ہے مری تدبیر مین
گھٹنے بڑھنے سے ہے لطف روز و شب تغییر مین
کیا دہن سائل کا ہے سوفار تیرے تیر مین

غیر کی توقیر کیون کر ہو مری تحقیر مین
دو عدو کی ہے کمی تحقیر سے توقیر مین

مین وہ لاغر ہون کہ وحشت کو بھی ہر مجھسے فروغ
جسم بتی ہے چراغ خانۂ زنجیر مین

شوق آرایش پہ اُسکے جان دیتا ہے جہان
اپنی صورت دیکھتا ہے دیدۂ نخچیر مین

جان پڑجائے جو ہر اک لفظ مین کچھ شک نہین
جان کھپا دیتے ہین عاشق آپ کی تحریر مین

آتشِ دل پر نہ کیونکر اسکو مین سیدھا کرون
عیب ہے ناوک فگن کا بل اگر ہو تیر مین

پھیکی ہے تیری نصیحت ساتھ میرے غل مچا
شور سے ناصح نمک آجائے گا تقریر مین

مژدہ ای صحرا نوردی رخصت ای تنگئ دل
کوئی دروازہ نہین ہے خانۂ نخچیر مین

قتل ہوکر استراحت کی بہت آرام سے
خوابِ مخمل تھا مگر سبزہ تری شمشیر مین

لاتے ہین گویا پیامِ مرگ پیکانِ اجل
نامہ بر آتا ہی خط وان سے تو بندھ کر تیر مین

مژدہ شوقِ قتل دو قاتل نظر آنے لگے
بال ہے عکسِ کمر آئینۂ شمشیر مین

کتنی ناہموار ہی اللہ راہِ انتظار
نیند بھی آئی شبِ فرقت نہایت دیر مین

تیرے عاشق قتل گہ مین کب چھپا سکتی ہین جان
جوہرون سے لاکہ آنکھین ہوگئین شمشیر مین

رزق بھی دے گر بڑھائی ہجر مین عمر ای خدا
کھاچکا جو تھا غمِ فرقت مری تقدیر مین

حرفِ طا پر فتحہ دیکر خط مین مطلب کو لکھا
نامہ بر کتنی ہے محرومی مری تقدیر مین

گرمِ رفتاری مری جوشِ جنون مین دیکھنا
حلقہ حلقہ شعلۂ جوالہ ہے زنجیر مین

پرتوِ رخسار نے کی آپ کی صورت گری
خوب قلعی ہوگئی آئینۂ تصویر مین

۲۹ | غدر تک تو گانون تھے سرکار شاہی سے معاف
اب ملا ملکِ سخن عاقل ہمین جاگیر مین | ۳۰

ضعف سے اب کوئی اصلاح کی تدبیر نہین
کہ پلٹ جانے کے قابل مری تقدیر مین

ذہن تیرا دلِ دشمن بتِ بے پیر نہین
کیون ترے ذہن مین رہتی مری توقیر نہین

سُنتا فریاد مری کیون فلکِ پیر نہین
پنبۂ گوشش اگر نالۂ شبگیر نہین

نور پر نار کی ہوتی کبھی تاثیر نہین
گلتی سونے کی طرح مہر کی تنویر نہین

سبب وسیلہ نہ ملے شمع رخون کا بوسہ
بے مدد غیر کے کھلتے لبِ گلگیر نہین

کثرتِ ضعف سے عصیان ہوی نیکی میری
رحم کھا کر مجھے دیتا کوئی تعزیر نہین

محو ہو جاتا ہون جنبش سے تمہارے لب کی
سچ کہا تم نے مجھے لذتِ تقریر نہین

آہ وہ نالہ کہ جس نالہ سے اُلٹے نہ فلک
حیف وہ آہ کہ جس آہ مین تاثیر نہین

اتنی زورون پہ چڑھی ہے کہ مدام اقبال
روز چلتی ہے یہ چڑھتا دمِ شمشیر نہین

نرم دل حاضر و غائب مین نہین ہین یکسان
عکس سے آپ کی کھنچتی کبھی تصویر نہین

سختیٔ رہ سے نہین گرم روون کو نقصان
ٹوٹتی پتھر پہ کبھی مہندی کی تنویر نہین

چھپ کے مے پینے مین کیا لطف ہے کیونکر کہتے
قدر افزائے گنہ دہشتِ تعذیر نہین

دی رہائی ہمین کاہیدگی نے ہم نے
ٹھیرتی پانون مین اپنے کوئی زنجیر نہین

جوڑتے ہین وہ خطاؤن کو مری گن گن کر
اس سے ثابت ہے کہ ثابت مری تقصیر نہین

کیا مزہ شعلۂ رخون کی ہے قدمبوسی مین
شمع کے پانون سے ہٹتا سرِ گلگیر نہین

فرطِ حیرت سے مرا پانون پہ کیون سر پہنچا
حلقۂ جوہرِ آئینہ تصویر نہین

خواہشِ زر مین ہوا خاک ہوس ناحق
خاکِ انسان سے بنتا کوئی اکسیر نہین

ناتوانی ہے مری رعشۂ دستِ بہزاد
کہ کسی شکل سے کھنچتی مری تصویر نہین

جلوہ اُردوے معلی کا ہے اب اور ہی اور
کہین اسوقت مین قدرِ سخنِ میر نہین

میر عاقل ہی کے بارہ مین کہا ناسخ نے

۸۱	آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں	۲

اجل نہ آئیو جب تک نہ آئے میرا مسیح — بغیر یار تکلف ہے جان دینے مین
مشغول ہے وہ سرو تماشائے باغ مین — دل کیون نہ لالہ بن کے اُگا ہائے باغ مین

۸۲	زندگی ہمنے بسر کردی مثال اخگر خاک تو ہو چکے اب دیکھیے کیا ہوتے ہین	۲۱

مشہد فصل بہاران ہے تن سفاک مین — گل پسینے سے کٹے ہین یار کی پوشاک مین
صحبت ناکس ملائے نور ہستی خاک مین — شعلہ روغن سے نہ اُٹھے پنبۂ نمناک مین
ذرہ ذرہ اُڑ کے لپٹا گیسوئے سفاک مین — ہے پریشانی سے جمعیت ہماری خاک مین
دی چمک اللہ نے کامل رخ سفاک مین — تھی جو کچھ باقی وہ ہے درد دل صدچاک مین
کیون نہ حیرت چھائے چشم عاشق غمناک مین — مثل عکس آئینہ ہو اپنی تم پوشاک مین
خاکساری نے اُڑایا گردش افلاک مین — اک بگولا ہون مین اس صحرائے وحشتناک مین
سامنے سے ہٹتے ہی الفت ملائی خاک مین — آئینہ مین عکس تھا یا وہ ہماری تاک مین
فصل گل مین بھی نہین رخصت نظارہ کی ہنوز — نکہت گل بھر گئی اتنی قفس کی چاک مین
دیکھتا ہون گردش قسمت کو اپنی بعد ذبح — ایک دورہ چرخ کا ہے دورۂ افلاک مین
معجزہ آموز ہے کتنا تصور بھی مرا — کھنچتی ہے تصویر تیری دیدہ نمناک مین
کس طرح اپنی برائی پر نہ ہو ہر دم نظر — مردمک بخت سیہ ہے دیدۂ ادراک مین
ہے عزاداری کے پردہ مین خرابی بھی مری — خاک اُڑانے آئے وہ جب مل گئی ہم خاک مین
کام آئے بعد مردن آخرش تار نفس — ہو گیا اُن سے رفو اپنی لحد کے چاک مین
آپ کو سمجھین گے ہم اپنی تپ غم کا علاج — گوکھرو کے جھاڑ ٹانکے کاسنی پوشاک مین

کیون نہین انگشتری دیتے نشانی تم مجھے
پردۂ چشم عدو شائد ہے اُس کی ڈاک مین

کاٹ لی گردن مری تسمہ لگا رکھا نہین
کیا لگاؤ گے سمندِ ناز کی فتراک مین

جسقدر رتبہ بڑھے ہوتا ہے آپسمین نفاق
بُعد اتنے اوج پر ہے ہمدگر افلاک مین

جلوہ گاہِ یار کا قاصد پتہ یہ ٹھیک ہے
ذرہ ذرہ چشمِ حیران ہے وہان کی خاک مین

حاجتِ چارہ گری گردش نصیبونکو نہین
کب ضرورت ہی رفو کی کوزہ گر کی چاک مین

اشک کی جا آنکھ سی جاری ہوئی اک سیلِ خون
ہجر کی شب تھی یہ سوزش دیدۂ نمناک مین

٨٣ — ١٣

دل کے ویرانہ مین زخمِ عشق رہبر ہو گئے
خضرِ **عاقل** مِلگئے صحراے وحشتناک مین

وہ خوشی مین سخنِ رنج فزا کرتے ہین
وصل مین شکوۂ اغیار کیا کرتے ہین

ترک کرنے پہ بھی اتنا ہے تعلق اُن کو
غیر کے نام پہ وہ ہاتھ ملا کرتے ہین

نہ جا تو غیر کے گھر اسقدر ہی وہ محتاج
ستم کی خاک اُڑا اپنیکو گھر مین خاک نہین

شائد وہ تصور مین مرے آئے ہوئے ہین
کچھ زخمِ جگر شام سے مُرجھائے ہوئے ہین

ہے شوق اُنھین ہم کو ستائین سرِ محفل
کچھ ہم بھی سمجھ سوچ کے غم کھائے ہوئے ہین

دیکھے تو کوئی حسن کی ناتجربہ کاری
دل لیکے جو مکرے ہین تو شرمائے ہوئے ہین

کہتے ہین عدم تک بھی نہین اُسکا پتہ ہے
ہان اہلِ سخن تیری کمر پائے ہوئے ہین

پرچھائین بھی اپنی وہ دکھاتے نہین ہمکو
بادل کی طرح اُن پہ عدو چھائے ہوئے ہین

ای بادشہِ حسن فقیرونکی طرف بھی
دامانِ طلب دیر سے پھیلائے ہوئے ہین

نکلے ہین پریشان درِ میخانہ سے واعظ
کچھ بات ہی ایسی ہی جو گھبرائے ہوئے ہین

ویرانئ دل اب ہے تصرف ترا در کا
اغیار مرے آن کے ہمسائے ہوئے ہین

لو ہم ہین بہت شربتِ دیدار کی پیاسے — لیکن ترے ملنے کی قسم کھائے ہوئے ہین

٨٤	ہر روز نیا شور بپا ملک دکن مین ہے یان حضرت عاقل تو نہین آئے ہوئے ہین	٣

یہ آرزو ہے کہ یاسِ ابد پہ شاد رہین — مراد ہے یہی اپنی کہ نامراد رہین

وہ خوش ہین رنج سے میری تو ہمنشین کیا غم — مجھے یہ رنج گوارا ہے وہ تو شاد رہین

بلا سے مشق تغافل ہی وہ کیے جائین — یہ بھولنے ہی کے انداز کاش یاد رہین

٨٥	تپان نہین ہون یہ فرقت کی دن وہمہ سے	شبِ وصال کا دھڑکا ہی ہمنشین دلمین	١٠

رہے افتادہ اے عاقل مقدس ہم ہین برسون — ہمین بھی یاد رکھے گی دکن کی سرزمین برسون

رہے گا صبر کو روتا دل اندوہگین برسون — خدا بخشے رہا ہے وہ ہمارا ہمنشین برسون

ستانی کیلیے بجنتیں خط مین مشق ہوتی ہے — لکھا پرسون کا وعدہ ہی کہ مین سمجھون کہین برسون

اُڑائی تھی کبھی یہ خاک مین نے عشقبازی کی — رہی ہے اُسکے کوچہ کی مری سر پر زمین برسون

خدا جانے تمھین تھے میری جان یا اور کوئی تھا — رہی ہے ایسی ہی صورت مری دلمین مکین برسون

نکالون دل سے گر اسکو کلیجہ بھی نکل آئے — ترا پیکان اے ظالم رہا ہے دلنشین برسون

عجب کچھ اعتبار اب تو ہوا ہے ناتوانی پر — جہان بٹھلا دیا بیٹھے رہے ہم بھی وہین برسون

نکل کر دل سے ویران کر چلے کس دل سے تم دلکو — وہی ہے یہ مکان جس مین رہے تم بھی مکین برسون

سوالِ وصل کیا کیجیے کہ فرقت کی حکایت پر — مہینون مین سُنا اتنا کہ گزریگی یونہین برسون

٨٦	سمجھ کر طعن عاقل کو مقدر پر تو کرنا کسی کے آستانے پر رہی اُسکی جبین برسون	٢

دلمین شوقِ زوال رکھتے ہین — ہم بھی ناقص کمال رکھتے ہین

	وصل ہو شکر ہو شکایت ہو	ہم بھی کیا کیا خیال رکھتے ہین	
٨٧	پیچیدگیٔ طبع کی یہ صاف ہی دلیل	معنی اُلجھ کر رہ گئے اُنکے کلام مین	٧

جنان کا وصف بجا ہے یہ دلنشین تو نہین — وہ کوئے یار کی اے شیخ گلزمین تو نہین
سبب دو رنگی کا مہر و مہِ مبین تو نہین — فلک کے پردہ مین اِی جان جان تھین تو نہین
مکانِ دل مین جو ویرانیون کی ہی رونق — ذرا خیال سے دیکھو کوئی مکین تو نہین
سُنا ہے آج وہ برباد خاک کرتے ہین — کسی غریب کے مدفن کی وہ زمین تو نہین
تمھارے در سے کسی طرح یہ نہین اُٹھتی — تمھارا نقشِ کفِ پا مری جبین تو نہین
کسی کا دل تو دُکھایا نہین ہے ای واعظ — گناہگار رہون پر آنکھ شرمگین تو نہین

٨٨	غزل سُنائیے **عاقل** یہ خانخانان کو جو قدر دان کوئی دہر مین نہین تو نہین	٤

آرام یان تو ہجر مین اِک آن بھی نہین — اور وہان خدا کے فضل سی کچھ دھیان بھی نہین
اعدا کے آگے قتل کیا مجھکو بے گناہ — اور اُس پہ یہ ستم کہ پشیمان بھی نہین
کہتے ہین وہ ستم کا تحمل محال ہے — سچ تو یہ ہے کہ ہم مین وہ اب جان بھی نہین

٨٩	**عاقل** سے اور بے ادبی بزم غیر مین ایسا خدا نہ کردہ وہ نادان بھی نہین	١٣

دیکھنے کا جز کوئی چشمِ ستمگر مین نہین — دیکھ لو نورِ بصیرت چشم جوہر مین نہین
دل وہ کیا جو طُرّۂ زلفِ معنبر مین نہین — لعل وہ پتھر ہے جو شاہون کی افسر مین نہین
ہجر کی شب کی تڑپنے کا یقین کیونکر وہ لائین — لاغر اتنا ہون شکن تک بھی تو بستر مین نہین
آرزوے وصل اُس سے یہ بھی قسمت کا لکھا — وہ مری تقدیر کا ہے جو مقدر مین نہین

جب کوئی کہتا ہے مرتا ہے ترا بیمار اب
کہتے ہین مرنے کی طاقت ایسے لاغر مین نہین

مجمعِ اغیار سے ہے مرگِ تنہائی مین لطف
شامِ غربت کا بھی جلوہ صبحِ محشر مین نہین

وعدہ کی شب تا سحر شوقِ صفا کا شغل تھا
ایک ذرہ بھی جواب جھبکو تو بستر مین نہین

ہر طرح سے ہم مٹائینگے خطِ تقدیر کو
جان دینگے گر وصال اپنے مقدر مین نہین

اسقدر پٹکا کیا ہون سر تمہارے در پہ مین
اب خیالِ وصل بھی ای جان مری سر مین نہین

ہمسے دیوانون کو بُلوانا یہان کیا تھا ضرور
تار تک باقی کوئی دامان محشر مین نہین

بندگی کو ناز ہے یہ بے نیازی دیکھکر
بے نیازی بھی مزاجِ بندہ پرور مین نہین

ظلم ہو اور ظلم مین تمیزِ یار و غیر ہو
یہ سلیقہ ہمدمو میرے ستمگر مین نہین

٩٠	بعد مدت گھر پہ آئی ہو غزل لکھواک اور قافیہ عاقل ہو گھر رہتے اگر گھر مین نہین	١٠

ضعف سے کس وقت اک چکر مری سر مین نہین
اسطرح سے گھر مین ہون گویا کہ مین گھر مین نہین

آپ سے باہر ہوا ہون آپ کو مین دیکھکر
مین نظر کی طرح گھر مین بھی ہون اور گھر مین نہین

تیری محفل مین محل کب ہے مری افتادگی
سایۂ دیوار ہی گھر مین بھی اور گھر مین نہین

وحشتِ ویرانہ سے حاصل ہوئی عمرِ ابد
ہول کھا کر موت بھی آتی مرے گھر مین نہین

دم قدم دیوانگی کا ہو خزان ہو یا بہار
دشت مین کیا خاک ہی ہمدم جو یہان گھر مین نہین

زلف و رخ مین جلوہ گر نکلون تمہاری گھر سے کیا
گھر کا سایہ ہون کبھی گھر مین کبھی گھر مین نہین

آنکھ مین کیونکر رہے آنسو تو ہی ناصح بتا
یہ وہ لڑکا ہے کہ جو رہتا کبھی گھر مین نہین

صاف مثلِ آئینہ ہے گو تباہی سی مکان
گھر مین رہ کر عکس کے مانند مین گھر مین نہین

یہ بہار۔ اور ایسی پابندی۔ یہ وحشت۔ اور یہ ضعف
وائی ناکامی کہ جنگل بھی کوئی گھر مین نہین

۱۷	ہمسرون کو رشک - کم کو رنج - اعلیٰ کو نفور فائدہ عاقل مگر اظہار جوہر مین نہین	۹۱

نہ گنتی ہے کوئی میری کسی مد مین نہ داخل ہون
بلا رتبہ فضیلت کا کہ ہر مد سے مین فاضل ہون

تڑپنا کیا مین جانون اپنی راحت سی بھی غافل ہون
کسی سفاک کی تیغ تغافل کا مین بسمل ہون

برابر ہے مرا مرنا نہ مرنا کیون کری زحمت
اجل کیواسطے گویا کہ مین تحصیل حاصل ہون

چھپاؤن کسطرح سے قید مین وحشت کو ای ناصح
مین خود اس ناتوانی کے سبب شور سلاسل ہون

مری بیتابیان ہین اضطراب آموز نظارہ
تمہارے دیکھنے کیواسطے مین آپ حائل ہون

سراسر آرزو مین بن گیا ہون ناتوانی سے
الف کی طرح لفظ آرزو مین خود مین داخل ہون

مرے جلاد کو دامن کشان جانے دو مقتل سے
مرا کیا خون بہا مین کشتۂ انداز قاتل ہون

مخاطب کرلیا اپنی طرف چشم سخن گو کو
رقیبون کی بھی اس جادو بیانی کا مین قائل ہون

مری آغوش مین رہ کر جدا رہتا ہی تو مجھسے
تو بحر حسن اگر ہے تو مین لب خشکیدہ ساحل ہون

یہی کوشش ہر اک جزو بدن کی ہے کہ مل جاؤ
تمہاری آرزوئے وصل کی خاطر مین اک دل ہون

ہوا اغیار کی ایسی بندھی ہی بزم جانان مین
پریشان جل کی ہوتا ہون مین وہ شمع محفل ہون

مری افتادگی کے رہتے ہین چرچے زمانہ مین
کسی ہرجائی کے نقش قدم پہ مین جو مائل ہون

ہجوم حسرت و یاس و تمنا ساتھ ہی میرے
جرس ہی آہ - مین اس قافلہ کا میر منزل ہون

مرا عیب و ہنر احباب و دشمن شوق سی دیکھین
کمال و نقص مین گویا ہلال و ماہ کامل ہون

غرض تھی دادخواہی سے کہ اسکو رحم آجائے
قیامت مین بھلا انصاف کا کسطرح سائل ہون

وہ ہے نا آزمودہ کار اور مجمع قیامت کا
کہین کہہ دے نہ گھبرا کر کہ اسکا مین ہی قاتل ہون

	نہ کیونکر نغمہ پیرائی کا ہر سو شور ہو عاقل	

۹۲	ریاضِ نظم مین مثیاک مین سرِ خجل عنادل ہون	۳

ہمارے دل کی ویرانی کے سامان ہوتے جاتے ہین
کہ اُنکے گیسوی مشکین پریشان ہوتے جاتے ہین

عجب کچھ ربط یکرنگی بڑھا شیخ و برہمن مین
تمہارے عہد مین کافر مسلمان ہوتے جاتے ہین

۹۳	ملی ہے اتفاقاً انکو صحبت خان خانان کی خدا کے فضل سے عاقل سخندان ہوتے جاتے ہین	۱۹

وہ جوشِ حُسن سے خود بھی عجب مشکل مین رہتے ہین
کہ اپنی آرزو بن کر ہمارے دلمین رہتے ہین

دلبری ہوگی دلنشین نہ کہین
دل لگا لین گے ہم کہین نہ کہین

ضعف سے جان رہے یہین نہ کہین
حشر ہو وقتِ وابسین نہ کہین

نہ مچل بزمِ ناز مین اے دل
دیکھ لے چشم شرمگین نہ کہین

کوچۂ بُت کے ذرّون مین ہی تڑپ
دل ہمارا ابھی ہو یہین نہ کہین

دشتِ وحشت کی ہاتھ مین ہے پھبنی
چاک ہو جائے آستین نہ کہین

ذکرِ فرقت نہ وصل مین کیجیے
سہم جائے دلِ حزین نہ کہین

زلف کو ہاتھ سے نہ چھیڑ ای دل
نکلے یہ مارِ آستین نہ کہین

واعظا جا نہ میکدہ کی طرف
تو بہک جائے راہِ دین نہ کہین

ڈھونڈھتے ہین جسے جہان مین ہم
خانۂ دلمین ہو مکین نہ کہین

اُنکے وعدے ہین سب قیامت کے
شاد ہوتا دلِ حزین نہ کہین

اشکِ خون کا ہی جوش ڈر ای چرخ
رنگ لے آئے کچھ زمین نہ کہین

ضعفِ ہجران کی آہ سے ہی خوف
ہو دمِ سرد وابسین نہ کہین

کہیئے تو اپنے ظلم کی باتین
آپ نے غیر سے کہین نہ کہین

آج ارمان کے ولولے وہ نہین — دل کو بھول آئے ہم کہین نہ کہین

ق کیسے چھپے ہوے تھے مشتہر ہین — ایسے ہوتے وہ شرمگین نہ کہین

اُن کے وعدون کی یاد تھین باتین — ہو رہے چُپ مگر ہمین نہ کہین

سخت رندون سے دل نہ کر واعظ — تو بنے سنگ راہِ دین نہ کہین

جبہہ سائی سے بھی نہ چمکا بخت — مٹ گیا ہو خطِ جبین نہ کہین

چلتے چلتے غزل کہی عاقل
ہو یہان کوئی خوردہ بین نہ کہین

حال کُھل جاتا ہے زلفون کی پریشانی کا — آئینہ دیکھکے ہوتے ہین پریشان دل مین

۹۴ ردیف واو ۷

کیون ہم ای شعلہ رخو تم سے لگائین دل کو — کیا ضرورت ہے جو ہر وقت جلائین دل کو

تیرے رخ پر سے نظر تک تو نہین اُٹھ سکتی — یہ کہان زور کہ ہم تجھ سے اُٹھائین دل کو

خون جب ہو گیا پہلو مین رکھین پھر کیون ہم — جی مین آتا ہے کہ آنکھون سے بہائین دل کو

نہ وہ آتے ہین نہ نیند آتی ہے پھر کیا کیجے — داستانِ شبِ فرقت ہی سنائین دل کو

اُن سے جب پوچھون کہ ہے کون مرا دشمن جان — ہاتھ سینہ پہ مرے رکھ کے بتائین دل کو

یار کی شکل ہے آئینۂ دل مین ورنہ — ناصحا پھر نہ کہو کچھ جو دکھائین دل کو

۹۵ کہین جان بچتی ہے عاقل صنمون سے توبہ
جی چُرائین کبھی اُن سے تو چُرائین دل کو ۱۷

ہو کاش تلون ہی مگر شوق فزا ہو — تم اُس مین بھی پورے نہین پابند جفا ہو

حسنِ تنِ نازک اگر اعجاز نما ہو — ہر نخل ترے جامۂ گلشن کا ہرا ہو

تم کیا ہو خدا جانے کہ کیا جلوہ نما ہو — برقع جو رخِ شاہدِ امید سے وا ہو

دن کو تو رہ گرمیٔ انکار اِبا ہو — شب کو سفرِ قافلۂ شرم و حیا ہو

سر تن سے جدا یون ہو کہ تسمہ نہ لگا ہو — گر اپنا تصور مین تہِ تیغ گلا ہو

ملنے کی روش بھی مری غیرون سے جدا ہو — بے وجہ ستم خوب ہے گر روز نیا ہو

دعوائے نزاکت دمِ تزئین نہ بجا ہو — آئینہ جو آغوش مین لے لے تو مزا ہو

باندھا سرِ مینائے میٔ ناب مغان نے — تا دردِ خمارِ میٔ عشرت کی دوا ہو

زخمون کے تصور سے بھی محروم رہے ہم — ہاتھ اُن کا نزاکت نے مگر تھام لیا ہو

یہ سان پہ اُترے ترا خنجر کہ ہو بیکار — یا رب کسی مقتول کی مقبول دعا ہو

ہے اُس رخِ دلچسپ پہ اک خال نمودار — شاید وہ ہمارا ہی کہین دل نہ لگا ہو

زاہد وہ مزہ ہم کو ملا عشقِ بتان مین — جو خواب مین بھی تم کو میسر نہ ہوا ہو

تھم تھم کے چلے تیغ نزاکت سے گلے پر — تا شکر گلا کاٹنے کا ہو تو گلا ہو

کہتا ہے کہ جنت مین بھی ہوگا نہ کوئی بت — رکھا نہ کہین کا مجھے واعظ کا برا ہو

مین اور اٹھون گریہ کنان بزم سے اُنکی — اغلب ہے کہ طوفان کوئی وان سے اٹھا ہو

بخشش کو نہین سعیِ وسیلہ کی تمنا — وہ گالیان دیتے ہین خطا ہو نہ خطا ہو

٩٦	وہ نالۂ موزون دلِ نالان ہی ہو عاقل جس مین لبِ معشوق بھی کچھ نغمہ سرا ہو	٢٦

وہ کہتے ہین ہم بس مین ترے آئین تو کیا ہو — ہم کہتے ہین وہ ہوئے جو دیکھا نہ شنا ہو

خواہانِ جفا کیونکہ جفاؤن سے خفا ہو — ہو خاتمہ بالخیر اگر ختمِ جفا ہو

داغِ جگر اپنا خضرِ راہ نما ہو — یا رب وہ تری یاد کا نقشِ کفِ پا ہو

تم گرمی و سردی کا زمانہ کی مزہ ہو — تم غیرتِ مہتاب ہو تم مہر لقا ہو

ہے اتنا تلون تو کہین زیب فزا ہو — رنگِ رخِ عالم سے کہو رنگِ حنا ہو

فرماتے ہین جب انکی رکھائی کا گلا ہو — ڈھونڈھو کوئی معشوق جو عاشق پہ فدا ہو

ہم حال کہے جائین سنو یا نہ سنو تم — تم اسکو سنے جاؤ برا ہو کہ بھلا ہو

ناصح ہے بہت دور مقام اپنی سمجھ کا — اغلب ہے تری پند سے پہنچا نہ گیا ہو

حاجت نہ پڑے بعدِ فنا مجھکو کفن کی — جب ایک ہی شعلہ کی طرح جسم و قبا ہو

یا رب وہی چارہ شبِ فرقت مین ہو میرا — دشمن کی جو مقبول مرے حق مین دعا ہو

تم دیکھتے آکر نہ کبھی زخمون کو میرے — تم کو یہ بھروسہ ہے کہ تم ماہ لقا ہو

یہ رنگ مری زیست کا ہے صبحِ شبِ وصل — جیسے سرِ ناخن پہ رہا رنگِ حنا ہو

وہ پردہ در پردۂ غفلت ہی جہان کو — میرا بھی کوئی بھید اسی پردہ مین چھپا ہو

ہے تیغ کی آب انکا پسینا جو کٹا وہ — شائد کسی عاشق کا گلا رنگِ قبا ہو

اٹھتی ہے چمک برق کی سی دردِ جگر مین — زخمون کو مرے تارِ تبسم سے سیا ہو

رہ جائے دمِ ذبح تڑپنے کی تمنا — سینہ مرا زانوے نحافت سے دبا ہو

آنا ہی نزاکت سے یہان بار ہے انکو — ہے اور گرانی جو خیال انہین لگا ہو

ڈرتا ہون کہ ہیرے کو زمرد نہ کرے خط — رنگینگی سبز ترے رخ کی ضیا ہو

کیا فہم ہے. بوسے تو تصور مین ہون لیتا — ڈرتا ہون وہ چھپ کر نہ کہین دیکھ رہا ہو

آبِ رخِ یاقوت ہو آبِ دمِ شمشیر — ہاتھون مین پگھلتا جو ترے رنگِ حنا ہو

ہو میری طرح شورِ قیامت بھی پریشان — کچھ تو مرے سونے سے جگانے کی سزا ہو

بے پردہ گی ہو جلوہ نمائی اُسے اپنی
گھر میرا اُجھلا دے گی شب تیرگیٔ بخت
شمع رہ امید ہو مصباحِ دل اپنا
اُٹھ سکتا نہین بزم سے بیمار تمھارا

باہنے ہوے وہ ماہ کتان کی جو قبا ہو
آزار کو مژدہ ہے جو قسمت مین شفا ہو
روشن جو ترے شعلۂ عارض سے دیا ہو
غیرون نے کوئی اُس پہ نہ الزام رکھا ہو

٩٧

الفاظ کی خوبی سے کُھلے بھید نہ عاقل
اغلب ہے کہ خط روشنیٔ خط مین پڑھا ہو

٢

ایک بہت نادان کی باتین سُنکر جو تم مرتے ہو
وصل کی شادی ہجر کا صدمہ اُنسے کہا تو کہتے ہین
سید صاحب عاقل ہو کر کیسی باتین کرتے ہو
روز یون ہی تم جیتے ہو اور روز یون ہی تم مرتے ہو

٩٨ رشک کیا اتنی ہی اُس شوخ سے الفت مجھکو

نفس پر آہ کی روکا دہان کو
اگر وسعت مین دون اپنے گمان کو
یہ طاقت ہے تمہارے ناتوان کو
الٰہی دے یدِ بیضا بیان کو
کدورت دل کی ہے آہون کے ہمراہ
نزاکت اپنی شائد دیکھتے ہین
رہین گی خواب مین بھی باز آنکھین
رکھا در پہ تو اضع مین سحر تک
عرض ہے جوہرِ ذاتی سے اعلیٰ
وہ پردے مین مثالِ مردمک ہین

کہ ہوئی غیر کی نفرت سے محبت مجھکو ٢٥

کیا قائم ہوا پر آسمان کو
جہان مین جا ہون پہنچا دون جہان کو
کہ نظرون پر چڑھایا دو جہان کو
کف بے پنجہ کہتے ہین زبان کو
بنا دین گے زمین ہم آسمان کو
اُٹھائی تیغ میرے امتحان کو
نہ سُنیے آپ میری داستان کو
عجب خاطر تھی میری پاسبان کو
ملا ہے فوق لب پر رنگ پان کو
نظر آتے ہین پر سارے جہان کو

جہالت سے ہیں اُنکے مُنہ لگا ہوں — کہ ہر دم ٹوکتے ہیں وہ زبان کو
ملا تھا اضطراب برق اِس کو — تن خاکی ملا کس طرح جان کو
وہ ابرو میں مژہ کا تیر رکھکر — بناتے ہیں کمان نونِ کمان کو
کرینگے نذرِ حلاجِ محبت — ہم اپنے پنبہ زارِ استخوان کو
وہ ڈورے آنکھ کے لو چارہ سازو — انھیں رشتوں سے میرے زخم ٹانکو
ہمارے رُخ کی زردی سے وہ خوش ہیں — بہار اپنی سمجھتے ہیں خزان کو
بڑا ہے سب سے ویرانی کا رتبہ — رکھا ہے سب سے اونچا لامکان کو
دہن سے ہے رواں بحرِ فصاحت — بنا ماہی کہو میری زبان کو
دیا ہے دستِ بیعت تو نے زاہد — جو پکڑا دامنِ پیرِ مغان کو
دمِ سجدہ ہوا یہ جذبِ الفت — جمایا سر پہ سنگِ آستان کو
ملائک کو تمنائے سند ہو — بڑھاؤ تم جو میرے امتحان کو
اگرچہ جنسِ ناقص ہے دلِ زار — مگر تم کچھ تو قیمت اس کی آنکو
بنے گی شاخِ مرجان خشک ہو کر — رکھون گا بحرِ غم میں نخلِ جانکو

٩٩	نہ فن آئے گا بے اصلاحِ اُستاد نہ عاقل اسطرح تم خاک چھانکو	١٤

جو دیکھا ممتحن میری زبان کو — زباندانی کا دعوی ہے بیان کو
چڑھایا چرخ پہ نالہ نے جان کو — بنا کر نردبان موجِ دخان کو
یہ وسعت ہے مرے صحنِ مکان کو — کہ اک گوشہ میں رکھا دوجہان کو
نہیں مٹھی میں جنکی نقدِ الفاظ — کفِ بے پنجہ کہتے ہیں زبان کو

زمانہ عالم برزخ کی ہو سیر	نکالون زندگی مین تن سے جان کو
ہماری آتش دل لیکے دو تاؤ	خمِ ابرو جو دیتا ہو کمان کو
ہوئے عشق دہانِ یار مین گم	دیا جسمِ حنائی ہمنے جان کو
سمجھ کر پنبۂ مینا مغان نے	تنِ زاہد سے کھینچا استخوان کو
دہان تیر میرے استخوان کھائے	بناؤ گر ہما زاغِ کمان کو
چلے گی نبضِ مجنون بن کے ہمراہ	نہ چھو لیلی رگِ سنگِ مکان کو
بنے گی کیا کہ اعدا بوالہوس ہین	نہ چھوڑے گا وہ خوئے امتحان کو
بچے مجھ سے جو کچھ سختیٔ دوران	ملے وہ سب دلِ سخت بتان کو
بیانِ خستہ حالی تو مرا سُن	دکھا کر چاندنی اک شب کتان کو

۱۰۰	غضب ہے دل کے آجانے کا صدمہ کیا پیر اس نے **عاقل** سے جوان کو	۲

پہلے تو آبِ عارضِ بت سے وضو کرو	واعظ خدا کے عشق کی پھر گفتگو کرو
گو خط ہے مرہم دل بیتاب دوستو	لیکن علاجِ دیدۂ دیدار جو کرو

۱۰۱	اللہ اللہ نامہ بر کی مژدۂ آمد کا فیض	یار کے گھر تک پہنچ جاتا ہون استقبال کو	۱۳

خیالِ قبر جو ذوقِ شراب دے مجھکو	تو یادِ زلف کی الجھن عذاب دے مجھکو
کبھی جو اُس سے کرون قتلِ غیر کا شکوہ	زبانِ تیغ سے ظالم جواب دے مجھکو
جواب دون مین اُسی سے تمہاری غصہ کا	تمہاری زلف اگر پیچ و تاب دے مجھکو
زبان ملامت دندان یار دھوؤن مدام	جو دام گو ہرِ نایاب آب دے مجھکو
تمہاری چشمِ سخن گو سے گر سوال کرون	تو ایک بات کے سو سو جواب دے مجھکو

وہی مین صرف کرون شیخ کی نصیحت مین
جو شیفتگی اپنی مشیخت مآب دے مجھکو

سوال وصل پہ خاموش کیون ہوا ظالم
جواب گر نہین دیتا جواب دے مجھکو

خیال ہو جو کبھی دید روئے جانان کا
ہزار طعنے مرا ذوقِ خواب دے مجھکو

کرم کو چاہیے تعداد نے سخا کو شمار
جو تجھکو دینا ہو وہ بےحساب دے مجھکو

جواب تم نہین دیتے نہ دو بنی ہر بات
خدا ابھی دہنِ لاجواب دے مجھکو

حساب کا مجھے کیا خوف ای محاسب حشر
تو اپنے فضل سے جب بےحساب دے مجھکو

۱۰۲

کبھی ہوا تھا مین غش ضعف سے وہ کہتے ہین
کہ اتنی دیر کا **عاقل** حساب دے مجھکو

۲۴

دلمین ہو اور آنکھ مین جلوہ عیان نہ ہو
یہ بھی کوئی ادا ہے وہان ہو یہان نہ ہو

جز بیخودیِ شوق کوئی رازدان نہ ہو
خلوت وہ چاہیے ہے کہ تو بھی جہان نہ ہو

گزرا مین حور و خلد سے ظالم نہ کر شہید
دوزخ بھی مجھے قبول ہی تو بدگمان نہ ہو

غیرون کو قتل کرکے وہ کہتے ہین ناز سے
یہ بھی ہے امتحان کہ ترا امتحان نہ ہو

ناصح اب اتنی مجھ مین توانائی آ گئی؟
ابھی کہی کہ بات بھی دل پر گران نہ ہو

شائد تم آکے حال مرا پوچھو اُس گھڑی
جب مجھ مین حال کہنے کی تاب و توان نہ ہو

غربت ہو یا وطن ہو جہان چاہی موت دے
یارب مگر وہان کہ جہان آسمان نہ ہو

بزمِ عدو مین مجھکو بلانا نئی ہے بات
پوشیدہ اس طلب مین کوئی امتحان نہ ہو

ہلکی سی گرد پیچھے ہے اے اہلِ کاروان
تم مین سے دیکھنا یہ کوئی ناتوان نہ ہو

آہون پہ میری بزمِ عدو مین وہ کہتے ہین
یہان کوئی اگر جلے تو جلے پر دھوان نہ ہو

مجھ جیسے ناتوان سے رکھتے ہو کیون غبار
آئینہ پر بھی جسکے نفس کا نشان نہ ہو

پوشیدہ مجھ سے بزمِ عدو مین وہ مہ نہین
اور اُس پہ سعی یہ کہ نظر سے عیان نہو

ہشیار دستِ زجر بڑھاتا ہے محتسب
رندو یہ دستِ بیعتِ پیرِ مغان نہو

امید صبر ہے ابھی فرقت کی شب مگر
بیتاب اتنی اسے اجلِ ناگہان نہو

بجلی اُلجھ کے رہ گئی کانٹون مین بطرح
یارب کہین وہین تو مرا آشیان نہو

چھُٹنے پہ بھی ملال کا جاری ہے سلسلہ
اک جا مقیم گردِ پسِ کاروان نہو

اے لاغری مدد کہ ہین اغیار کھوج بیز
طی ہو وہ راہ یون کہ قدم کا نشان نہو

وہ جائین اور جا نہ سکے جان ضعف سے
مجھ سا بھی یا الٰہی کوئی ناتوان نہو

ای خامشی جلا نہ مجھے اُن کی بزم مین
جُز شمع اور کوئی مرا ہمزبان نہو

کہتے ہین جاتے وقت نیا امتحان ہے
جب جائین ہم کہ آنکھ سے آنسو روان نہو

یون تو بہت سُنی ہین تری لن ترانیان
دیکھین اگر نقاب مین جلوہ نہان نہو

کب تک امید و بیم ہو اب ہم ہین اور غیر
پھر کیا کرین جو تم کو سرِ امتحان نہو

سُنیے گا دل سنبھال کے فرصت ہو جب کبھی
قصہ ہے درد دل کا کوئی داستان نہو

١٠٣
رنگِ سخن سے جسکے کھلے باغ بزم مین
ای ہمنفس یہ عاقلِ رنگین بیان نہو
٥

پردہ کوئی چھپا نہ سکے آفتاب کو
ہم جزوِ حسن سمجھے ہین اُن کی نقاب کو

پہنچا دے آہ وان مری چشمِ پُرآب کو
پائے ثبات زور ہوا ہے سحاب کو

ہم چاہتے ہین ہو نہ کوئی وصل مین مُخل
اچھا ہوا جو اُس نے اُٹھایا نقاب کو

آتش نہ حسن کی ہو خود آرائی کو مُضر
آئینہ سے کہو کہ بڑھائے کچھ آب کو

بسم اللہ سے حلال کیا لقمۂ حرام

١٠٤	دوزخ مین اپنے بھرتے ہین زاہد ثواب کو	١٣

وہ ایذا دوست ہون منظور گرمی مین جو حسرت ہو
پڑے سایہ مرے سر پر تو اک کوہِ مصیبت ہو

مجھے ڈر ہے کہ واعظ وعظ کی ثابت نہ حرمت ہو
غضب ہی وعظ کی ہر لفظ مین مے کی شراکت ہو

ترے دیوانے کو ممکن نہین مجنون سے نسبت ہو
نہ ہو پکھراج شیشہ لاکھ اسکی زرد رنگت ہو

اُسے پھر نیکے مین نقصان سمجھا دون کہ راحت ہو
مرے آگے اگر پھرتی کہین سے اُنکی رغبت ہو

ہمین بوسہ دو یا الزام یا دشنام مالک ہو
مگر وہ دو تمھین جس چیز کی دینے کی قدرت ہو

بچاتے ہین وہ دامانِ نظر کو خون کی چھینٹون سے
تڑپنے پر ہمارے کیا نظر وقت شہادت ہو

ہزارون مردے جی اُٹھے قیامت کی تصور مین
مگر مشقِ خرامِ ناز مین تم بھی قیامت ہو

تو وہ بدخو ہے تجھ سے دور رہتا ہی ترا سایہ
ترے نزدیک کیونکر ای ستمگر تیری عزت ہو

اُسی دانہ سے خرمن ہو اُسی خرمن سے دانہ ہو
یون ہی وحدت سے کثرت ہو یون ہی کثرت سے وحدت ہو

کیا محو آپ کو اتنا کہ تو ہی تو ہوا مین بھی
تعجب ہے کہ پھر تجھکو مرے ملنے سے نفرت ہو

نگاہِ ناز کا صرفہ عبث ہے ایسے لاغر سے
ترے گردِ نظر مین ای ستمگر جس کی تربت ہو

کمر اپنی ہوئی صورت کمان کی ضعفِ پیری سے
کہ خجلت سے گنہ کی نقشۂ نونِ ندامت ہو

١٠٥	یہ سخت اور طبعِ حاسد ہی سبک پھر کسطرح عاقل زمینِ شعر پر نقشِ کفِ پائے طبیعت ہو	٣

وہ آئے دعا سے جو مری چار پہر کو
ناصح مری وحشت کا اثر دیکھ کے لے چل

مہمان رکھون یار کے بدلے مین اثر کو
ہو جائیگا جنگل ابھی جاؤن گا جو گھر کو

بیطرح بڑھا اِس کا تڑپنا شب وعدہ
تسکین تو ہی دے دلِ بیتاب جگر کو

کس سے کہیے ظلم شوق تازہ گوئی ہائے ہائے		بزم عالم مین ہمارا ہمزبان کوئی نہ ہو
ہم بھی سنتے تھے جو تم کہتے تھے عاقل اس سے شب	قطعہ	وصل ہو ایسی جگہ ای جان جہان کوئی نہ ہو
جز خیال لطف وصلت شوق و حسرت کے سوا		وسوسہ بھی دلمین ای جان جہان کوئی نہ ہو
ہیچ سے شرما کے شرم اٹھے یہ ہون بے شرمیان		بے حجابی کے سوا وان درمیان کوئی نہ ہو
آہ ہو لب پر نہ میرے اور نہ غمزہ آپ کا		بدنفس کوئی نہ ہو اور بدگمان کوئی نہ ہو
نامۂ اعمال یہ بھر جائے حال وصل سے		عمر بھر تحریر فرقت کا نشان کوئی نہ ہو
لکھتے لکھتے کاتب اعمال بھی گھبرا اٹھے		ایسی طولانی سلف کی داستان کوئی نہ ہو
سہل ہو اسطرح بطلان محالات حکیم		ہو خلا ہی از زمین تا آسمان کوئی نہ ہو
اسقدر ہو اشتیاق انگیز باتون کا ہجوم		جا خیال غیر کی خاطر وہان کوئی نہ ہو
تم بھی مست ناز ہو افسانہ ہو تا راز وصل		آپ مین مین بھی نہ ہون نارازدان کوئی نہ ہو
سن کے یہ ساری کہانی یاد ہو اسکا جواب		چپ رہو دیکھو پس دیوار یان کوئی نہ ہو

۱۰۷	زید کے کہنے سے مین نے یہ لکھے ہین چند شعر ورنہ عاقل کیون کہون جب قدردان کوئی نہو	۸

سوت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو	غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل	عشق غارت گر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید	مردمک اسمین کہان ہو داغ حسرت ہو تو ہو
کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ ای چشم یار	تیرے ستون کی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو
گر پڑے ہے آگ مین پروانہ سان کرم ضعیف	آدمی سے کیا نہ ہو لیکن محبت ہو تو ہو
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ	پست ہمت یہ نہ ہو ہان پست قامت ہو تو ہو

اب زبان پر بھی نہیں آتا کبھی الفت کا نام
اگلے مکتوبون مین کچھ رسم کتابت ہو تو ہو

حضرتِ واعظ کی باتون مین اثر ہو کس طرح
خانخانان کی میسرانِ کو صحبت ہو تو ہو

۱۰۸	ردیف ہای ہوز	۱۵

اسطرح سے ہے دلمین مرے جائے مدینہ
جسطرح مدینہ کا ہے دل پائے مدینہ

کونین مین ہے کون شناسائے مدینہ
واللہ ہے دنیا مین عجب جائے مدینہ

شاید ہوئی مہمان تمنائے مدینہ
ٹپکتا ہے مرے سر مین جو سودائے مدینہ

کسطرح نہ بے سایہ ہو مولائے مدینہ
سایہ تو بنا ہے شب یلدائے مدینہ

ہین باغ ارم سے اُسے تشبیہ نہ دونگا
ڈرتا ہون کہ آنکھون سے نہ چھپ جائے مدینہ

محفوظ ہین تا نظر بد سے جہان کی
خود گم ہوئے اس واسطے جویائے مدینہ

کرتے ہین اسی واسطے ہم مشق تنہائی
تا دل مین نظر آئے تمنائے مدینہ

جیسا کوئی ہوتا ہے نظر آتا ہے دنیا
کیا آئینہ ہے ساحتِ صحرائے مدینہ

نقشِ قدم شوق سے چلے ساتھ تو کیا دور
مشہور ہے اعجاز مسیحائے مدینہ

اے قیس تمنا تجھے خلوت ہو مبارک
صحرائے تصور مین ہے لیلائے مدینہ

گر سنگ درِ اہلِ مدینہ نظر آئے
سو سجدے کرے ناصیہ فرسائے مدینہ

شادابی ہوئی آتشِ الفت مجھے وانکی
ہین داغِ جگر لالۂ صحرائے مدینہ

اللہ کرے مین رہون تا زیست اسی مین
زندان ہو مرے حق مین تمنائے مدینہ

جی چاہتا ہے نبض کے مانند چلون یان
اک نبض ہے ہر جادۂ صحرائے مدینہ

۱۰۹	حسرت یہ ہے مدینہ کی مرون تو رہون زندہ عاقل ہے مری جان تمنائے مدینہ	۳

سینہ مین یون مرا نہ دل داغدار دیکھ	تیغ نگہ سے قتل کر اور پھر بہار دیکھ
کیا پوچھتا ہے اپنی حیا کی ستمگری	آئینہ مین ذرا نگہ شرمسار دیکھ
ہوگا خوشی سے جامہ ہستی عدو پہ تنگ	ای موجدِ جفا پھر اُدھر ایک بار دیکھ

۱۱۰	ردیف یا	۱۲

یقین ہے گوہرِ مقصود میکش اُس سے پھر برسے	جو پانی ابر نیسان پی کے آئے حوض کوثر سے
ارادہ روکشی کا ہے کسی مژگان کے نشتر سے	کہ باندھی ہے کمر آئینہ نے زنجیرِ جوہر سے
لگے ہیں ہم سہم کھاکر زخم مژگانِ ستمگر سے	ہمارے رنگ نے پروازکی ہر تیر کے پر سے
جلا شوخی سے ٹھنڈا ہوگیا دل عشق دندان سے	بجھایا برق کی آتش کو ہمنے آب گوہر سے
وہان وعدہ ہے آنے کا یہان دم لب پہ آیا ہی	نفس کے تار کو اب باندھ رکھون تار بستر سے
تمنا ے شہادت تیرے ابرو سے بر آئی ہے	درخت آرزو تازہ ہوا ہے آب خنجر سے
دہانِ زخم دل کا دانت ہی تیرے نمکدان پر	اسے کچھ شور دے اپنی خرام رشکِ محشر سے
بنے کیا؟ شیشۂ دل اپنا اُسکی خو سے نازک ہی	اور اُس کافر کی باتین ہین زیادہ سخت پتھر سے
اُسے پھرنے کی کثرت اور اُنھین تھکنے مین مشتاقی	مشابہت ہنر مین ہے مرے پاکو مری سر سے
بنایا کشمکش نے کانِ گوہر وصل مین اُن کو	پسینے کے جو قطرے مین نظر آتے ہین گوہر سے
شعاعِ حسن جانان ہے ادب آموز نظارہ	نظر اُلٹی پھر آتی ہے ہمارے روزنِ در سے

۱۱۱	غزل اک اور پڑھیے اسطرح کی آج ای **عاقل** کہ جس کا مطلع روشن لٹے مہر منور سے	۱۹

زمانہ مین رہی تعلیم خود بینی سکندر سے	رہے گا سلسلہ جاری یہ آئینہ کے جوہر سے

ٹپکتا ہے پسینہ روئے آتشناک دلبر سے
ہوئی کس طرح جوشِ آب جاری جسمِ اخگر سے

انھین فرصت کہان آرایشِ زلفِ معنبر سے
مثالِ عکس نکلین گے نہ وہ آئینہ کے گھر سے

گنہگاری سے دیکھا جوش ہمنے بحرِ رحمت کا
لگا تھا ہمسے کو جو دھبہ وہ پوچھا دامنِ تر سے

نہین زخم اور جیک کا زخم کی ہنگامہ ہی دل پر
کبھی ہے کیا تمھاری تیغِ ابرو آبِ گوہر سے

الٰہی ایک دن بزمِ حسینان مجھ سے ہو روشن
کہ شعلہ شمع کی صورت نکلتا ہے مرے سر سے

نگاہِ لطف کے طالب جو مئے نوشی مین ہوتے ہین
تو ہم کو آنکھ دکھلاتا ہے ساقی چشمِ ساغر سے

شبِ فرقت ہمارے ضعف نے طوفان کیا برپا
تلاطم مین ہے کشتی تن کی موجِ چین بستر سے

جو کشتِ آرزو مین بوؤن مین تخم امید اپنے
وہان برسے اداسی ابرِ رحمت بھی اگر برسے

لفافہ یار کو لکھتا تھا اتنا بدگمان ہون مین
چھپا کر نام لکھا مردمِ چشمِ کبوتر سے

ہوئی ہے قید تقلیدِ صفائے روئے محبوبان
کہ آئینہ بھی ہے پہنے ہوئے زنجیر جوہر سے

کرو گے اسطرح اک دن نگاہِ غیر سے تم بھی
کہ جیسے اشک گرتے ہین ہماری دیدۂ تر سے

ہوا سے آسیا کی طرح یہ رکھتی ہے سرگردان
ہوا کا جی بہاتا ہے مرے پانؤن کے چکر سے

تمھاری کشمکش سے ہمنے وہ لذت اٹھائی ہے
کہ ہے اک رنگ ظاہر چین پیشانی بستر سے

بڑھاؤن گا عدو کو ایک دن ہنگامۂ شہادت کا
زبان مین دام لے کر ای ستمگر تیرے خنجر سے

جو تیری جستجو مین سر اٹھائیگی نہ ہو فرصت
اتر آتی ہے میرے پانؤن مین گردش مرے سر سے

کہان بیٹھون کہ جل جلکر بنا ہون دھوپ مین شعلہ
دھوان بن بن کے اڑ جاتا ہی سایہ میرے سر پر سے

نہ ہو سامانِ ظاہر سے وقارِ ذات دنیا مین
نہین تمثالِ آئینہ کو زینت زلف جوہر سے

١١٢	نہ دے کیون درہمِ داغِ جگر وہ سیمتن عاقل ہمیشہ بے زرون کو فیض ہوتا ہی تونگر سے	١٠

شورشِ غم سے ہوا پھر دل بیجان خالی
رکھدے قاتل مرے پہلو مین نمکدان خالی

جب مین کہتا ہون انھین زلفون مین دل الجھا ہے
ہنس کے دکھلاتے ہین وہ زلفِ پریشان خالی

ناتوانی کے سبب کھوے گئے ہم دمِ قتل
کہ نظر آتا ہے قاتل کو گریبان خالی

لختِ دل سینہ مین یا باغ خزان دیدہ مین
اڑتے پھرتے ہین پرِ بلبلِ نالان خالی

کس نے حسنِ گلِ گلزار اڑایا آکر
عندلیبون سے ہوا آج گلستان خالی

بات وہ کر کہ تجھے نذرِ تمنا کر دون
دلِ بیتاب نہ کر نالۂ و افغان خالی

آنسوون کا تو بہانہ ہے بھرے بیٹھے تھے
تم نے چھیڑا تو ہوی دیدۂ گریان خالی

آبرو عاشقون کی کھو دو نہ تم ہنس ہنس کر
آب سے ہون نہ کہین گوہرِ دندان خالی

اف ری سرجوشیٔ حسرت کہ سوالِ مَی پر
ہنس کے ساقی نے دکھائی مجھے فنجان خالی

١١٣

بھرتے ہین شیشۂ دل کو مئے غم سے ہردم
ہم نہین رہتے ہین ای عاقلِ نادان خالی

١٢

کچھ بھی ثابت نہ ہوا شمع کے جل جانے سے
ہان مگر ربطِ نہان تھا اُسے پروانے سے

ہم تو سمجھے تھے کہ دل گم ہوا یان آنے سے
کھل گیا حال مگر آپ کے شرمانے سے

آنکھ اسکی بھی لڑی کیا کسی مستانے سے
محتسب نکلا پریشان جو میخانے سے

چارہ گر اور سبک کوئی غذا کر تجویز
منھ مرا بھر گیا ہر روز کے غم کھانے سے

مجھ سے چار آنکھ تو کی آپ نے غصہ ہی سہی
کیا ڈرا جاتا ہون مین آنکھ کے دکھلانے سے

مظہرِ قدرتِ حق بت کو نہ سمجھون واعظ
مین بھی کافر ہون کا فر ترے بہکانے سے

جان نثاری کو جو تیار رہا مین شبِ وصل
ہنس کے کہنے لگے مرتے ہو مری آنے سے

تو نے رسوائے خلائق تو کیا تھا ای چشم
دل بھی خالی نہ ہوا اشکون کے بھر آنے سے

جو کہ ہین اہلِ کرم بار ہے دولت اُن پر		ہمین ثابت یہ ہوا شاخ کی جھک جانے سے
مین نہ سمجھا ہون نہ سمجھون گا مگر اے ناصح		تیرا بھی پیٹ بھرا مغز مرا کھانے سے
جو نظر باز ہین وہ دیکھتے ہین در پردہ		شمع فانوس مین چھپتی نہین چھپ جانے سے

۱۱۴	موت حیران سر بستر غم ہے **عاقل** اور رہی شکل مری ہو گئی غم کھانے سے	٥

کرتے ہین خدائی بُت کیا بات بھلا اُن کی		ہین حُسن سے پیارے وہ سُنتا ہی خدا اُن کی
عاشق وہ ہوے تھے یا مرنے لگے ہم اُن پر		انصاف تو کر اے دل کچھ بھی ہے خطا اُن کی
یہ میری بُرائی ہے وہ اُن کی بُرائی ہے		ہے یاد وفا اپنی بھولا ہون جفا اُن کی
کہہ دیجو تو اے ہمدم اُن کو نہ کہین ہو غم		مین جان نہین دیتا کرتی ہے بلا اُن کی

۱۱۵	کہتا ہے کوئی گر ہے **عاقل** کی عجب حالت کہتے ہین تبختر سے شکل ہے شفا اُن کی	۱۳

نہ سُنیے حال تغافل سے تو گلا کیا ہے		مگر سنو تو یہ ہر بار کیا کہا کیا ہے
جو چُپ رہون تو کہین کہیے ماجرا کیا ہے		جو مدعا کہون کہتے ہین مدعا کیا ہے
ستم سے باز وہ آئین نہ مین شکایت سے		وہ سنگدل ہین مین بدخو ہون پھر گلا کیا ہے
وہ آئین گھر پہ مرے اور رقیب کے ہمراہ		الٰہی خیر ہو یہ آج ماجرا کیا ہے
جو بعد قتل لگا رونے اپنے کشتہ کو ؛		جواب دے دہنِ زخمِ پُر جفا کیا ہے
تمام ہو گئی فرقت کی یاد مین شبِ وصل		ہر اک گھڑی یہی کہتے تھے وہ بجا کیا ہے
جفائین ۔ ہجر ۔ توقف ۔ بوصل ۔ سب کچھ ہے		یہ اضطرار مگر دل کو اے خدا کیا ہے
نہ اور کچھ سہی وہ گالیان تو دے دین گے		چلو بھی حضرتِ دل آپ کا گیا کیا ہے

گلہ جو بےخبری کا کروں تو کہتے ہیں	قطعہ	خبر نہیں کہ تمھیں آج کل ہوا کیا ہے
جو کہیے اُن سے دہن آپ کا نہیں معلوم		سخن ہے گو مگو اس جا معاملہ کیا ہے
تو کہتے ہیں کہ تمھاری نکالتے ہم آنکھ		پر آپ اندھے ہیں پھر آپسے گلا کیا ہے
جو بدزبانی کا شکوہ ہو پھر تو کہتے ہیں		دہن تو رکھتے نہیں پھر بھلا کہا کیا ہے

١١٦	اگرچہ بندۂ عاصی ہوں میں مگر عاقل علیؑ کا بندہ ہوں پھر خوف حشر کا کیا ہے	٥

دشمنوں کا سر سے جھگڑا اے ستمگار کاٹیے		دست و بازو تمیں کے دو چار کاٹیے
خط لکھا میں نے مرے ہاتھ ای ستمگر کاٹیے		کیا خطا اُسکی نہ بازو سے کبوتر کاٹیے
کہتے ہیں قاصد کہ کل آئے گا وہ صبح امید		دلمیں ہم یہ سوچتے ہیں رات کیونکر کاٹیے
دل میں کٹ جائیں گے دشمن مجھسے ہنسیئے تو سہی		آج باتوں سے اُنھیں بے تیغ و خنجر کاٹیے

١١٧	ہم چرخ تیری ہاتھ سے کب مطمئن پھرے مٹی ہوا جہان کی پر اپنے نہ دن پھرے	٦

غیروں سے آج ہے مشغول نظارا کوئی		دیکھیں اس سمت بھی ہوتا ہے اشارا کوئی
دشمنوں کی تو شکایت کے مرے اُٹھتے پر		دوست ملتا ہی نہیں ہائے ہمارا کوئی
نہیں معلوم کہ وہ پردہ نشین تھا کہ نہیں		آج چلمن میں سے کرتا تھا نظارا کوئی
دل کا ناسور نہیں قابل مرہم جراح		نہیں کرسکتا ہے اس زخم کا چارا کوئی
انھیں باتوں پہ تو عشاق پسے جاتی ہیں		کہنا پھر چاہنے والا ہے ہمارا کوئی

١١٨	ہنس کے یہ کہتے ہیں بس نام کے عاقل ہو بےخودی سے جو نہ سمجھا میں اشارا کوئی	٢٧

تیرہ روزی سے نظر آتے ہین جلوی نور کے
ہین سیاہی سے بصارت بخش پتھر طور کے

بعد مردن یہ اثر ہین عشق خال حور کے
مشک نافے بن گئے ذرے ہماری گور کے

آنکھ سے عالم کی پوشیدہ ہین اور عالم مین ہین
ظاہرا ہم ناتوان مردم ہین چشم مور کے

خاک ہو کر آئے ہم دنیا سے اور لائے نہ خاک
خاک سے بھرتے ہین ہم گویا دہن کو گور کے

موج نور کوکب دندان کا یہ پرتو نہین
یہ پہنے ہین نازک کلائی مین دو کچھے نور کے

تیشہ سے فرہاد کیون مرتا اٹھاتا بار عشق
تھی وہ شیرین کی نزاکت بھیس مین مزدور کے

ضعف مین جاتے تو حد خاکساری تک پہین
سد رہ ذرے غبار کاروان مور کے

ہو قیامت گر لب دریا چلین وہ چند گام
ہر زبان موج پر پیدا ہون نالے صور کے

بے نقاب اپنے گر جب وہ ہوئے خانہ نشین
ہم بھی کیا موج خرام ناز تھے اس حور کے

دیکھتے ہین آپ مین ساری خدائی کی بہار
اہل بینش خاک مین سمجھے ہین جلوے نور کے

چشم پروانہ نہین جوہر نظارہ کے لیے
استخوان شمع گردستہ مین ہون ساطور کے

شیخ کو کیون بار تقوی سے تپ نخوت نہ ہو
تن مین بڑھتی ہے حرارت بوجھ سے مزدور کے

دخت رز ہے عقد ہم مے پرستون کو حلال
رند کب پابند ہین واعظ کسی دستور کے

یہ تجلی کوکب دندان کی اڑ اڑ کر گری
پڑ گئے چہرے پہ اُنکے چند برستے نور کے

دفن ہوتے ہی ہمارے بند لب اُسکے ہوئے
کیا ہمین تھے نقد شیرین دہان گور کے

وادی ایمن مین آیا جب وہ بحر حسن وناز
بہ گئے بنکر حباب نور شعلے طور کے

موت کی صورت نظر آتی ہے عیسی کو یہان
آئینہ ہین نزع مین طور آپ کے رنجور کے

ضعف مین دیتی ہے مجکو زندگانی لطف خضر
میری ہی آواز پا مجھکو مین نالے صور کے

کیا تمہین دیکھین کہ حاجب ہے نظر کو عکس حسن
شہ نشین مین آپنے ڈالے ہین پردے نور کے

زخمی تیغِ نگاہِ ناز ہین جسم ناتوان
زخم ٹانکے جائین تارون سے نگاہِ حور کے

فرد کو میرے گناہون کی نہ کاٹو یک قلم
کچھ نشان کر دیجیے منظور و نامنظور کے

واہ دورِ چرخ میرا گوشت کھانے کے لیے
استخوان میرے بنے دندانِ دہان گور کے

ہو نہ وصفِ ذات حاصل نام کی تجنیس سے
زخم کے انگور کب دانے بنین انگور کے

خون بسودائی گیسو فصد کا ہے خواستگار
ہین رگین جوہر نہین ہین یہ تری ساطور کے

قطعہ

مین نے لکھا تھا کہ دوری مجھکو کرتی ہی ہلاک
رحم اب تو چاہیے کچھ حالِ مہجور کے

دیکھنا شوخی لکھا دوری مین ہو کیونکر وصال
حرف تک مل کر لکھے جاتے نہین جب دور کے

۱۱۹ — شوقِ پابوسی مین کیون عاقل بنے نقشِ قدم
پائے نخوت تو فلک پہ ہین بتِ مغرور کے — ۲۲

غیرونکی وہان آمد و شد پیش نظر ہے
کیا آنکھ مری خانۂ دلدار کا در ہے

پھرتا فلکِ پیر جو یون آٹھ پہر ہے
کیا یہ بھی کسی عاشقِ آوارہ کا سر ہے

وان تیر کمان مین ہی یہان پیش جگر ہے
وان ہاتھ مین تلوار ہی یہان سینہ سپر ہے

گر خاک ہو پتھر بھی تو وہ نورِ بصر ہے
سرمہ کی جگہ آنکھ مین ای اہلِ نظر ہے

گو ٹھیر گیا ملکِ عدم اپنا سفر ہے
یہ ٹھیر مین تیرے یہ سفر شکلِ سقر ہے

برساتے ہین سب طفل مرے جسم پہ پتھر
یہ باغ مین الفت کے ثمردار شجر ہے

کس دل سے اسی چھوڑ دون مین کسکا جگر لاؤن
برسون ہوے ناصح کہ نہ دل ہی نہ جگر ہے

ظالم کو نہین حاجتِ اسبابِ ستم کچھ
محتاج فسان کی نہین شمشیرِ نظر ہے

رندون نے اسی ضد سی توڑی آپ پہ ڈالی
پھر کہیئے گا واعظ مرا دامن نہین تر ہے

دولت کیلیے حد ہی فقیری ہی وہ دولت
درویش جہان بیٹھ گیا بس وہی گھر ہے

ای کاش نہ دل پر ہو ہجوم غم و حسرت
کہتے ہین کہ بیکس کی دعاؤن مین اثر ہے

دل جل گیا کثرت جو ہوئی اہل جہان کی
جنت کو سمجھتا ہون کہ یہ یار کا گھر ہے

آتا ہے تو آ جلد تو اسی شب کہین ای مرگ
اُس شوخ کے آنے کی سحر گرم خبر ہے

مشتاق شہادت کو یہ ہے جوہر خنجر
زلف اُس کی لٹک کر جو گئی تا بہ کمر ہے

کس طرح بنے اُن سے کہون زلف کو گر شام
کہتے ہین وہ رخ اپنا دکھا کر کہ سحر ہے

کہتا ہے کہ ہے حُسنِ بتان قدرتِ اللہ
یہ شیخ ریائی نہ ادھر ہے نہ اُدھر ہے

مین ہجر کا خوگر ہون مجھے وصل مین کیا چین
سچ پوچھیے تو آپ کے ملنے مین ضرر ہے

گہہ آپ کا دھیان اور کبھی غیرون کا تصور
ویران نہین رہنے کا کہ دل آپ کا گھر ہے

ہے گرئی نظارہ سے حسرت مری افزون
جو قطرہ پسینہ کا ہے اک دیدۂ تر ہے

تجھ سے ہی نہ مین طرز دعا سیکھتا ظالم
کیا جانتا تھا مین تری باتون مین اثر ہے

کب دیکھ سکین اہلِ جہان پختہ سرون کو
سر سبز وہی ہے کہ جو کچھ خام ثمر ہے

۱۴۰ — میخانہ مین آج آؤ بھی ای حضرتِ عاقل
کل کون جیے کون مرے کس کو خبر ہے — ۱۲

غیر سے ہوگی رقابت کی لڑائی آپکی
رنگ لائے گی کبھی یہ خود نمائی آپکی

انکو ہے بارِ نظر فرطِ نزاکت سی گران
کیا اُٹھائے بوجھ پہنچی کا کلائی آپ کی

ہو گئی تنگئی مرقد وسعتِ صحنِ جنان
بعد مردن جب مجھے صورت دکھائی آپکی

کان کے پردہ سے اُٹھا لطفِ گفتگو
خوب جھنکر کان مین آواز آئی آپ کی

مثل انگشتِ زلیخا ہو دل یوسف کا خون
دیکھ لے گر وہ سر انگشت حنائی آپکی

تم اگر مجھکو نکالوگے تو جاؤن گا کہان
جانتا ہون مین کہ ہے ساری خدائی آپکی

خوف ہی آگے نہ بڑھ جائے یہ تم کو چھوڑ کر
دم بدم بڑھتی ہے عارض کی صفائی آپکی

جامۂ تن میں مرے آئی وہ مثلِ بوئے گل
حب محبت غیر نے دل سے اٹھائی آپ کی

ہے گرانی آرزو کی زیست پہ چشمِ فراق
ہڈیاں سرمہ ہوئیں جب یاد آئی آپکی

تنگ ظرفی سے ملی اسکو ذرا دل میں نہ جائے
بوالہوس نے اسقدر الفت گھٹائی آپکی

عکس کو میرے کیا ہے آئینہ صورتِ وصل
ہوگئی دلّالہ رنگت کی صفائی آپ کی

121 کیوں کہا ان سے کہ تم کو چاہتے ہیں اور بھی
اپنے حق میں آپ لے عاقل برائی آپ کی 27

کیا رہنمائی ہو خضرِ احتمال سے
رستہ تمہارا بلند ہے میرے خیال سے

آشنا ہے عشق چشمِ بتِ رمہ جمال سے
منت بھی مانتا ہوں تو روحِ غزال سے

ہے مجھکو شوق سروِ قدِ مہ جمال سے
چلتا ہوں بھڑ کے مثلِ صبا ہر نہال سے

اسکو مٹاؤں مل کے دہن اپنا گال سے
لوں اسطرح نظر کے لیے جائے خال سے

سایہ کی طرح مہر وشوں کی جمال سے
ہم روز گھٹتے بڑھتے ہیں انکے خیال سے

ہے مانعِ وصال مری خستگی انھیں
فرصت ملے جو ظلم و جفا کے خیال سے

ہوں لاکھ پیچ و تاب پہ ہوتا نہیں فروغ
ابروے موج کو نہیں نسبت ہلال سے

تیرے کمین کے خوف سے صیاد وقتِ رم
ہرگز جدا ہو نقش نہ پائے غزال سے

صیاد ہم غزال اسیرِ کمند ہیں
الجھے رہینگے تا دمِ مردن خیال سے

جھک کر ملا کسی سے نہ وہ سرو نازنیں
جی میں ہی لیکے دوں خمِ قامت ہلال سے

یہ مجھ سیاہ بخت کے اختر کا عکس ہے
ثابت ہوا ترے لبِ نازک کے خال سے

ہے عشق شعلہ خو کہ نکلتی ہے دل سے آہ
تمثیل ایک یہ بھی ہے مدلول و دال سے

اُس سے بناؤں گا تری صورت کا ایک بُت
لیتا ہوں تیری گرد نظر اس خیال سے

یہ بھی ہے میرے طالعِ برگشتہ کی شبیہ
ثابت ہوا یہ گردشِ چرخِ کلال سے

آنکھیں ہیں شرم جلوۂ جاناں سے آب آب
آنسو نہیں نظارۂ مہرِ جمال سے

بیٹھینگے ہم بھی دائرۂ غم میں نقطہ وار
بنوائیں گے مکان غبارِ ملال سے

دنیا میں ہوں کبھی ۔ عالمِ آباد میں کبھی
تنگ آگیا ہوں وسعتِ دشتِ خیال سے

ہو کشتۂ فراق کے مرقد پہ اُسکی شمع
کافور ہاتھ آئے جو صبحِ وصال سے

عکسِ شفق ہے آئینۂ آفتاب میں
چہرہ تمہارا سرخ نہیں ہی جلال سے

دیکھا تو اوج مند کے طالع میں کچھ نہیں
ہیں محو حرف لوحِ جبینِ ہلال سے

دردِ سرِ خمار کی اجرت ہوئی ہمیں
منہ کس طرح سے پھیر لے اکلِ حلال سے

دیوانہ ہوں مجھے ہے پراگندگی پسند
قائم مرے حواس ہوئی اختلال سے

کیا ناشتا مرے سی غذائی الم کا ہو
دندان اگر ملیں مجھے سینِ سوال سے

تارِ نگاہِ چشمِ تصور سے دو شال
دیکھو کبھی جو مجھکو نگاہِ خیال سے

ہی ضعف گر یہی تو نہ اُٹھے گا بارِ عشق
قد جھک گیا زیادہ ندامت کی دال سے

شغفِ سخن کو چشم ہے تشریف داد کی
بہتر کہاں ملے گا مخاطب جلال سے

۱۲۲	دنیا کے مکر و کید سے عاقل کو کیا غرض کب مختلط ہو مردِ جوان پیرِ زال سے	۱۶

خوشی سے آپ کی ہمنے جو کچھ اشعار خوانی کی
جہان میں ہو گئی شہرت ہماری خوش بیانی کی

عجب کیا ہوں میں شادی مرگ تونے مہربانی کی
اجل بن تیرے تو مر مرکے میں نے زندگانی کی

کھینچی تصویر تو خوب اُس گُل باغِ جوانی کی
یہ قابل کھینچنے کے تھی اُس گھڑی تصویر بانی کی

اگرچہ بڑھ گئی ہے حد سے طاقت ناتوانی کی
مگر ہم مین بڑی قوت ہے باقی سخت جانی کی

کوئی پیرون کے دل سے پوچھے کیا دل پر گزرتی ہی
جو باتین یاد آتی ہین ضعیفی مین جوانی کی

جہان کی جتنی تکلیفین ہین وہی عین راحت ہین
کہ رہتی ہے تمنا نزع مین بھی زندگانی کی

ہمارے حال کو دیکھو نہ تم کیون ہم نہ کہتے تھے
دلیل اب تو ملی صاحب ہماری لن ترانی کی

می و معشوق و نغمہ چھوٹ جائین گے ضعیفی مین
خفا ہوتے ہو کیون واعظ یہ باتین ہین جوانی کی

تمنائے وصال ممتنع مین جان دی ہم نے
تمھارا ہجر حسرت ہے ہماری زندگانی کی

کہا مین نے کہ قصہ میرے دل کا بھی فسانہ ہی
تو بولے تم نے کی ہے نوکری افسانہ خوانی کی

یمن رخ ہے دہن ہی کان لب یاقوت ہین تکسی
یہ بادہ ریزیان ساری ہین اس نجم یمانی کی

مرے دل کو ملایا خاک مین تلوون سے مل مل کر
ادا اسیر کہتے ہین ہنسکر کہ کیون کیا قدردانی کی

جو سچ پوچھو تو زلفون کے تمہاری سر پہ احسان ہین
کہ گنج حسن کی ان افعیون نے پاسبانی کی

گرین کب رازداری نرم دل آتش مزاجونکی
صدا دیتی ہے گر ڈالو توے پر بوند پانی کی

ہماری آرزوؤنکی ہمسین بھی داد مل جائے
کہ اک شہرت ہی عالم مین تمہاری قدردانی کی

۱۲۳	عبث روتے ہو اُس ناقدر کے آگے تم اے غافل جو گوہر سنج ہو وہ قدر جانے دُرفشانی کی ؛	۱۹

غزل پڑھنے مین ہین داؤد پگھلے قلب دشمن بھی
ہمارے زمزمون سے موم ہو جاتا ہی آہن بھی

مرے اس بیکسی سے ہم کہ سب آئی ہین دشمن بھی
جنازہ پر ہمارے آئیگا اب تو وہ پُرفن بھی

گریبان کا نہین اب تار تار جنگل کو جاتے ہین
کرینگے پُرزے پُرزے آج ہم صحرا کا دامن بھی

جلایا دل کو میرے فصل گل مین آتش گل نے
وہ آہین کین کہ گلشن بھی پھنکا اپنا نشیمن بھی

ہمارا دل ہوا آدھا کہ اُسنے قہر سے دیکھا
غضب ہی ہمدمو تیغ نگاہ چشم پُرفن بھی

الہی تو بھی پیارا بت بھی پیارا پھر سنون کسکی
ادھر کچھ شیخ کہتا ہے اور اس جانب برہمن بھی

لب جان بخش سے کشتہ اگر مجھکو کیا تمنے
کفن سینے کو میرے چاہیے عیسیٰ کی سوزن بھی

عبث در پے ہوے ہو جان من ائین سی کیا لوگ
ہے وقف صد الم دل بھی جگر بھی جان بھی تن بھی

وہ کہتے ہین کہ ڈرتے ہو تو کیون ملنے کی خواہش کی
کبھی خط مین اگر لکھتا ہون انکو مشفق من بھی

تم ابھی تیغ ابرو سے کرو دو حصہ دل میرا
مژہ بھی مانگتے ہین مردمان چشم پر فن بھی

بسی تھی خار و خس مین باغ کی جو بوئے گل ہمدم
کیا برباد ہم نے اشتیاک سے اپنا نشیمن بھی

دشون قتل کی آتش بھی سر سے اٹھے شعلے
اگر آب دم شمشیر پہنچے تا بہ گردن بھی

خدا جانے تمہاری کس ادا پر جان دیتے ہین
تمھین سمجھو کہ ہے معشوق یون تو ہر پریوش بھی

مرا دل ہوگیا خون تو عبث تم ناز کرتے ہو
لبون سے ہین تمہارے خون دل لعل و یاقوت معدن بھی

عطا کی لاغری نے بے نیازی خواب سے مجھکو
کسی نے آج تک دیکھی ہی غافل چشم سوزن بھی

مجھے دیکھا تو کہتا ہے کہ کس پر جان دیتے ہو
کہون کیا دوست ظالم بھی ہے وہ اور پرفن بھی

الہی کس طرح طے ہوگی راہ منزل الفت
تقاضا شوق بے اندیشہ کبھی ہی خوف رہزن بھی

تمہارے حسن کی حیرت نے یہ نقشہ بنایا ہم
کہ پتھرائی ہوئی آنکھین ہین دیوار و نگر روزن بھی

۱۲۴	کسی کی چشم کو گر دیکھنا منظور ہو عاقل جلاؤ گھر مین کاجل کو گل نرگس کا روغن بھی	۵

واعظ کے پاس جا بیٹھنگے ہم مے پیے ہوے
مدت ہوئی ہے توبہ سی توبہ کیے ہوے

مشق خرام گور غریبان مین کیا ضرور
محشر بپا کرینگے یہ مردے جیے ہوئے

خاموش کیون ہین شہر خموشان کی ساکنین
گویا دہن ہین تار نفس سے سیئے ہوئے

ناآزمودہ کار ہے حسن انکی ہے غضب
شرمائے پھرتے ہین وہ میرا دل لیے ہوئے

یہ دیدنی ہے میکدہ مین جوشش بیخودی		آئے ہین آج حضرت واعظ پئے ہوئے
لب شیرین پہ ہے دشنام کی لذت دہ چند	متفرق	بے مزہ ہوتے ہین جب زد تو مزہ ملتا ہے
اٹھنے دیا نہ ہاتھ نزاکت نے ہی ستم	دیگر	ہم سر جھکا کے رہ گئے قاتل کے سامنے

۱۲۵	ہر نفس اک زندگی ہر زندگی عمر جہان ہجر کی شب تا سحر لاکھون ہی محشر ہو گئے	۲۲

تن سے گر جان نہ نکلی شب فرقت میری	تو قیامت مین بھی ہوگی نہ قیامت میری
دل مرا پاس تو رکھ اپنے امانت میری	اور ترے پاس سے گم ہو تو ضمانت میری
متغیر ہے ہر اک وقت جو حالت میری	تو کسی شکل سے کھنچتی نہین صورت میری
ناز ہوتا ہے انھین دیکھ کے حالت میری	مجکو آئینہ بنا دیتی ہے حیرت میری
مین نہ پہنچا تھا کہ ہونے لگی غیبت میری	وان مرے جانے سے پہلے گئی عزت میری
گلشن یاس مین ہر وہ ہی لطافت میری	موج بوئے گل حسرت ہی طبیعت میری
گھر مین بیٹھا ہون پہ سر آٹھ پہر پھرتا ہے	کیا وطن کو بھی پسند آگئی غربت میری
زیست مین مجکو زمانہ کے مزے حاصل ہین	ہے جہان آرزوون کا شب فرقت میری
شور کے خوف سے جنت مین مجھے بھیج دیا	اک قیامت ہے قیامت مین قیامت میری
کسی صورت سے تو بک جاؤن مین اس طفل کے ہاتھ	کھینچ دو کاغذ بادی ہی یہ صورت میری
نقش پا دیکھ لیا ہے کسی ہرجائی کا	کہ گری پڑتی ہے ہر وقت طبیعت میری
ہے کدورت سے درخانۂ دل پر تیغا	کس طرح نکلے گی یا رب کوئی حسرت میری
ہی مگر بھول بھلیان کا حساب اس کو مین	کہ وہان جاتے ہی گم ہو گئی طاقت میری
میری بیماری نے سیکھے ہین تمھاری انداز	میرے ہی دل کو جلاتی ہی حرارت میری

خاک مین سامنے غیرون کے ملاؤ گے کسے
کچھ نہین آپکے نزدیک ہے عزت میری

سمجھین کیا عمر طبیعی کو یہ اطفالِ سرشک
طوق منت نہ بنی گردش قسمت میری

شیفتہ ہے یہ تصورِ یہ تمہاری شاید
میرے سر سے جو نہین ٹلتی مصیبت میری

وصل مین شکوہ سے نادم وہ ہین لیکن یارب
عرق شرم مین گل ہوگی کدورت میری

انکی عادت نے کیا غیر کو دشمن اُن کا
رشک سے سُن نہین سکتا وہ شکایت میری

جسقدر تجھ سے ہو کھا جان مری صبح تلک
آج مہمان ہے تو اے شب فرقت میری

یہ ڈرایا ہے سیاہیٔ شب ہجران نے
وصل مین دل سے نکلتی نہین حسرت میری

١٢٦	قیس و فرہاد کا تھا رنج جنھین ای عاقل آ گیا صبر انھین دیکھ کے حالت میری	٣

اُس انجمن مین رہتا جو ہر بے وفا رہے
جو وان سے اُٹھ گیا وہ مرا اعتبار رہے

یارب کوئی ستم کی نہ حسرت ہوئی ہو خاک
میری طرف سے یار کے دلمین غبار رہے

تسکینِ اضطراب کرے کون اے خدا
پہلو مین ایک دل ہے سو خود بیقرار ہے

١٢٧	دھڑکا یہان تو یہ کہ گناہون کی حد نہین بخشش کو ناز وہان کہ کرم بے شمار ہے	٨

یعنی نہین جیین تو غفلت کا ستم اور سہی
ہم یہ سمجھین گے کہ افزائشِ غم اور سہی

تم نہ آؤ گے تو کیا جان نہ جائے گی مری
آمد و رفت نفس کی کوئی دم اور سہی

کہتے ہین ظلم کے بعد آہ کرو گے تو کیا
لشکر جور و جفا مین یہ علم اور سہی

تجھ تک کے ملنے سے تمھاری مجھے خوف آتا ہے
گو یہ خم اور سہی تیغ کا خم اور سہی

اصل مین جلوہ یہ کس کا ہے تو ہی کہہ واعظ
تیرا رب اور سہی میرا صنم اور سہی

وعدہ وصل کی تکرار پہ کہتے ہین کہ جھوٹ / انھین عہدون مین ترے سر کی قسم اور سہی
جشن جمشید میسر ہے کہ دل رکھتے ہین / جام یہ اور سہی ساغر جم اور سہی

۱۲۸ خوب ہے تم مین جفا کی نہ رہے گی عادت
میرے بدلے بھی رقیبون پہ کرم اور سہی ۴

امرت نہین تو زہر ہی ای مہربان سہی / بوسہ اگر نہین تو نہین گالیان سہی
گر غیر ہے وہان تو جہنم نہین قبول / تیرا مکان رشک ریاض جنان سہی
پوشیدہ مہربانی کو کیونکر چھپا سکین / ای جان اگرچہ غیر ترا رازدان سہی

۱۲۹ گل کیا ہے داغ کی کثرت نے ای گلرو مجھے / کیا عجب اپنے گلے کا ہار کرلے تو مجھے ۱۰
گرد مین کیا کیا یہ لوٹا ہے ای مہرو مجھے / دل بھی سمجھا ہے تمہاری بات کا پہلو مجھے
مثل گل رکھے جو اپنے پیرہن مین تو مجھے / اپنا مسکن چھوڑنا لازم ہو مثل بو مجھے
کام آئے کیا یہ بیچی مین دل کی پیچ و تاب / لوگ کہتے ہین تمہارے سایہ کا گیسو مجھے
بزم مین اغیار سے ہر دم چھپاتے ہو جو تم / کیا تصور کرتے ہو اپنی جفا کی جو مجھے
زاہدا مین بھی ہون شب بیدار ہجر یار مین / نیند آتی ہی نہین اب تو کسی پہلو مجھے
بزم مین گر اختلاط غیر سے ہون بدمزاج / الٹا قائل کرتا ہے کہہ کر وہ بدخو مجھے
عشق کی رونق کا باعث جانو وہ بھی تو نہین / کاش کے سمجھو گل رخسار ہی کی بو مجھے
کیا کشش ہے عشق کی آئینہ بن جاتا ہون مین / جب نظر آتی ہے کوئی صورت نیکو مجھے

۱۳۰ گر شب فرقت مین ضعف ایسا ہی ہے تو بزم مین
نیند اڑانے آئیگی ساتھ اپنے ای مہرو مجھے ۷

وصل کی شب ہاتھا پائی ہوگی / باتون باتون مین لڑائی ہوگئی

آہ کرنے مین بُرائی ہو گئی　　مُنھ سے نکلی اور پرائی ہو گئی

آشنائی تیری اے نا آشنا　　اپنے سے نا آشنائی ہو گئی

آتش و سیماب کا عالم ہوا　　وصل ہوتے ہی جدائی ہو گئی

سارے عالم سے ہوے نا آشنا　　جب سے تم سے آشنائی ہو گئی

تنگیئے دل سے ترے حیران ہو ہمین　　ظلم کی کیونکر سمائی ہو گئی

۱۴۱	حضرتِ عاقل سے ہم بھی مِل لیے آج صورت آشنائی ہو گئی	۹

مثالِ تارِ نظر اپنے ہم مکان سے چلے　　ہٹایا پانون نہ وہان سے کبھی جہان سے چلے

رہِ تلاش تو ہے اِک نفس مین طے ائے خضر　　یہ کام وہ نہین جو عمرِ جاودان سے چلے

چمن سے جان بچاکر نکل گئے گلچین　　جو مثلِ برق تڑپ کر ہم آشیان سے چلے

عدو کے گھر مین بھی رونق تھی میرے جینے سے　　چلا جہان سے جب مین تو وہ وہان سے چلے

مثالِ شمع مرے دن کیون نہ غم سے گھل گھلکر　　جو سوزِ عشق مرے مغزِ استخوان سے چلے

ادب نے بے خبری کے طریقے سکھائے　　رہِ تلاش مین آگے جو لامکان سے چلے

پرائے ہاتھ پڑے خاک کرکے ہم تن کو　　کہ جس جگہ سے بگولا اُٹھا وہان سے چلے

لیا ہے دل تو مرا اور دلبری اُس سے　　چُراکے آنکھ وہ کل میرے رازدان سے چلے

۱۴۲	ہوئی جہان مین شہرت کلام سے عاقل کہ نورِ شمع کی مانند ہم زبان سے چلے	۴

دل کہان ہے کہ جو باقی رہے ارمان کوئی　　رہ گیا ہو نہ ترے تیر کا پیکان کوئی

نکلے خاکِ شہدا کی بھی الٰہی حسرت　　آئے مقتل مین سنبھالے ہوے دامان کوئی

بے گناہی سے خجل ہون گا مین کیسا یارب — حشر مین ہوگا اگر سر بہ گریبان کوئی

۱۳۳

دل کو تڑپاؤ نہ اتنا بھی شبِ وصل مین تم
کہین گھبرا کے نکل جائے نہ ارمان کوئی

۵

منع کرتے ہین وہ وفا کے لیے — کیا بہانہ ملا جفا کے لیئے
آشنائی ہے آشنا کے لیے — بُتوں سے ملتے ہین ہم خدا کے لیے
سب ستم کیون ہین ابتدا کیلیے — کچھ اُٹھا رکھیے انتہا کے لیئے
دیکھنا اُس نگہ کی سفاکی — ق — دل لگا ہین بچا بچا کے لیئے

۱۳۴

اُس پہ چوری کا جب لگا الزام
سرِ محفل جتا جتا کے لیے

۱۲

یارب نکال چاہِ زنخدان کی چاہ سے — یوسف کو جس طرح نہ نکالا تھا چاہ سے
کیا ڈر گیا ہے وہ مرے بخت سیاہ سے — قاصد جو اُلٹے پاؤن پھر آیا ہی راہ سے
انکار وصل کرتے ہو چشم سیاہ سے — تم کاٹتے ہو بات کو تیغِ نگاہ سے
اک میرا حال دیکھیے چشم سیاہ سے — اک اپنا حال دیکھیے میری نگاہ سے
شائد کہ نکلے کام مرا دودِ آہ سے — کچھ یہ بھی کم نہین مرے بختِ سیاہ سے
عالم سیاہ آنکھون مین ہے دودِ آہ سی — کچھ یہ بھی کم نہین مرے بختِ سیاہ سے
آواز نالہ سُنکے چمکتے ہین گھر مین آپ — سہے حسن آپ کا نمکین شورِ آہ سے
وقتِ وداع کہتے ہین گھبراؤ کس لیے — گر سچ ہے جذبِ دل تو پھر آئینگے راہ سے
آنکھون مین گھر کیا تو رُلاؤ نہ اسقدر — گر جاؤ تم کہین نہ ہماری نگاہ سے
ہنس کر کہا کہ اتنی بناوٹ سے فائدہ — جس دم گیا مین سامنے حال تباہ سے

اذنِ فغان سے حسن تراہوگا بےنمک   عالم سے شور اُٹھے گا مری شورِ آہ سے

۱۳۵

عاقل ادب ہے مانعِ نظارۂ جمال
اُلٹی مری نگاہ پھر آتی ہے راہ سے

۵

چارہ وحشت کا مری آہ کہاں ہوتا ہے   تیری باتون سے تو ناصح خفقان ہوتا ہے
ضعف سے میری زبان کا ہے اُلٹنا دشوار   کہ وہی پردۂ رخسار بیان ہوتا ہے
کیا ڈھٹائی ہے لڑے غیر سے اک بوسہ پر   اور پھر سامنے میرے وہ بیان ہوتا ہے
پردہ داری ہے غضب پلکین جھپک جاتی ہین   آپ کا نور بھی آنکھون سے نہان ہوتا ہے

۱۳۶

رنگ بےڈھب ہے خدا خیر کرے ای عاقل
[illegible] کچھ کل سے زیادہ خفقان ہوتا ہے

۷

خاموش ہین کچھ وصل کا انکار نہین ہے   یان شوق کو کچھ حاجتِ اقرار نہین ہے
گو رحم کے قابل یہ گنہگار نہین ہے   پر عدل کی تاب ای مرے غفار نہین ہے
غیرون پہ مگر لطف سے تم صرف کروگے   یہ صرفہ نگاہون کا بھی بیکار نہین ہے
دل لے کے نہ میرے دلِ آوارہ کو پوچھا   دلبر ہے وہ خودکام پہ دلدار نہین ہے
ہین خار مژہ زینتِ گلزارِ رخِ یار و تو   دیکھو چمنستان کوئی بےخار نہین ہے
دہان پرسشِ پنہان کے لیے چشم سخنگو   یان ضعف سے ہلتا لبِ اظہار نہین ہے

۱۳۷

پہلے بھی برا حال تھا اور اب تو زیادہ
عاقل تمھین کچھ عشق سزاوار نہین ہے

۱۹

دیوانہ چاہ شہر کے انداز سے جانے والے   چپ نہ بیٹھین گے ترے ناز اُٹھانیوالے
رکھتے رنگین زبان کیا ہین زمانے والے   پاک دامن کو بھی ہین داغ لگانیوالے

غیر کے نام پہ ہوتا ہے خفا کیا کہنا	کیون بگڑتا ہے تو او بات بنانے والے
بے وفا کہہ کے لگاتے ہین وہ ٹھوکر سر قبر	نام کی طرح نشان بھی ہین مٹانے والے
ہائے کیا دن تھے کہ دل دیکے نہ پچھتاتی تھے	یاد آتے ہین ہمین اگلے زمانے والے
مژدہ اے وعدۂ فردا کہ قیامت ہے بپا	سُنتے ہین پانوءین مہندی ہین لگانے والے
قبر مین بھی نہ دیا چین شب فرقت نے	کہ نکیرین بھی آئے تو ڈرانے والے
در و دیوار گرا دے مدد اے جوشش اشک	کہ وہ ہمسائے مین مہمان ہین آنے والے
دل گیا صبر گیا شرم کر اے جان حزین	دیکھ اس طرح چلے جاتے ہین جانے والے
بزم اغیار مین کیونکر نہ کرون ضبط سرشک	کہ یہان بیٹھے ہین طوفان اُٹھانے والے
وعدہ آپہنچا قیامت ہوئی پر تم ہی نہ آئے	دیکھو اس طرح چلے آتے ہین آنے والے
ان کو بھی خود نہ رہی اپنی جفا کی برداشت	کیا سبکدوش ہوئے ناز اُٹھانے والے
ہوگیا جسم فنا میرا گرانجانی سے زہ	ہین سبکدوش جنازہ کے اُٹھانے والے
ضعف یہ اور یہ برداشت خدا کی قدرت	ناز کرتے ہین ترے ناز اُٹھانے والے
وحشت غربت مین صدا دیتی ہی ہمت ہم کو	ہٹ نہ پیچھے قدم آگے کو بڑھانے والے
منزل عشق کی بھولین نہ کبھی راہ۔ اگر	پچھلی باتون پہ چلین اگلے زمانے والے
غمزہ و عشوہ و انداز حیا طرز خرام	یہی دو چار تو ہین دل کے چرانے والے
شاعری کا سبب نقص ہے اظہار کمال	لڑتے پھرتے ہین طبیعت کے لڑانے والے

۱۳۸	واعظا سوچ سمجھکر سر منبر ہو وعظ آج یان حضرت **عاقل** بھی ہین آنیوالے	۱۹

ملا نہ جب کوئی اسکا ڈھب جہان کے لیے	فلک زمین بنا کوچۂ بتان کے لیے

ازل مین جب کہ تلون بنا بتان کے لیے | رکھا کچھ اُن سے زیادہ مرے گمان کے لیے
کبھی ٹھہر کے نہ بوسے اُس آستان کے لیے | غضب یہ روز کی گردش ہی آسمان کے لیے
اجل ہے تنگ مری جانِ ناتوان کیلیے | نہین ہے ایک نفس جسم مین نشان کے لیے
مدام بوسے جو اُس سنگ آستان کے لیے | ملا دہن اُسسے پا بوسئ بتان کے لیے
فغان کے لفظ مین بھی لب سے لب نہین ملتے | اثر ملے تو ملے کیا مری فغان کے لیے
وہین نہ تھمنے دیا کیا کہون مین گردش کو | کہ چھوڑ بیٹھا ہون مین دو جہان جہان کے لیے
مرا وہ حال ہے تم بھی نہ جسکو دیکھ سکو | بلاؤ بزمِ عدو مین نہ امتحان کے لیے
کدورتین جو مرے دل کی ہین ترقی پر تو | یقین ہے کہ بنے قبر آسمان کے لیے
خموشیون مین بھی سوسن نہین چھلکتی ہین | زبان لال ملی ہے مجھے فغان کے لیے
کھائین ٹھوکرین دشمن کو اسکی قسمت نے | کہ سخت ہوکے بنا سنگ اُس آستان کے لیے
وصال آپ کا ممکن نہ ہو تو چین پڑے | کریں اس چاہیئے ہی صبر جاودان کے لیے
مُغان کے نشہ مین توڑے ہزار خم ہمنے | غضب ہے توڑین نہ توبہ کو ہم مغان کے لیے
یہ مجھسے ضد ہے جو زنجیر اُنکے در کی ہلی | تو حلقہ حلقہ کا مُنھ کھل گیا فغان کے لیے
بلا کے گھر مین کھلاؤ نہ زہر رشکِ رقیب | اُٹھا رکھو یہ کسی اپنے میہمان کے لیے
تمھارا وصل بھی طوفان ہے قیامت ہی | کہ عمر نوح نہ کافی ہو امتحان کے لیے
سب جیسے کہ کہتے ہین اُردو زبانِ دہلی ہے | ق | یہی دلیل ہے کافی مرے بیان کے لیے
کسی کو اُنسے اگر ہمسری کا دھیان آئے | بنائے لفظ نئے دعوئ زبان کے لیے

۱۳۹ | اگر دل جو رازِ محبت کو فاش مین عاقل | ۵
| زبان اُلٹ کے ہو پردہ رخِ بیان کے لیے |

صورتِ عیش وطن یاد آئی
تلخیٔ رنج و محن یاد آئی

ہائے قسمت کہ لگا کر اک وار
ان کو گلگشتِ چمن یاد آئی

نالون سے پھول جھڑے مثل شرار
جب تری غنچہ دہن - یاد آئی

شام غربت مین ہین کیا کیا جلوے
آج کیون صبح وطن یاد آئی

۱۴۰ — چُپ لگی آپ کو کیون اے عاقل
صحبتِ اہلِ سخن یاد آئی — ۴

جو شجر شرر فشان ہے وہ جو برق اک جہان ہی
وہ جہان پہ باغبان ہی وہین اپنا آشیان ہے

مرے زخمِ دل کا دامان اسیواسطے ہی جانان
سرِ رہگزر ہے نادان تری تیغ خونچکان ہے

یہ ستم کہ دل ہی لینگے یہ جفا کہ پھر نہ دینگے
یہ غضب کہ چُپ رہینگے جو کبھی کہون کہان ہے

۱۴۱ — یہ نفس کی ہی رو وارو کہ ہین خوف دل کو سوسو
یہ ہوا مین شمع کی لو کبھی گم کبھی عیان ہے — ۱۷

درد معشوق پہ مرنے سے سوا ہوتا ہے
روح کھنچنے سے کب انسان دوا ہوتا ہے

حیلہ مہندی کے لگانے کا سدا ہوتا ہے
مژدہ ائی شوق) وہ پابند وفا ہوتا ہے

مرتبہ گردشِ قسمت سے بڑا ہوتا ہے
آسمان مرجعِ امید سدا ہوتا ہے

اُٹھنا آپس کی صفائی کا برا ہوتا ہے
عکس بھی آئینہ ہٹنے سے جدا ہوتا ہے

تری تلوار کو مین دستِ جنون سمجھون گا
کہ مرا پیرہنِ جسم قبا ہوتا ہے

حور کے ذکر پہ واعظ بھی مرے جاتے ہین
سُن لیا ہے کہ محبت مین مزا ہوتا ہے

اشک پُر شور مگر غیر کے پوچھے تمنے
پھیکا پھیکا سا جو کچھ رنگِ حنا ہوتا ہے

مری افتادگی اُسکو ہے یہان تک منظور
ذکر چلتا ہے جو میرا تو خفا ہوتا ہے

چپ رہا کرتے ہین اسواسطے اُس بزم مین ہم
کہ ہر اک بات مین غیرون کا کہا ہوتا ہے

گُلِ داغِ دلِ عشاق وہ بن جاتا ہے
نقشِ پا جب ترے قدمون سے جدا ہوتا ہے

بزمِ احباب کا ہے رنگ بنارس مین کچھ اور
جو کہ اُٹھ جاتا ہے اُس کا ہی گلا ہوتا ہے

تم نہ ڈالا کرو دامانِ نگہ غیرون پر
کہ وہی پردۂ رخسارِ حیا ہوتا ہے

عکس تیرا جو ٹھہرتا نہین شوخی کے سبب
خانۂ آئینہ مین حشر بپا ہوتا ہے

ناصحا آپ سے ناکس کی سنین ہم باتین
سچ کہا عشق کا انجام برا ہوتا ہے

تیرا انداز بھی ہے تیری طرح سے بدخو
سارے عالم کے حسینون سے جدا ہوتا ہے

لغزشین کیا ہون مضامینِ کہن مین عاقل
وہی گرتا ہے جو زورون پہ چڑھا ہوتا ہے

۱۴۲ — کب تمھین ہین طالعِ چرخ کے ہاتھون عاقل
آج محرومیٔ قسمت کا گلا ہوتا ہے — ۷

پھر جفا اضطرار کی سی ہے
یادِ روئے نگار کی سی ہے

پھر جلایا کسی نے محفل مین
بُو دلِ داغدار کی سی ہے

پھر مژہ یاد آ گئی کوئی
اک خلش دل مین خار کی سی ہے

پھر کسی زلف کا بندھا سودا
حالت اک انتشار کی سی ہے

پھر ستایا کسی کے وعدہ نے
شکل کچھ انتظار کی سی ہے

پھر خبر ہے کسی کے آنے کی
آمد آمد بہار کی سی ہے

۱۴۳ — تیرے نواب کو پھر اے عاقل
آرزو وصلِ یار کی سی ہے — ۵

یہ پہلو مین رکھنے کے قابل نہین ہے
جسے پھیرتے ہو یہ وہ دل نہین ہے

عدو باتین کرتا ہے آنکھین ملاکر
تری تیغِ ابرو کا گھائل نہین ہے

رہو سات پردون مین آنکھون کے میری
کوئی پردہ اسے جان حائل نہین ہے

یہ ضبط اور تڑپ دیکھنے کے ہے قابل
پھڑکتا ہے دل اور بسمل نہین ہے

١٤٤	توہی سامنے ہے نہ شرما تو اتنا یہ آئینہ تیرے مقابل نہین ہے	٢٢

جہان رستہ بہکتا راہبر ہے
وہی قاصد کسی کی رہ گزر ہے

ہمین شوقِ شہادت کس قدر ہے
گرا آنسو کا جو قطرہ وہ سر ہے

چمک بجلی کی ہے درد جگر مین
شب فرقت کی اپنی یہ سحر ہے

کیا تھا وعدۂ فردا تو اچھا
قیامت آج یان ای فتنہ گر ہے

جسے تم کم سے کم سمجھے غم ہجر
وہی تو بیشتر سے بیشتر ہے

شب اقرار کیون لون منتِ صبر
وہ آئین یا نہ آئین کیا خبر ہے

اسے کسطرح مین دل سے نکالون
ترا پیکان مرا لختِ جگر ہے

سنا ہے حشر مین بے پردہ ہونگے
قیامت مین قیامت کی خبر ہے

ہمین صبر آئے انکو رحم آئے
یہ ہے دشوار وہ دشوارتر ہے

مجھے کیون دل کی ویرانی کا صدمہ
اجاڑین یا بسائین انکا گھر ہے

انھین بزم عدو سے وہ تو جان آئے
مدارِ زندگی اب حشر پر ہے

شبِ فرقت ترے رخ کا تصور
سحر ہے پر قیامت کی سحر ہے

فلک کے بدلے قسمت کو نہ الٹا
ہماری آہ مین الٹا اثر ہے

وہ بھولے آج راہِ خانۂ غیر
مقدر اب ہمارا راہ پر ہے

دعا مقبول اُٹھے گر ضعف مین ہاتھ — دعا کہتے ہین جس کو وہ اثر ہے
مین لاغر ہون رگِ سنگ حوادث — چراغ زندگانی اک شرر ہے
ہوئی بیکار ای قاتل تری تیغ — کہ بال اُسمین ترا مثلِ کمر ہے
ہوا کیا بوالہوس جاہی جو تمکو — خطا ہو جاتی ہے آخر بشر ہے
جو لڑکے ہم پہ برسانے ہین پتھر — ہمارا نخلِ وحشت بارور ہے
ہوا ہے لاغری سے ظلم کا جز — ہمارا دل پہ تیرِ نظر ہے
لڑین آنکھون سی جب آنکھین تو دیکھین — نکل آئے کوئی دل مین اگر ہے

١٤٥	زوال اُسکو ہے جو کامل ہو عاقل ہمارے عیب کا مرجع ہنر ہے	٩

اُس سے کیونکر جان ای ناصح بچائی جاتی ہے — اک ادا معشوقیت کی جسمین پائی جاتی ہے
عقل کہتی ہے بتون سے بچ کے چلنا چاہیے — اور طبیعت ہی کہ دل دینے پہ آئی جاتی ہے
مر مٹے جب ہم تو اُن کی قدردانی دیکھنا — غیر کو الفت ہماری اب جتائی جاتی ہے
وعدۂ فردا پہ ہم سمجھے تھے ہوگا حشر آج — وان تو ہمدم پانون مین مہندی لگائی جاتی ہے
جنگجوئی سے بر آیا مدعا اغیار کا — آنکھ اُنسے اب سرِ محفل لڑائی جاتی ہے
ناتوانی مین ذرا طاقت ہماری دیکھنا — روز سر پر اک نئی آفت اُٹھائی جاتی ہے
رفعتین مجکو ملین خفت سی بزمِ غیر مین — بات میری وان ہنسی مین اب اڑائی جاتی ہے
جان مِن دم توڑنے کی اُسمین طاقت ہی کہان — یہ ترے بیمار کو تہمت لگائی جاتی ہے

٤٦	کیون نہ ای عاقل کہون فرمائش بہرام جنگ قدردانی کی لگاوٹ بھی تو پائی جاتی ہے	٥

حیرت افزا نہ اگر یار کا جلوہ ہوجائے	پھر زمانہ مین خدا جانے کہ کیا کیا ہوجائے
دیکھکر جیتا ہون اُس چشم فسون ساز کو مین	ای تری شان کہ بیمار مسیحا ہوجائے
غمزہ و ناز کے لشکر کی حفاظت کیجیے	آپ کے کوچہ مین ای جان نہ بلوا ہوجائے
ناتوانی سے ہے خاموش ترا آزاری	حشر آجائے یہ بیمار جو اچھا ہوجائے

۱۴۷	مین اور اسطرح تماشائی بزم حیرت تو اور آئینہ کا یون محو تماشا ہوجائے	۱۵

کار سحاب لینے لگے اب زبان سے	حسرت برس رہی ہے ہماری بیان سے
دربان پہ کیون خفا ہو۔ اُٹھون آستان سے	تم بھی تو میری جان کہو کچھ زبان سے
یہ سامنے ہے حشر کا میدان چلے چلو	کچھ فاصلہ نہین ہے تمہاری مکان سے
بجلی چمک رہی ہے یہ حسرت تو دیکھنا	بیٹھے ہین منھ لگائے ہوئ آشیان سے
ایذا طلب یہ تھا جو کرم تیرا ای خدا	مینھ کی طرح برستی بلا آسمان سے
گھیرا ہجوم یاس نے ارمان یار کو	یہ کیا سلوک کرتا ہی دل میہمان سے
دیوانگان وحشت سے چین جو جبین ہی دشت	موجین جو بنگئی ہین ہوا کی نشان سے
دانتون کی ضو کو ہنسنے مین اللہ دیکھنا	بجلی تڑپ کے نکلی ہی موتی کی کان سے
جس طرح سے نشیب کی جانب رواں ہو آب	ہوتی ہے اور طبع روان امتحان سے
آتے ہین کیون تصور وصلت کو غش پہ غش	پوچھون گا ایک دن مین کبھی تیری دھیان سے
پچھتاؤ کیون حد سے نظر بازیونکی بعد	یہ تیر اب تو چھوٹ چکا ہی کمان سے
مطلب تو ہے یہی کہ نہ غیرون سے بات ہو	اچھا یون ہی سہی نہ کہو کچھ زبان سے
صورت بھی کوئی چاہیئے سیرت کے واسطے	کعبہ مین بت کو لائیے ہندوستان سے

ٹکراتی ہوگی سر در و دیوار سے صبا		ای نامہ بر تو جائیو وان اس نشان سے
۱۴۸	**عاقل** بلند شعر ہین فکر بلند سے بانین زمین کرے لگی آسمان سے	۶
اقرار کی خصلت مرے قاتل مین نہین ہے		پر منھ سے نکلتی بڑی مشکل مین نہین ہے
تو نجد مین اور دشتِ تصور مین ہے لیلیٰ		اے قیس تمنا تری محمل مین نہین ہے
اس سادگی وضع پہ سقّا کی عالم		منہدی بھی کفِ حورِ شمائل مین نہین ہے
کیا خوش ہون شبِ وصل مین ارمان جو نکلا		حسرت یہ وہی ہے جو مرے دل مین نہین ہے
سرمہ ہے کہ میون کیلیے شور مچانا		گویائی کی طاقت لبِ ساحل مین نہین ہے
۱۴۹	ہم تو کفنی پہنے ہوئے آئے تھی گھر سے لو آج ہی خنجر کفِ قاتل مین نہین ہے	۲۴
افشان سے گر ستارے جبین پر بنائین گے		بگڑا ہوا وہ میرا مقدر بنائین گے
بانین وہان ندیم مقدر بنائین گے		بگڑی ہوئی وہ بات کو کیونکر بنائین گے
بگڑے گا دل تو صورت محشر بنائین گے		تصویر تیرے قد کے برابر بنائین گے
ہوگے ہین قتل ظلم کی رونق کے واسطے		ہم اپنے خون کو تیغ کا جوہر بنائین گے
ہو جائے یاس ہم کو ذرا اتنا صبر کر		پھر تم ہمکو ٹھیک ای دل مضطر بنائین گے
چمکا رہے ہین بد تو عکس جمال سے		آئینہ کو وہ بخت سکندر بنائین گے
بیدل ہوے ہین دل ہی کی خاطر سے جان من		اب ہم بھی اپنے دل ہی کو دلبر بنائین گے
تقدیر نے بٹھا دیا مسند پہ فقر کی		ہم خاکسار خاک کو بستر بنائین گے
ہے کم نگاہیون کی جو مجھپر زیادتی		تیغِ نگاہِ ناز کو خنجر بنائین گے

لاشہ تڑپ تڑپ کے زمین مین کرے گا غار
ہم اپنی قبر آپ ہی مر کر بنائین گے

وحشت کا تنگ راستہ دیوار نے کیا
اب سر پٹک پٹک کے اسی در بنائین گے

اُن کی جوانی آگئی طوفان حُسن مین
ہم دل کو اس جہاز کا لنگر بنائین گے

سادہ مزاجیون کی بھی ہے شان ظلم مین
وہ خود ہمارے خون کا محضر بنائین گے

کہہ دین گے ہم بھی مُنھ پہ بناوٹ کا ہے بگاڑ
غصہ مین جب وہ مُنھ کو بگڑ کر بنائین گے

آرام کی بھی شان نہ وحشت مین جائے گی
دامن کے تار جوڑ کے بستر بنائین گے

گل کرکے آبِ اشک سے ہم جیسے ناتوان
گردِ نگاہِ یار سے اب گھر بنائین گے

ہم پر کرم سہی پہ یہ خصلت بھلی نہین
اب اُن کو رفتہ رفتہ ستمگر بنائین گے

سنگین دلی مین شوق وہ کرتے ہین راتدن
کیا اپنے دل کا آئینہ پتھر بنائین گے

کچھ آج بات بات پہ بگڑے ہی جاتے ہین
اب رند شیخ جی کو مقرر بنائین گے

اچھا ہوا کہ خاک مین ہم ناتوان سے ملے
اب چشمِ نقشِ پا مین تری گھر بنائین گے

بگڑا ہے دل جو اُنکے پریشان بال مین
کیا ہوگا! جب وہ زلف معنبر بنائین گے

رندان مئ پرست ہمین گے جو حق پرست
زاہد کی خاکِ پاک سے ساغر بنائین گے

خالِ جبین پہ سرمہ کا نقطہ جو دیتے ہین
شائد مرے نصیب کا اختر بنائین گے

۱۵۰	عاقل غزل لکھینگے یہ نواب کیلیے تارِ نگاہ شوق کا مسطر بنائین گے	۱۴

ناصحا عیش و مصیبت مین گزر ہو ہی گئی
آخر اپنی تو کسی طرح بسر ہو ہی گئی

کیا رفاقت ہے کہ تھا صبر کا بلوہ لیکن
دن مین سو بار مصیبت مرے گھر ہو ہی گئی

وقت بے وقت نہ نکلا کر دکھتے تھے تمھین
کسی کم بخت کی آخر کو نظر ہو ہی گئی

اب چلو اُن کو ستائین یہی آتا ہی خیال — ظلم سہہ سہہ کے طبیعت تو نڈر ہو ہی گئی
وہ بھی روئین گے یہ مین کہتا تھا نہ روئین احباب — آخر اُن کو مرے مرنے کی خبر ہو ہی گئی
فکر یہ تھی کہ بنے کام کچھ آسانی سے — قصے اس طرح کے پھیلے کہ سحر ہو ہی گئی
ہم نہ کہتے تھے کہ تاکین گے عدو ہمسے نہ لڑ — عرقِ جسم مین چولی تری تر ہو ہی گئی
نشہ ہوتا ہے بُرا لاکھ صفائی چاہی — ہوئے باتون مین یہ الجھاؤ کہ شر ہو ہی گئی
ہمنے چاہا تھا کہ بے جنگ بر آئے مطلب — غیر سے رات کو مڈبھیر مگر ہو ہی گئی
جھوٹ یا سچ ہو یہ صحبت ہی عجب ہے چیز — وان مری بات کسی طرح سے ور ہو ہی گئی
شیخ ہم کہتے تھے یون بارِ نہ غیبت کا اُٹھا — ٹیڑھی آخر کو بڑھاپے مین کمر ہو ہی گئی
دل مین رکھا تھا تجھے پر رخِ روشن سی ترے — بات مشہور یہ اے رشکِ قمر ہو ہی گئی
سختیون مین اُسے چاہا تھا فلک نے رکھنا — عمر بھی سنگِ حوادث کا شرر ہو ہی گئی

١٥١

ہم نہ کہتے تھے کہ **عاقل** نہ وہان جا اتنا
طبع آخر کو مری جان اُدھر ہو ہی گئی

١٠

شبِ فرقت ترا بیمار کب آرام لیتا ہے — بہت جب دم پہ بنتی ہے کلیجہ تھام لیتا ہے
اٹک کر رہ گیا آنسو کا قطرہ نخلِ مژگان مین — مسافر دور کا زیرِ شجر آرام لیتا ہے
ترے سر کی قسم کچھ بھی نہین غم بدزبانی کا — مگر یہ رشک ہے دل لذتِ دشنام لیتا ہے
اسی کو منھ لگایا تھا ابھی غیرون نے محفل مین — یہ کس منھ سے تمہارے لب کے بوسے جام لیتا ہے
نظر غیرون پہ اور یارون پہ دلداری یکسان ہے — ہر اک سے ایک ہی اس جنبش کے وہ دام لیتا ہے
دمِ رخصت کی صحبت ہمنشینو دیکھ لو تم بھی — کوئی اٹھ کر چلا ہے کوئی دامن تھام لیتا ہے
فلک راہِ طلب مین منھ کے بھل کیونکر نہ گر جائے — طویل العمر گھوڑا ٹھوکرین ہر گام لیتا ہے

شب فرقت خدا جانے ہر کئے ایک سا عالم
ٹھہر کر دم یہ شاید دورۂ ایام لیتا ہے

ذرا دیکھو تو عاقلؔ صحبت بہرام جنگ آکر
کوئی بخشش پہ آمادہ کوئی انعام لیتا ہے

یہیں ہوں افتادہ عاقلؔ پہ مرا مشکلکشا وہ ہے
کہ جسکا نام ہی گرتے ہوؤں کو تھام لیتا ہے

اشعار متفرق

بت پرستی مین بسر ہو یا خدا کی یاد مین
مشغلہ کچھ چاہیئے ہے زندگی کیواسطے

دیگر

یوں ہم آوارہ وطن اپنے وطن سی نکلے
بوئے گل جیسے پریشان چمن سی نکلے

نہ وطن میں رہے ہم اور نہ وطن سی نکلے
مثل معنی کے نکل کر نہ سخن سی نکلے

دیگر

بوتل سے شراب ابل رہی ہے
شیشہ سے پری نکل رہی ہے

جلتی ہے جو شمع تیرے آگے
پروانہ کی جان جل رہی ہے

دیگر

انصاف کوئی غیر کرے تو وہ ظلم ہی
تم ظلم بھی کرو تو خوشی سے قبول ہی

دیگر

شب وصال مین بھی رہی وہ اُن کا شرماکر
دبی زبان سے کہنا کہ آرزو کیا ہے

دیگر

وہ بدنصیب ہوں کہ فرشتوں نے بعد مرگ
لکھ لی عوض گناہ کے حسرت گناہ کی

دیگر

نذر آنکھون نے دیئے دستِ فرہ پر رکھکے اشک
دل مین شاہون کی طرح سے یاد آئی آپ کی
یان تمارض تھا کہ تم آؤ عیادت کے لیے
ہو گئی اپنی اجل بے اعتنائی آپ کی

دیگر

گالیان دین اُس نے بے گنتی ہمین
ہم نے بوسے بھی تو گن گن کے لیے
ناصحا لطفِ جوانی پھر کہان
کیون پھنسین آفت مین دو دن کے لیے

دیگر

روئے روشن یار کا بخت سیہ میرا ہوا
کہتے ہین ہم آئین کیونکر گو اندھیری رات ہی

دیگر

کیون جوانی مین تجھے پیری کی زاہد فکر ہے
ذکرِ پیری آج تو اشمار قبل از ذکر ہے

دیگر

کسی کے آتے ہی یہ ہاتھ پانون بھول گئے
گلے جو یاد تھے برسون کے دم مین بھول گئے

دیگر

باغ مین اُس گل کی بو پاتا ہے کون
ہو نہ ہو بادِ صبا کا کام ہے

دیگر

نگاہِ گرم کی تاثیر معیاذ اباللہ
سینہ مین دیکھتے ہی آگ بھڑک جاتی ہی

دیگر

یہ روم قصرِ دہر ہے یا کہ بہشت
کیونکر ترے مکان کی تصویر کھینچیے

دیگر

اک ترا جلوہ ہے اور ایک ہی حیرت باقی
بیخودی سے نہ رہی رشک کی فرصت باقی

قطعات

کل اک تماشا دیکھا ہم نے کہ میر عاقل
ہندوستان میں جن کی مشہور ہے عالی

گر وضع غور کیجے وضعیت حقیقی
صورت جو دیکھیے تو اک سیرت خیالی

پاؤں میں کفش پہنے تسبیح لٹکا لئے
سر پر عمامہ بھاری رومال دوش شالی

بازار سے تھے چوک میں وہ اک مسکدہ کو آگئے
پانی بھر آیا منھ میں صورت مگر بنالی

بیٹھے ہوئے تھے جو وہاں رندان جام آشام
اک مرتبہ ہی ان سے حضرت پہ آنکھ ڈالی

یہ شیخ وہ ہیں واعظ وہ لشکر شیاطین
یہ وہ ہیں مےپرست اور وہ رندان لاابالی

بے ساختہ کسی نے اک قہقہہ لگایا
آہستہ سے کسی نے اٹھکر بجائی تالی

انکو دکھا کے کوئی غٹ غٹ لگا پڑھانے
پاس آنکر کسی نے ایک چھینٹ انکی ڈالی

یہ دیکھ آپ کو بھی غصہ نے آ کے گھیرا
پوچھنے لگے وہ حضرت جو اہم تھے جلالی

دامن سمیٹ گا ہے رندوں سے بچکے چلنا
کہنا کبھی کہ تم میں کوئی نہیں حلالی

ناگاہ اک طرف سے اک طفل کفر ملت
رخ جس کا مہر تاباں اور زلف سنبل کالی

جب سامنے وہ آیا بے اختیار ہوکر
قدموں کی خاک اسکے بس دوڑ کر اٹھالی

اک آہ سرد بھر کر اس سے ہوئے مخاطب
کبتک رہے گی ظالم یہ تیری لاابالی

سنتا نہیں تو میری اس ظلم کی بھی حد ہے
کچھ بات بھی اگر کی باتوں ہی میں وہ ٹالی

جب سن چکا وہ سب کچھ بولا کہ میر صاحب
اس وضع پر یہ باتیں اسکو نہ چاہیے عالی

دیگر

خدا کے واسطے ای چارہ ساز و — یہ مجھپر کیون ہجوم اتنا کیا ہے
عوض مین نسخہ کی لکھو تم اُس کو — ترا بیمار ہجران مر رہا ہے
ہمیشہ جان دیتا تھا جو تجھپر — مرض ہجر مین موت کے وہ مبتلا ہے

دیگر

کل حسن اتفاق سے آئے وہ میرے گھر — اس چال سے کہ جان قیامت فدا کرے
آنکھون مین نشہ نشہ مین کیفیت سرور — ذوق نگہ کہ عشوہ حسرت فزا کرے
ہر بار دوش سے وہ سرکنا ڈوپٹہ کا — ذوق نگاہ شوق کہ دیکھا کیا کرے
انداز پائنچون کے اُٹھانیکا ہر غضب — محشر بھی دیکھکر پئے تعظیم اُٹھا کرے
لب پر صدائے نرم سے الفاظ التفات — وہ خوشنما صدا کہ ہمیشہ سنا کرے
صبر و سکون و تاب و توان نذر ہر قدم — اب دل مین ہوش کب ہے کہ جانکو فدا کرے
اس بیخودی پہ بیٹھی کہ پاس اور پھرا کے منہ — بولے کہ اپنے ہوش کی کوئی دوا کرے
آنے کی ہمسے ہمارے کسی کو نہ ہو خبر — بدنام کیون ہمین کوئی بے فائدہ کرے
بے اختیار مین نے کہا دل سنبھال کر — جلوہ ہی ہے یہ ہوش ربا کوئی کیا کرے
اک دم کے وصل کیلیے کیا ہوش مین وہ آئے — جو عمر بھر فراق کی صدمے سہا کرے
پاس وفا جو تم کو نہین پھر تمھین کہو — اس التفات کا کوئی کیا آسرا کرے
ہان ہوش رفتہ میرے ابھی ہوئے نہین بجا — وعدہ وفا کا تم سا جو اہل جفا کرے
ہنسکر کہا نگاہ حقارت سے دیکھکر — عاقل تمھین بھی عقل کچھ آئی خدا کرے

اُس سے زیادہ کون جہان مین ہے بیوقوف
جو ہم سے دل لگا کے امید وفا کرے

مخمس بر غزل غالب مرحوم

یہ ہمنے مانا کہ عاشق کی آبرو کیا ہے ۔۔۔ سہی کہ شوخیون کو دہشت عدو کیا ہے
خدا کیواسطے لیکن یہ تم مین خو کیا ہے ۔۔۔ ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

خراش ناخن دست جنونکی نذر ہے تن ۔۔۔ قبا کہین سے بنین بچا اپنا دامن
عبث ہے ناصحون کو فکر رشتہ و سوزن ۔۔۔ چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن
ہمارے جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے

گہر سمجھ کے کیا رد کہا کہ کیا ہوگا ۔۔۔ نہ پہلے سمجھے کہ یہ دل ہے کام کا ہوگا
جلا کے ڈھونڈھنے سے کچھ نہ فائدہ ہوگا ۔۔۔ جلا ہے جسم جہان دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

کہا کہ عشق مین جاتا ہے دم نہین قائل ۔۔۔ تو ہنس کے بولے کہ بنتا ہے دم نہین قائل
بدن مین جان ہوا ور ہو نہ دم نہین قائل ۔۔۔ رگون مین دوڑتے پھرنیکے ہم نہین قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

کبھی نہ بیچ مین لاتی تھے ہم سخن اُس سے ۔۔۔ مخاطب آج ہوا پھر وہ کم سخن اُس سے
اس التفات کی ہین دم بدم سخن اُس سے ۔۔۔ یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن اُس سے
وگرنہ خوف بد آموزی عدو کیا ہے

تو مست جان کے پیر مغان نہ کر تکرار ۔۔۔ مرا فریب ہے تواضع مین آنا ہے دشوار
مثل سنی ہو کہ نادان بکار خود ہشیار ۔۔۔ پیون شراب اگر خم بھی دیکھ لون دو چار
یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے

کمال گرچہ ہی عاقل جہان ہین کام آتا
مگر وسیلہ سے کامل فروغ ہے پاتا
کہین یہ نام قیامت تلک سنا جاتا
ہوا ہی شہ کا مصاحب پھرے ہی اتراتا
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے

مخمس غزل مرزا صاحب مرحوم

جب از سمند ناز یہ مثل ہوا سے چلے
پھر کوئی خاکسار ترے ساتھ کیا چلے
ہم مست [illegible] ساتھ ترے دلربا چلے
کب تجھ سے مثل نقش قدم ہم جدا چلے
ہر گام ہم تو ساتھ ترے زیر پا چلے

سختی سہی ہین [illegible] آسمان
دل ڈھونڈنے کو جاتا ہی اپنی کہان کہان
ہر دم رہ تلاش مین [illegible] یہان
مجھ تیرہ روز کی نہ ہین نیک پانیان
بس کہ حریف منزل آوارہ پا سے چلے

مثل حباب مجھ ہون بحر جہان سے غیر
مانند موج آنکھین نہ مجھ ناتوان کی غیر
پھر تا رہا آپ ٹلین اس مکان سی غیر
اٹھ جائین قوم علو کی [illegible]
[illegible] ہوا چلے

پھر تم ہو کیون مثال شجر زندگی پہ ناز
کھو تو متاع عمر یہ ہرگز نہ چشم آز
دیکھو ہمین تو دیدہ دل [illegible]
آگاہ [illegible] ہوئی نماز
ہم عمر [illegible] مین کیا آئے کیا چلے

ہر [illegible] گل نہون
باغ فروغ نام کے پژمردہ گل ہان
اسواج [illegible] صفت موج گل نہون
تن پہ چراغ داغ ہین [illegible] گل ہون

کچھ دور [illegible] سے ہوا چلے

دام [illegible] کچھ ہیں [illegible]
ہے شکر اسی کی عوض کیجیے
اہل [illegible]
گر یہ [illegible] نہیں [illegible] کیلیے

پانی [illegible] صفت [illegible] چلے

عصیان کی [illegible] جو دل [illegible]
[illegible] آرزو بعد مرگ
اپنے خیال [illegible] بعد مرگ
ہنگامہ [illegible] کا ہو گرم بعد مرگ

قطع امید کرکے تعلق بڑھا چلے

شب چارہ گر کو ڈھونڈتی [illegible]
اور یہاں کسی کی آنے پہ تھا زیست کا مدار
پتلی کو آنکھ کی [illegible] پہلو نہ تھا قرار
آنے ہی یار کے [illegible] انتظار

وہ جب چلے مرض پہ مثال دوا چلے

ابھی صفائے طبع کا مجھ سے نہ پوچھ حال
اسکا بیان [illegible] ہنگا وال
ہے مثل مہر اپنا عروج اپنا ہی زوال
[illegible]

جب آ [illegible] پہ چلے

آپس میں چاہتے ہیں لڑائی سدا [illegible]
[illegible]
اور غالب [illegible]
[illegible]

[illegible] چلے

گو دل کو چاک چاک کرے خنجر ادا
زخمی جگر کو تیر مژہ نے کیا کیا
اس ظلم کی سمجھ تو سہی کیا ہے انتہا
گھبرا نہ چھیڑ چھاڑ سے اس لطف کی [illegible]

چلنے دو جس طریق پہ یہ سلسلہ چلے

ہمکو برا بھلا رہے کہتے ہماری بعد | چھوڑے جہان نے دل کی پھپھولے ہمارے بعد
ہین یادگار طور ہمارے ہماری بعد | اُٹھتا نہ بار عشق کسی سے ہمارے بعد

ہم اور اپنی جان کو اُنمین کھپا چلے

دشمن ندیم اُنکی جو صحبت کے ہو گئے | آشفتہ شکل نکہتِ گل دلمین ہی رہے
مثل چراغ صبح وہان پا نہ تھم سکے | اُس تنگدل نے دلشکنی کی تو بزم سے

بنکر شکست آئینہ کی ہم صدا چلے

عاقل جو ہون اشارے انھین اتفاق کرین | ہو آنکھ تو معائنہ بے آئنہ کرین
اور یہ اگر نہین تو بھٹکتے پھرا کرین | صابر نظر نہ ہو جو کسیکو تو کیا کرین

دنیا کو حال زار ہم اپنا دکھا چلے

مخمس بر غزل ذوق

اپنی حشمت ہی مین دیوانے ہین حشمت والے | کس کی عزت کو سمجھتے ہین یہ عزت والے
والی کشور دل ہین جو ہین الفت والے | کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے

اُن کا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے

زجر و توبیخ کرین لاکھ شریعت والے | کس کی سُنتے ہین یہ رندانہ طبیعت والے
شور ہر چند کرین سر پہ قیامت والے | ساقیا ہون جو صبوحی کے نہ عادت والے

صبح محشر کو بھی اُٹھین نہ ترے متوالے

تیرا عاشق لب حسرت سے دم سرد بھرے | کامیاب [illegible] اپنے لب سے نکرے
ایک وہ کیا کہ ہزار دل اسی حسرت مین مرے | کس مرض کی ہین دوا یہ لب جان بخش ترے

جان بلب ہین ترے آزار محبت والے

جو کہ طمّاع ہین گو لاکھ وہ رکھین حشمت   پر نہین فکر سے خالی کوئی اُن کی ساعت
چاہیئے چین سے بیٹھین کوئی دم کیا طاقت   حرص کے پھیلتے ہین پانون بقدر وسعت
تنگ ہی رہتے ہین دنیا مین فراغت والے

حال جو انکے تصور مین ہی واقف ہین سبھی   دیکھ لون آپ نظر اُنکو تو چین آئے ابھی
ہائے صورت کو ترستا ہون جو لکھواون کبھی   ہائے رہے حسرت دیدار مری ہائے کو بھی
لکھتے ہین ہائے دوچشمی سی کتابت والے

جب تلک جیتے تھے ہر کوئی ہمارا تھا یار   بعد مرنے کے کسی نے بھی نہ پوچھا زنہار
ہان مگر سوز جگر والے بنے ماتم دار   نہین جز شمع مجاور مری بالین مزار
نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے

ہم تو غم خوار ہین غم کے ہمین غم کی خواہش   ہے تری ناز فروشی کی الم کی خواہش
نہین ظاہر پہ بطوناً ہے ستم کی خواہش   نہ ستم کی کبھی خواہش نہ کرم کی خواہش
دیکھ تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے

گو کہ بیماری ہجران بھی ہے اک سخت بلا   طعنے لیکن ہین عزیزون کے عجب رنج فزا
تیرے آنے ہی پہ موقوف ہے اب میری شفا   تو جو آجائے تو آئے درد محبت کی دوا
میرے ہمدرد ہون بیدرد نصیحت والے

دل کی حالت کو مری پوچھتے ہو یارو کیا   یہ وہ بیمار ہے جس کا نہ طبیب اور نہ دوا
ہان مگر پوچھنے کو از رہ الطاف و عطا   کبھی افسوس ہی آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کے ہین دو ہی عیادت والے

قطعہ در مدح کثرت علی مدد

علی مدد جسے کہتے ہیں سب اس دعا / مراد یہ کہ علی کی مدد ہی اسپہ مدام

اور اسکو سکہ پہ علی مدد اور بہتر ہے / کہ اسکے ساتھ ہی پیدا ہوا علی کا نام

کہ کیوں ہوں خوش شب ماہ میں ہی سیر چمن / ہر ایک پھول سپر کا ہو شمس ماہ تمام

عجیب طفلیں صنائع اُڑ دکھائی ہیں / کہ شب کو آپ ہوا اور سب میں چار ماہ کا نام

نہ کس طرح سمجھا اس کا رو رو دل ہو / کہ اسکے دورہ سی عاجز ہو دیدۂ ایام

نہیں ہو یا مجمل صفا میں عکس کھلا یا / گر کی نظیں یہ گلچین کی بہاسی تمام

سپہر ہوا الہی تو گر کبھی ایسا ہی آئے / کہ جس سے فخر برج کا بنتا ہے مدام

کبود رنگ سخن پتہ ترج جد اختر / اسی کی مہریوں سے یہ ہو گیا ہے نیلی فام

یہ وجہ ماہ درخشاں کا مشہور ہے ستا / اسی کی ضرب ہر داغ جگر ہے جسکا نام

ہے چوٹ رو سکہ کی قلم جو ہر دم / سپر ہے مہر کی یا ماہ کی جو صبح و جو شام

یہ گدگہ اور یہ سپر رو بہ وہ زمین / کہ جسکا شہرہ جہان میں ہو روم و تا شام

کیا ہے اسنے سکساری کو گران اتنا / ہزار آدمیوں کا ہے بھاری اسکا غلام

جو ہوتے یہ بھی ہیں دہن کر لاؤ ساتھ / سحر کی طرح سے ہو جاتی فوق سیاہ شام

تمام ہوئے یہ آیا ورق لیں اتنا قلق / کہیں کہاں رنوشا مطلب تجھے خود کام

نیاز دراز کی جا سدی خوف لازم ہے / زبان کا کام [illegible] دعا کا کام

قطعہ در شکریہ تصویر لیتی لارڈ شہر [illegible]

ای خوشا بخت میری صورت کے | کہ مسے کھنچین میرے احمد جان

یہ کشش ہی کسی کے دل کی مگر | اسکے باعث ہوئے ہین مہدیخان

مین ہون آہن تو وہ ہین مقناطیس | کھنچے کھنچے پھرا بن بنا ہین جہان

دیکھ لین گر یہ مانی و بہزاد | شکل تصویر ہی رہین حیران

مین جو رکھتا تھا عیب صورت کا | نقش کے پردہ مین کیا ہے نہان

ڈالتے جان ہین یہ صورت مین | فن صورت گری کے ہین یہ جان

مین سمجھتا تھا اپنے کو بےمثل | پر انھین کہئیے بیمثال اس آن

یعنے مجھ جیسے بےمثال کا مثل | نقش کے پردہ مین کیا ہے عیان

مرحبا ای نشاط عیش خوشی | حبذا ای سرور قلب بہان

بارک اللہ آئے مستور روح | فرخا آئے قبول خاطر و جان

سجع عاقل نے یون کہا تیرا | دل ایمان علی ہین احمد جان

قطعہ در شکریۂ آغا مرزا نواب سرور جنگ بہادر اُستادِ حضور پرنور دام ملکہٗ کہ در فروخت اخبار سعی فرمودند

مجھسے پوچھے کوئی کہتے ہین کسی خُلق و کرم | کوئی دنیا مین نہین جانتا ہے میرے سوا

مین بھی کیا جانون مگر از رہ فیض و اخلاق | آغا مرزا نے بتایا کہ یہ ہے لطف و عطا

لُطف وہ لُطف کہ جس لُطف پہ قربان ہی لطف | خُلق وہ خُلق کہ جس خُلق پہ ہے خَلق فدا

حبذا ای کرمِ خالق فیضان و کرم | جب کہے حق نے تری چار عناصر پیدا

آب حیوان ہوا پانی کی عوض اُس مین شریک
گوہر فیض تری ذات کا پھر نام ہوا

تاکہ ہو جنس حقایق کا نہ سودا ارزان
آگ کے بدلے ملی گرمی بازار سخا

تھی نسیم کرم اُس وقت ہوا داری مین
اثر کریم الطرفین کا ہے رکھا نام ہوا

گرد آئینہ ہوئی خاک کے بدلے جو ضمیر
تو ہوئی آئینہ دل مین صفا جلوہ نما

رونگٹا رونگٹا ہو جائے اگر تن پہ زبان
سعی مشکور کا تیری مین کرون شکر ادا

سعی تیری میری امید کو تسکین فزا
تیری تسکین مرے امراض کو داروی شفا

شکر نے تیری عنایت کے کیا تھا بے چین
کچھ خوشامد نہین عاقل جو ہوا مدح سرا

یہ دعا ہے کہ ہمیشہ ہو دعا تیری قبول
تیری خواہش کی طرح ہو ترا اقبال سوا

قطعہ در تہنیت عید ماہ صیام بحضور نواب نظام یار جنگ بہادر دام اقبالہ

گھبرا کے کہاں چلا تو اے دم
ہاں تھوڑے سے سن مری کہانی

دلچسپ عجیب داستان ہے
مشہور ہے میری قصہ خوانی

اللہ رے میرا ضعف قسمت
پیری پہ نثار ہے جوانی

مرتا ہون بقائے دنیوی پر
ہے موت کی شکل زندگانی

دشمن نکلا وہ آخر کار
سمجھا جس کو مین یار جانی

دنیا کے سرد و گرم دیکھے
دیکھا تو ہین جمع آگ پانی

تکلیف کے بعد پائی راحت
راحت مین جفائے آسمانی

ہاتھ آیا نہ گوہر تمنا
گو سارے جہان کی خاک چھانی

شاہون کے کبھی مزار دیکھے وہان تھا کہ ہے جہان فانی
نے تخت نہ تاج لیک مرقد باقی ہے فنا کی اک نشانی
گہ بزم خیال مین جو دیکھا فرعون کا ہی ہر ایک ثانی
غفلت کی شراب چل رہی ہے ہر ایک ہے مست زندگانی
مسجد مین گیا جو بھولے بھٹکے عقبیٰ کی سُنی وہان کہانی
جنت کا سبز باغ دیکھا دوزخ پہ وضو کا ڈالا پانی
کعبہ کی طرف کیا کبھی رُخ دیکھا نہ خدا تو دل مین ٹھانی
اب دیر کی چل کے سیر کیجے کچھ حق کی ملے وہان نشانی
یہان بھی صورت پرست دیکھے صورت کش حسرت معانی
مرقد پہ کسی ولی کے جا کر منت کوئی گاہ مین نے مانی
گہ بزم مشاعرہ مین جا کر دکھلائی طبع کی روانی
کچھ خاص نہ پائی داد وہان بھی دیکھا تو ہے عام قدردانی
اک کوچۂ دل رُبا مین گزرا بس آگئی خون مین روانی
جان آگئی اُس گلی مین جا کر دینے لگی کچھ مزا جوانی
بچھا ہوا فرش گُل تھا گویا تھی ہر طرف اشک و خونفشانی
اللہ اللہ ہجوم عشاق اُف اُف کی صدا سی نوحہ خوانی
دن بھر دیکھا کیا تماشا شام آئی کہ مرگ ناگہانی
اک جلوۂ دل فریب دیکھا وہ اُسکے دہن کی گُل فشانی
وہ شان وہ آن بان ہے ہے اُٹھتی ہوئی اُس کی وہ جوانی

وہ زلف کہ دامِ بحرِ قدسی | وہ مانگ کہ خطِ کہکشانی
وہ آنکھ کہ قاتلِ جہان تھی | ابرو تھی کہ تیغِ اصفہانی
کیا کہیے نظر گئی کہان پر | سینہ پہ تو پھٹ پڑی جوانی
کیا اُس کی کمر کا وصف کیجے | گویا کہ عدم کی تھی نشانی
آوازِ قدم یہ کہہ رہی تھی | اک دن ہے یون ہی قیامت آنی
غش ہوگیا دیکھکر یہ جلوہ | کچھ روز وہین کی خاک چھانی
جبین اپنا نہ رنگ سی وہان بھی | قسمت مین تھین یہ آفتین جو پانی
لی دشتِ جنون کی راہ وہانسے | منظور تھی سر پہ خاک اُڑانی
آپہنچا غرض کہ حیدرآباد | اب مین نے جنون کی قدر جانی
دیکھا تو عجیب چہچہے ہین | ہے عید کی سب کو شادمانی
پھر مجھکو خوشی سے کیا علاقہ | ہنسنے ہی نہ دے غمِ نہانی
پھرتے پھرتے جو تھک گئے پانون | ہمت کو تھی قسمت آزمانی
بٹھلا دیا لاکے ایک در پر | تھی جس سے خجل بلند شانی
دربان سے پوچھا کس کا در ہے | جس کی یہ تجھے ہے پاسبانی
کہنے لگا ہنس کے بےخبر ہے | ہے بابِ امید یک جہانی
یہ در ہے اسد علی کا جس پر | قربان نوابی صدقہ خانی
جب مین نے سُنا یہ نامِ نامی | بس آگئی طبع مین روانی
سونچا کہ ہے عیدِ ماہِ روزہ | کچھ تم بھی کرو قصیدہ خوانی
لکھے پھر سونچ کر کچھ اشعار | از راہِ امید قدردانی

چشمے سے ترے کرم کے نواب — خورشید بھی بھر رہا ہے پانی
ہمت کو ہے گو کہ فکرِ عالم — آتی نہین طبع پر گرانی
دروازہ کا ہے گدا جو تیرے — ہے حاتم طائی کا وہ ثانی
آنکھون کا اشارۂ کرم ہے — مُردون کو نوید زندگانی
تقریر مین تیری جان افزائی — اللہ ری تیری خوش بیانی
امید کے پھول چُن رہا ہون — ہر بات مین ہے جو گل فشانی
تحریر ہے موجِ بحرِ جودت — دیکھے کوئی خامہ کی روانی
کرتا ہے دعا بہ ختم عاقل — آخر کب تک یہ قصہ خوانی

عید رمضان تجھے مبارک
اور مجھکو یہ تیری مدح خوانی

رباعی

واجب ہوئی ممکن سے قدامت تیری — کثرت سے نمودار ہے وحدت تیری
ہے آنکھ اگر تو دیکھ لے گا عاقل — روشن ہے مجاز سے حقیقت تیری

دیگر

یارب آرام آب و گِل مین دیدے — تسکین مرے دردِ جان گسل مین دیدے
پروا نہین کرتاہی خرد مند طبیب — کچھ درد بھی بیدرد کے دل مین دیدے

نامہ

ای دل آزار دلبرِ دلدار — ای ستم پیشہ ای جفا کردار
نہ مرے حال پر ترس کھایا — رخِ تابان نہ مجھکو دکھلایا

دل کی بیتابی یہان تو روز افزون
تمکو وہان ذوق سیر گونا گون

یہان زبان سے نہ گفتگو نکلی
وہان رقیبون کی آرزو نکلی

جان و دل یہان تو شور و شیون مین
وہان رقیبون کے ہاتھ گردن مین

نہ تمھاری جفا کا شکوہ ہے
گلہ چرخ زبرجدی کا ہے

ستم و ناز سب اٹھاؤن مین
آپ سے مین تم جو آؤ آؤن مین

محو غفلت جو طبع عالی ہے
نئی طرز ستم نکالی ہے

اب بھی آجاؤ جان جانے دو
ہوش مین مجھکو لمحہ آنے دو

عاقل نیم جان مین دم ہے کہان
تم کو اس بات کا الم ہے کہان

کلک آتش نگار اب تھم جا
آتا ہے وہ نگار اب تھم جا

قطعہ در صفت انبہ

مجھے ہین میرے خداوند نے وہ بھیجے آم
کہ جنکے وصف مین رطب اللسان ہین خاص و عام

وہ صورت انکی کہ سبزہ رخون کی ٹپکے رال
نظیر قند کے کوزہ کی ہین وہ بے ابہام

وہ پوست نازک و نرم و لطیف تھا انکا
کہ جلد جسم حسینون کی جس کے آگے غلام

یہ سب تو سب اسے کھا کر مجھے مزہ وہ ملا
کہ ہونٹھ چاٹتا ہون آج تک تو مین ناکام

اثر یہ انکی عذوبت کا ہے کہ اس دن سے
ہوا جہان مین شیرین و دلپسند میرا کلام

یہ شاعرانہ عذوبت کی دیکھیے تاثیر
کھلا اس سے ہوا آغاز اور مٹھاس انجام

پنہ خدا کی وہ ترشی تھی اس مین نام خدا
نہ جنکے سامنے لے شہد بھی مٹھاس کا نام

ان آمونکی کوئی دیکھے تو پختہ کاری کو
کہ پختہ ہو کے بھی ہین ذائقہ مین خام کی خام

ہمیشہ آم یہ کھاتا رہے اگر کوئی
ترش کبھی نہ ہو معلوم پھر کسی کا کلام

کسی حسین کی ترش روئی کا مزا لوٹین
جو کھائین ان کو کبھی عاشقان نیک انجام

وہ آم تھے کہ کوئی درج سحر و شعبدہ تھے
کہ جنکے ریشون کی تطویل سے تھی حیرت تام

وہ ریشہ کھول کے پھیلا کے سطح گیتی پر
کوئی جو قصد کرے ناپ لے زمین تمام

دراز ریشے جو ہون آم مین تو عیب گنے
پر اسکے طول مین ہی شاعرون کا طول کلام

دراز ریشون کی تشبیہ اس سے کیا بہتر
سفید زلف ہے بت کی ضعیفی کا ہنگام

وہ چیپ اُس مین کہ خط نوخطونکو لکھکے اگر
لفافہ اُس سے کرین بند عاشق ناکام

کبھی کُھلے نہ وہ مانند قلب بستہ سکے
ہزار رکھو لنا چاہے رقیب بد انجام

زبان درازی معشوق کا مزہ مل جائے
جو ان کی گٹھلیون کو چوسے عاشق ناکام

وہ اسکی گٹھلی تھی پرکار دور دار عریض
نہ جس سے جوف سمان مین رہی خلا کا نام

وہ آم کھا کے لگے ڈھیر گٹھلی چھلکے کے
مثل ہی آم کے آم اور گٹھلیون کے دام

کہان تھے اور کہان آگئے تم ای عاقل
ہی آم کھانے سے مطلب کہ پیڑ گننے سے کام

غرضکہ سال گذشتہ جو کچھ عنایت تھی
عوض اسی کا یہ لیتی ہے گردش ایام

کہ خاص طور پہ ہون فیض عام سے محروم
مٹھائی کے نہین قابل نہ اب ہون لائق آم

وہی ہے عاقل دلریش جس کی عادت ہے
ہر ایک کھاتا تھا آم اور ہر اک پہ فیض تھا عام

وہی کہ الفین و ملغوبہ جس کو ملتے تھے
کبھی محل سے کبھی جیب خاص سے انعام

عجب طرح سے گزرتی تھی زندگی شب و روز
ہر ایک سانس مین تھا ایک عمر کا آرام

غضب ہوا تھا یہ قسمت تھی پچھلے سال درست
کہ عین فصل مین آمونکی آیا ماہ صیام

وہ لطف حضرت اشہر کے سالنون کا واہ
وہ خاص جنکا مزا جس سی فیضیاب تھے عام

وہ تکیہ بازیون کا جوش قہقہون کے ساتھ
وہ غصہ ضرب شکم پر کسی کو آنا مدام

چُرا کے کھاتے تھے جب حاجی صاحب آم کبھی | تو اپنے فتوے سے کر دیتا تھا مین اُن کو حرام
خلاصہ یہ کہ مجھے بیخودی غم ہے حلال | کہ زیست ہوگئی اب مجکو مثل بادہ حرام
وہ ڈھیر لگنے لگے الفنون کے دیکھو تو | وہ حکم ہوگیا سرکار کا کہ بھیجو آم
بس آم کھا لیے اب پیٹ بھر گیا اُٹھو | وضو کے بعد دوگانہ ہو شکر کا انجام
اور اُسکے بعد خداوند کو دعا یہ ہے دو | الٰہی تا بہ قیامت رہے یہ بخشش عام

تاریخ طبع دیوان سخی

خدا کا شکر دیوان سخی چھپکر ہوا شایع | نتیجہ میر مقصود علی کی کوششون کا ہے
کیا ہے طبع فرزند سعادتمند نے اُنکے | سخن کے کا لہد لیو اسطے جان تمنا ہے
کمائی نیک تھی اُنکی خلف ایسے سلف ویسی | یہ دیوان لعنت دالعنت جگر زنی انکی چھا پا ہے
خدا بخشے عجب کچھ شاعری کیساتھ تقوی تھا | بنارس مین مصنف کو کبھی مین نے بھی دیکھا ہے
پڑی ہے جان تازہ شاعری کی جسم مین گویا | کہی تاریخ عاقل ذکہ نظم روح افزا ہے

سنہ ۱۳۰۸ھ

قطعہ درشان فلک نما و نذر عالیجناب وزارت مآب نواب

سر وقار الامرا بہادر دام اقبالہ وزاد اجلالہ

کس جگہ آج یا خدا پہنچا | مین ہون اور بعجت آزمائی ہے
ہوگئی اب نصیب کو معراج | آج تقدیر کی بن آئی ہے
آہ عاشق مین بن گیا یا رب | کہ فلک تک مری رسائی ہے
یا منجم کی ہوگیا مین نگاہ | آنکھ مین یہ زمین سمائی ہے

زاہدون کا مگر خیال ہون مین — ذہن مین حدِ عرش آئی ہے
اس مکان کو نوان بہشت کہون — روح نے راحت ایسی پائی ہے
اس مکان کے مکین کا کیا کہنا — جاہ حصہ مین جن کے آئی ہے
وہ ہے اقبالِ دولتِ آصف — جس کا اقبال خود فدائی ہے
یہ سخا یہ کرم یہ خُلق و عطا — سچ کہو کس کے ہاتھ آئی ہے
خانخانان کے لطف کے صدقے — جس کی یہ خُلق انتہائی ہے
مین کہان ورنہ اور یہ بزم کہان — اسی دم کی یہ جان فزائی ہے
چشمِ بد دور ربط آپس کا — ربط کی قدر کیا بڑھائی ہے
اصل مین ایک ہی روح لطیف — پاک گو جسمون مین سمائی ہے
خطِ قسمت کو خود مین پڑھ لون گا — مین ہون اور یہان کی جبہ سائی ہے
عاقل خیر خواہ کر تو دعا — اب زیادہ سخن سرائی ہے
دونون اقبال ہون ترقی پر — اسمین سب کیلیے بھلائی ہے
یہ تو مطلب مرا تمام ہوا — اب ذرا طبع آزمائی ہے
میر کاظم علی کی شادی ہے — اُن کی امید کیا بر آئی ہے
کیا حرارہ لیا ہے پیری نے — آئی جوانی تری دُہائی ہے
ہو مبارک خدا کرے یہ بیاہ — بات تقدیر کی بن آئی ہے
ہے معمّا خضاب کا مشکل — بات اک میری ذہن مین آئی ہے
تھا کہن قصر نوجوانی کا — لیپ پوت اُسکی یہ لگائی ہے
مہندی ملکر جو ہاتھ دھوئے ہین — یہ لگائی ہے وہ بجھائی ہے

یا ضعیفی کی دیکھکر ہمت   تہنیت کو جوانی آئی ہے
پہنی پوشاک ہے جو شاہانہ   صدقے خود شان خودنمائی ہے
ہے ضعیفی کے آج سر سہرا   کیا خزان مین بہار آئی ہے

قطعہ و تاریخ در تہنیت صحت عالیجناب نواب خانخانان بہادر دام اقبالہ

ہوئی خانخانان بہادر کو صحت   مبارک سلامت سلامت مبارک
مسیحا سے کہدو کہ ہے فخر کی جا   مسیحا کے حکمت سے نسبت مبارک
ہوا خواہون کو شکر انعام ثانی   عدو کو فلک کی شکایت مبارک
ہمین اُسکے دروازہ کی جبہ سائی   فلک کو یہ ہے سود رفعت مبارک
یہ ذوق تمنا یہ شوق تماشا   یہ خلوت مبارک یہ جلوت مبارک
بہت جلد اس دن کا ارمان نکلا   ہوئی تمکو عاقل یہ حسرت مبارک
مسیحائی تاریخ مین غم نہین ہے   مرض جب گیا غسل صحت مبارک

قطعہ در مسرت مراجعت نواب عالیجناب خانخانان بہادر دام اقبالہ از سفر کلکتہ

کیا ہی چمکے تھے بخت کلکتہ   وہان غم ہجر ہے نمایان آج
حیدرآباد رشک کرتا تھا   کہ مرا قدر دان گیا وہان آج

مرے نواب وہان سے پھر آئے — شکر ہے بیخودی سے نقصان آج
پھر دکن مین بہار آئی ہے — کوچہ کوچہ ہوا گلستان آج
عید ہو کیون نہ چشم عاقل کو — دیکھا دیدار خان خانان آج

قطعہ در تہنیت عید البقر بخدمت عالیجناب نواب خانخانان بہادر دام اقبالہ

مرے نواب کو مبارک ہو — عید اسلام ہے یعنے عید بقر
وہ کہ جس کے سلام کو ہر صبح — سر کے بل آتا ہے شہ خاور
وہ کہ جس کے نثار ہونے کو — چرخ کھاتا ہے رات دن چکر
وہ کہ جس کا جمال دیکھنے کو — خود سکندر بنا ہے آئینہ گر
وہ کہ جس کی رکاب بننے کو — بڑھ کے گھٹتا ہے ہر مہینے قمر
وہ کہ قبضہ مین جس کے رہنے کو — بنا مریخ صورت خنجر
وہ کہ چٹکی مین جس کی رہنے کو — کہکشان شکل تیر آئے نظر
وہ کہ جس پر نثار کرنے کو — ابر نیسان مین لاتا ہے گوہر
ہان بتاؤ کہ خانخانان سا — کون دنیا مین ہے عطا پرور
ہان بتاؤ کہ کس کے در کا گدا — مثل حاتم کے ہے سخا گستر
ہان بتاؤ کہ کس کی جود سے ہے — قسمت جو بندہ ہے زر
ہان بتاؤ کہ بے سوال کسے — کون دیتا ہے سیم و گوہر و زر
ہان بتاؤ کہ کس کی چوکھٹ کا — ہے ہر اک ذرہ مہر کا ہمسر

ہان بتاؤ کہ کس کا خلق عمیم
خاص اور عام کو کرے چاکر

ہان بتاؤ کہ کس کی تیغ کی ہین
گیسوئے حور کی طرح جوہر

ہان بتاؤ کہ کس کے گھوڑے سے
برق شرمندہ اور خجل صرصر

ہان بتاؤ کہ کس کے لب کی دعا
روز رہتی ہے ہم عنان اثر

ہان بتاؤ کہ کس کے ہاتھ کو ہے
نسبت جود خالق اکبر

ہان بتاؤ کہ کس کی آنکھون مین
خود کرم بن گیا ہے شکل نظر

ہان بتاؤ کہ اس زمانہ مین
کون کرتا ہے قدر فضل و ہنر

ہان بتاؤ کہ کس امیر کا آج
کون عاقل سا ہے ثنا گستر

وہی عاقل کہ جس کے مثل و نظیر
نہین دنیا مین اب سخن پرور

وہی جس کے خیال کے ہمراہ
دو قدم بھی نہ جائے وہم بشر

آیا اُس کی زبان پر جو کلام
ہوگیا رتبہ سخن برتر

سچ ہے فیض ثنا یہ کرسکا ہے
کیون نہ ہو ہر سخن مین لطف و اثر

پھر وہی شعر پڑھکے ختم کرون
جسمین ایسی دعا کہ خود ہو اثر

میرے نواب کو مبارک ہو
عید اسلام یعنی عید بقر

سہرا جو عالیجناب نواب بہرام جنگ بہادر دام اقبالہ کی شادی کی مبارک موقع پر پڑھا گیا

آج یہ کس گل رعنا کے ہے سر پہ سہرا
گوندھتے ہین گل معنی کا سخنور سہرا

یہ تڑپ سے رخِ انور کے ہے مضطر سہرا | کہ دکھاتا ہے تڑپ اپنی تڑپ کر سہرا
سارے عالم مین اُڑی ہے جو خبر شادیکی | شہرتِ حسنِ عروسی کو بنا پر سہرا
بر شک سر کٹتا ہے رنگِ گلِ گلشن ہردم | تیغ ابروسے لطافت کا ہے جوہر سہرا
کرم حسن نے تیرے یہ کیا ہے گستاخ | کیسا بیباک چڑھا ہے ترے منھ پر سہرا
لن ترانی کا ہر اک آنکھ کو دیتا ہے پیام | پرتوِ رخ کی طرف سے ہے پیمبر سہرا
مردمِ چشم مری عاریتاً لے نرگس | کہ تری آنکھ کی پتلی مین کرے گھر سہرا
ہے اسی بزم مین گلگشتِ چمن سبکو نصیب | دیکھیے باغ ہوا جاتا ہے کھل کر سہرا
ترے آئینۂ رخ نے کیا باطل دعویٰ | نہین بے مثل کہ ہے سہرے کے اوپر سہرا
تانگاہین نہ پڑین بے ادبانہ رخ پر | بنگیا نور کی چلمن ترے رخ پر سہرا
لعل و یاقوت و زمرد کی ہڑین صلِ علی | اے تری شان کہ اس طرح ہو چھپّر سہرا
خوابِ مخمل بھی ہے نرمی پہ گلونکی صدقے | نظرؔ آرام طلب ہے تو ہے بستر سہرا
رخ پر نور سے لڑتی تھین نگاہین سبکی | فیصلہ کرتا ہے اب بیچ مین پڑ کر سہرا
ہے اسی سہرے کے مضمون کی اطاعت منظور | دخترِ فکر کا اسوقت ہے شوہر سہرا
قدردان قدر فزا جمع ہین یہان ای عاقلؔ | کیا عجب ہی کہ رہے آج ترے سر سہرا

قصیدہ ناتمام در مدح عالیجناب نواب حسام الملک خانخانان بہادر دام اقبالہ

دلمین ہے انکے ملنے کی اسقدر آرزو بھری | انکا خیال کیا مجال کرسکے جلوہ گستری

آج وفا ہے کل جفا یہ بھی طریق ہے نیا — کس سے بنا ہو کی بھلا طبع مین ہی جو خودسری
حور کے ذکر حسن پر مجھسے فرشتے لڑتے ہین — قبر پہ میری آئے گو کہ ہو آنا سرسری
سرو قدون کی یاد مین قمری نالہ کش ہون — جب تو بنایا واعظا دل کو مرے صنوبری
ہجر مین دیکھنا ذرا فیض خیال وصل کا — آنکھ سے پھری اُڑ گئی نیند بھی بن گئی پری
پھر عیادت آئے ہین غیر کو ساتھ لائے ہین — ہائے یہ بہر پروری ہائے یہ ظلم گستری
دل کو جلایا واعظا میکدے مین جو آنکر — شیشہ اُتار لائیے سامنے ہی گزک دھری
اُنکی نزاکتون نے کیا شور مچایا رات کو — کام نہ آئی وصل مین حیف ہماری لاغری
دل تو ہمارے دیکھکر منھ نہ بناؤ جانمن — سیکھ لو آئینہ سے تم ناز و ادائے دلبری
دیکھیے آئینہ مین شکل زاہد بارہا ذرا — سجدے کا ہی نشان یا آپ کی تیرہ اختری
ہائے یہ کیا ستم کیا تم نے ستم بھی کم کیا — ظلم کیا کرم کیا لطف مین ظلم پروری
دلمین ہین گو کہ لاکھ داغ جیسے کھلا ہوا باغ — پر نہین غم سے انفراغ غنچہ ہی دم مین صرصری
ہاتھ کسی کے کیا لگے نقد مراد آج کل — کھوٹ ہی دلمین چرخ کی بات کھو نگا مین کھری
صاحب جوہر و صفا حیرتون مین ہو مبتلا — ہو نہ یقین تو دیکھ لو آئینہ سکندری
تودہ کینہ ہے فلک تیر کمال چاہیئے — کھینچئے چلہ بے دھڑک ہے یہی اب کمان گری
اہل کمال اب کہان ہین تو کہین ہین نہان — تیرگی نصیب کو اُنکی ملی ہے معجری
کوئی کہے تو کیا کہے کوئی سنے تو کیا سنے — کس کو دماغ قدر ہے کس کو سر ہنروری
مومن دہلوی مگر خوب یہ شعر کہہ گیا — شاعری جس کی ساحری سحر بھی سحر سامری
وہ قدر ہنر کو چاہیئے عقل و تمیز و درک و فہم — دست کشادہ دل فراخ منعمی و توانگری
سو یہ کہان جو ہی بھی تو اہل کمال بدنصیب — کب ہوئی جنگ چرخ سی فرصت سخن گستری

ایک مجھی کو دیکھ لو گو مین نہین ہون پر کمال
لب ہون مقابل فلک تو بھی ہی جنگ زرگری

فلک کو میری غم دیا غم کو بھی اک الم دیا
یعنی کہ غم بھی کم دیا جس سی نہ طبع تنگ بھری

میرا کمال ہی زوال مجھکو زوال ہی کمال
پھر نہ ہو کیونکہ ایک حال بہتری و زبون تری

سر نہ اُبھرنے دی فلک پاؤن نہ رکھنے دی زمین
یہ پدری ہین شفقتین اور وہ مہر مادری

ایسا مین تیرہ بخت ہون میری سیاہ خانہ کی
مہ کو ملی ہی کر کی مہر فلک کو اخگری

اختر بخت اسقدر اونچا ہوا کہ ناگہان
آنکھ سی میری چھپ گیا چاہی جو مین نے برتری

کیف مے سخن ہو گیا جب کہ خمار فکر ہو
رطل گران پہ چاہیئے کچھ تو مجھے سبکسری

مدح کسی کی کیا لکھون قصد قصیدہ کیا کرون
خالی ہو دل تو کچھ کہون وہان تو ہی گرد غم بھری

کاغذ و خامہ کی تلاش کرتے ہی دن گزرتے ہین
آج سی پہلے کل تلک تھی یہی شان بے زری

آج تو روز عید ہے عید ہے اور سعید ہے
کس کے قدم کی دید ہی جس پہ نثار سروری

کس کا جہان مین نہین مثل و نظیر آج کل
ہے بھی اگر تو اُسکو بس اپنی سی ہی برابری

جام جہان نما کی سیر دیکھنی ہو تو دیکھ لو
بزم مین کس کی مل گئی چشم جہان کو ساغری

کس کا سحاب مکرمت آج برس رہا ہی یون
کشت امید دیکھنا ہو گئی کچھ ہری ہری

نسبت طائی بے درنگ کسکے غلام کو ہی ننگ
میر انتظام یار جنگ جس پہ نثار سروری

مدح حضوری مین لکھون مطلع تازہ کوئی اب
سُنکے جسے جلے عدو یعنی یہ چرخ چنبری

مطلع

چرخ کی کیا بساط ہی سُنکے صلائے داوری
پردۂ گوش صور مین چھپ گیا شور محشری

تیرے خیال عدل نے جمع حواس کر دیئے
ورنہ جہان مین جو دسے ہو ہی چکی تھی ابتری

قہر خدا غضب ترا مانع جرم بندگی
لطف خدا کرم ترا باعث بندہ پروری

روح فزا نگاہ مہر مرگ نما نمود قہر
شان خدا شکوہ جاہ رشک شکوہ قیصری

مرجع کامل و کمال منبع بخشش و نوال — مرکز فکرت و خیال مظہر پاک گوہری

مدح طراز رزم مین قوت بازوی جہان — حیرتیان بزم مین آئینۂ سکندری

صورت آئینہ ہے صاف بزم نشاط کا محل — اب مین کہونگا شک ہے کیا بارہ دری کو شندری

سستا کرم کرم ہی ہی نرخ ستم پہ ظلم ہے — قیمت جان و دل نہین نیم نگاہ دلبری

تیرے سخا و جود سے کان عدم مین ڈھونڈھیے — آنکھ مین عاشقونکی بھی نام کو اب نہین تری

ملتے نہین ہین آجکل تیرے کرم سے لعل و دُر — سنگ تراش کی دکان اب ہے دکان جوہری

زندگی حشم کو اب دم سے ہی تیرے بیحدی — عمر کا ایک ہفتہ ہے حاصل ہفت کشوری

عید کا آج جشن ہے آئی کہان ہے بخت عیش — لے لے جو ہو نصیب مین بخت کی اپنی برتری

سن کے نوائی جانفزا نکلے زبان سے واہ واہ — آئین جو زاہدان خشک دفع ہو نگی وکری

غلغلۂ طرب سے ہے ایک زمین و آسمان — زہرہ ہے نقد جان لیے عیش ابد کی مشتری

تیری نگاہ مہر کا معجزہ کرم نما — ایک یہ ہے کہ ہو گیا ذرہ بھی شاہ خاوری

فیض کرم سے ہو گئی ضرب مثل جہان مین — میری کمال فطرتی تیری کمال پروری

قصیدہ در مدح عالیجناب نواب حسام الملک خانخانان بہادر دام اقبالہ

کیا ہوا مین ہے عطر افشانی — ہے معطر دماغ روحانی

جوش برسات کا ہے چرخ نے بھی — ابر کی اوڑھلی ہے بارانی

ہے عروس بہار پہ جوبن — سر سے پا تک لباس ہے دھانی

جیسے معشوق پر پڑین آنکھین — یون شب و روز پڑتا ہے پانی

دیکھنا برشکال کی برکت ۔ اسکو کہتے ہین فضل یزدانی
مردہ فیروزہ بن گیا سبزہ ۔ ہوگیا لالہ لعلِ رُمّانی
کچھ زمین کی بدل گئی رنگت ۔ آج گل منہ پہ پھر گیا پانی
سبزہ رنگون نے زہر کھایا ہے ۔ دیکھنا سبزۂ کہستانی
اودے اودے یہ ٹکڑے بادل کے ۔ اور محاذیِ ارض بستانی
رشک گلشن ہے سبزۂ زنجیر ۔ باغبان بنگئے ہین زندانی
اللہ اللہ رے نمو کا جوش ۔ دنگ ہے جس سے عقل انسانی
تخم انگور بوئین باغ مین گر ۔ یہ ہو بحرِ نمو کی طغیانی
جڑ کے بدلے بھی کوپلین پھوٹین ۔ باغبان کو ہو سخت حیرانی
کوپلون کے عوض ثمر نکلین ۔ دور کیا جلد پختگی آنی
اُنسے فوراً ٹپک پڑے شیرہ ۔ جس کا ہر قطرہ قوت روحانی
اور وہ جس خاک پر گرے آکر ۔ خاک ہو رشک کشت دہقانی
یعنے ہر قطرہ سے اُگے اک نخل ۔ ہو مُشکّل بہ شکل انسانی
اور وہ انسان گروہ میکش سے ۔ مستیون مین کرے غزل خوانی

غزل

ساقیا ہے ہوا زمستانی ۔ دے خدارا کھنچا ہوا پانی
دخت رز سے لڑائین کیا آنکھین ۔ چشم ساغر کی ہے نگہبانی
کیسی برسات مین چلی ہے ہوا ۔ کشتیٔ مئے ہوئی ہے طوفانی
مئے برستی ہے آسمان سے آج ۔ تہ کرو شیخ سبحہ گردانی
نشہ مین لطف نشہ زاہد سے ۔ کیون کہا ہاے میری نادانی

توبہ کے توڑنے کو کافی ہے
باغ پر اسطرح گھٹا چھانی

گلشن و ابر و جام و ساقی و مے
اور پھر دعوئے مسلمانی

توبہ عاقل کرے جوانی مین
کہ مثل ہے جوانی دیوانی

پھر پڑھون ایک مطلعِ دلچسپ
طرز مین اپنی ہو جو لاثانی

مطلع

واہ ساون مین عیدِ فطر آنی
فطرتی ہے نشاط روحانی

سبزہ سے باغ ہوگیا ہر گھر
ہے خوشی مین بہار دیوانی

مار ڈالا ہے اس سحاب نے آج
ہائے تھم تھم کے قطرہ افشانی

باغ ہر ایک باغ جنت ہے
خود ہوا کر رہی ہے رضوانی

باغبان کا نہین ہے خوف مگر
یہ جھپھون مین ہے مرغ بستانی

اسقدر شور عندلیب خموش
سامنے میرے اور خوش الحانی

چپ ہو سُن ہان مرے قلم کی صریر
جس پہ صدقے ہزار دستانی

فکر ہے گلشن آفرین میری
قافیہ ہے زمین کا بستانی

باغبانِ جہان نے دی مجھکو
جنّتِ شاعری کی رضوانی

خود سخن رتبہ جانتا ہے مرا
نہین محتاج اپنی وآنی

حبذا دقّتِ معانیٔ نو
مرحبا بندشون کی آسانی

اس ترانے مین کیا تعلّی ہے
مجھکو کہتے ہین رشکِ خاقانی

اُس کو حاصل تھی کب یہ مداحی
کس کی کرتا ہون مین ثنا خوانی

وہ مرا مرتبہ شناس امیر
ختم جس پر ہوئی سخن دانی

وہ مرا صاحب حشم نواب
کرے مغفور جس کی دربانی

وہ رزم پیشہ و کرم گستر
سامنے جس کے ابر ہے پانی

وہ کہ اُس پر جو چھب گئی آکر
فخر کرتی ہے خانخانانی

وہ کہ سب ہے بہر شہ حسام الملک
ہے سپر جس کی لطف سلطانی

وہ کہ حسن آفرین صورت فکر
قدر جس نے خیال کی جانی

وہ کہ ہو رزم مین جو بزم آرا
نغمہ ہو جائے شور میدانی

وہ کہ ہو بزم مین جو رزم پسند
قصہ ہو جائے داستان خوانی

وہ کہ بن جائے میزبان جہان
کرے کوئی جو اُس کی مہمانی

وہ کہ جان بخشیان دکھائے تو ہو
شکل جان دار صورت مانی

وہ کہ جو اُس کا مدح پیرا ہو
خلق اُسکی کرے ثنا خوانی

مدح حاضر مین وہ پڑھون مطلع
کہ پھڑک جائے روح قاآنی

مطلع

بدل کو ہے ترا قلم مانی
کھینچتا ہے وہ شکل امکانی

مجھ سے پوچھے کوئی وقار فلک
خاک اس در کی مدتون چھانی

سیر چشمی نہ جائے گی تیری
کہ پلک کرتی ہے نگہبانی

یہ تری بزم باغ جنت ہے
کہ ہے ہر بات مین گل افشانی

شان ہے اسقدر بلند تری
کہ خجل ہے بلندیِ شانی

فیل کو آسمان اگر کہیے
تو ہے تشبیہ ایک من مانی

اُسمین یہ عظمت و وقار کہان
ہے زمین آسمان کی حیرانی

اسکی خرطوم دیکھنا کوئی
زلف معشوق کی ہے طولانی

مردمک ہے یہ چشم عالم کی
ہے سیاہی کا لطف لاثانی

دانت ہین یا کہ ہاتھ پر یون نکلے	شانہ ہے خاتم سلیمانی
ہے قلم خود بخود روان شاید	اسپ کی دیکھی ہے جولانی
یہ گیا وہ گیا چھلاوہ ہے	کھینچے تصویر کس طرح مانی
کس سے تشبیہ طبع شاعر دے	مشکل دشوار ہے نظر آنی
بال مین زلف حور کا جوبن	پر نہ اُس کی طرح پریشانی
حشر کرتا بپا یہ ٹھوکر سے	عیب لیکن ہے ٹھوکرین کھانی
اسکے آقا کو کیا چنور دکا	دُم سے کرتا ہے یہ مگس رانی
چرخ کجرو کرے مقابلہ کیا	کوزہ پشت اور ستارہ پیشانی
ساتھ دوڑے اگر صبا اسکے	دو قدم چل کے ہو پشیمانی
کس کو اسکی نصیب ہمراہی	ہان مگر تیری تیغ کا پانی
یہ بھی کچھ کم نہین روانی مین	جس طرح سے کہ حکم یزدانی
بہرِ عمرِ عدو روانی مین	ہو گئی اُس کی دشمن جانی
آتش لبغض خاک مین مل جائے	آب مین ہے ہوائے طوفانی
شوخ طرار فتنہ جو سفاک	دشمن عمر انسی و جانی
ناب پہ خون لبون پہ لاکھا ہی	سبز جوہر لباس ہی دھانی
جی نہ اس سے چرا سکے دشمن	چشم جوہر کی ہے نگہبانی
شوخ چشم ایسی کس سے جھپکے گی	ہان ترے عدل سے یہی پانی
عدل کا رُعب کا ہی خوف	کہ کسی کو نہین ہراسانی
خوف تیرا اگر نہ ہو تو کرے	گرگ کی گوسفند چوپانی

تھے بہادر ستم گری مین جو | آگئی اُن مین خوئے نسوانی
دل گیا قدردان صاحب دل | پھر مین کرنے لگا غزل خوانی

غزل

پھر ستانے لگی گران جانی | پھر ہوئی رنج و غم کی ارزانی
پھر وہی زلف یاد آتی ہے | پھر وہی دل وہی پریشانی
پھر وہی ہم پہ خامشی طاری | پھر رقیبون نے سیکھی لسّانی
پھر پکڑ لائے دشت سے احباب | پھر وہی گھر وہی ہے ویرانی
پھر وہ ملنے لگے رقیبون سے | پھر مجھے سہل ہر قسم کھانی
پھر کہین سے صدائے نغمہ سنی | پھر وہی شغل مرثیہ خوانی
پھر جنون یاد کرتے ہین عاقل | پھر کھلی ہے کتاب نادانی
پھر کرم یاد آگیا تیرا | پھر وہی مین وہی ثناخوانی

مطلع

کہون تجھکو جو حاتم ثانی | سن نہ لے طفلک دبستانی
یہ بھی تیرے کرم کا ہی اک حلم | کہ ہے آئینہ مین ترا ثانی
ہے کرم تیرا مثل فیض ہوا | کبھی شہری کبھی بیابانی
تھا یہ فیض کرم ترا ورنہ | میرا منھ اور تری ثناخوانی
کیون زمین پر قدم مین اب رکھون | خاک کوچہ کی تیرے ہے چھانی
پر یہ ہے فکر ناز کیا سمجھے | نقش پا کی طرح ہے حیرانی
یعنے بیدل یہان تک آیا ہون | جاؤن کیونکر یہ ہے پشیمانی
ایک گھوڑا اگر مجھے مل جائے | اشہب فکر مین ہو جولانی
پھر مقابل کرے کوئی مجھکو | انوری آئے یا کہ خاقانی

شاہ اسپی بہ انوری بخشید — تھا یہی مایۂ سخن دانی
مین تو ہون واصف حسام الملک — کیون نہ ہو نازشِ سخندانی
اب قلم کی زبان نہین رکتی — کہ دعا مین کرے گا لستانی
تجھکو جامِ خوشی مبارک ہو — ترے اعدا کو سنکھیا کھانی
تجھکو یہ عیدِ فطر روز نصیب — دشمنون کو الم فسراوانی
تجھکو محمودی سخا و کرم — قیصر و جسم کو تیری دربانی
قدر افزائی کمال تجھے — اور عاقل کو یہ ثناخوانی

قصیدہ در مدح کمال پرور کامل شناس عالیجناب نواب حسام الملک خانخانان بہادر معین المہام متفرقات دام اقبالہ

کیا چمن آج گل سے ہے جوبن پر — پھسلی جاتی ہے زاہدونکی نظر
گئی فصلِ خزان بہار آئی — کچھ عجب چرخ بھی ہے شعبدہ گر
گل سے پڑھو سبق گلستان کا — ہر ورق ہے بہار کا دفتر
کیا خوشی ہے بہار آنے کی — بوئے گل بھی ہے جامہ سے باہر
کٹ گئین کلفتین خزان کی اہل — موج باد صبا بنی خنجر
خواب مخمل ہے یا کہ سبزۂ باغ — بے تکلف جو لوٹتی ہے نظر
کیسی حسرت سے دیکھتی ہے بہار — آنکھ کس کی ہے نرگسِ عبہر
مہندی کی ٹٹیون مین ہین پنہان — دستِ رنگین یار کے جوہر

گیسوے یار سے نہ بڑھ جائے   بے ادب ہو چلا ہے سنبلِ تر
لبِ معشوق کی سی بات کہان   سوسن اترا نہ تو مسی مل کر
دہن یار غنچہ بنتا ہے   چھوٹا مُنھ اور بڑی ہی بات مگر
لالہ کے داغ پر بہار ہی کیون   عاشقون کا بنے گا داغِ جگر
کیا خوش آیند ہے صداے طیور   خون بڑھتا ہے جس کو سُن سُن کر
مُنھ لگایا ہے گل نے بلبل کو   نہین خاموش ہوتی جو دم بھر
سرو کے سر چڑھی مگر قمری   کہ اکڑتی ہے سرو سے بڑھ کر
نہ کہین بوے گل پریشان ہو   چل دبے پاؤن اے نسیم سحر
زر گل کون اس کو کہتا ہے   جمع ہین بلبلون کے تارِ نظر
نظرِ شوق مین نمو کے سبب   پتہ پتہ ہے باغ کا ہم سر
کیا عجب گر نمو کے جوش سے آج   بول اُٹھے زبان سبزۂ تر
اُس سے پیدا ہو نغمۂ بلبل   غنچہ گلشن مین کوئی چٹکے اگر
پھول جھڑتے ہین مُنھ سے بلبل کے   دامنِ گل مین رکھو چُن چُن کر
آسمان بن گئی زمینِ چمن   دیکھنے کی بہار ہے دم بھر
دن ہے پر ابر کے سبب سے باغ   شب مہ مین فلک ہی خوش منظر
جیسے چھٹکے ہوے ستارے ہون   پھول اسطرح بکھرے ہین گر گر
کہکشان آسمان کی یاد آئی   روشین باغ کی جو آئین نظر
ہوگیا سارا باغ میخانہ   مست ہو ہو کے ناچتی ہے نظر
مے ہے شبنم درخت میکش ہین   گل نرگس ہے صورتِ ساغر

جھومتے اسطرح ہین نخل چمن
مغبچے جس طرح سے مے پی کر

ابر مین برق جلوہ گر ہے یا
بزم مین ساقیٔ قمر پیکر

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین چلتی ہین
گرم ہو محفلِ مے و ساغر

کالی کالی گھٹائین چھائی ہین
یا سیہ کاریون کا ہے دفتر

ہلکی ہلکی پھوار پڑتی ہے
زاہدا ہو کہین نہ دامن تر

تجھکو بھی اک غزل سناتا ہون
واعظا باغ مین ٹھہر دم بھر

غزل

بیخودی کی بہار لا ساقی
ابر آیا کدھر گیا ساقی

کس کا ساغر کہان کا جام بلور
خم کا خم اوک سے پلا ساقی

جھوم کر مثل ابر تو بھی اُٹھ
ابر تیری طرح اُٹھا ساقی

یہی دعوی یہی دعا اپنی
مدعی مین ہو مدعا ساقی

کشتیٔ مے سے ہوشیار ذرا
چلی برسات کی ہوا ساقی

دختر رز سے عقد کرتا ہون
قاضیٔ شہر کو بلا ساقی

کاگ اُڑتا ہے دیکھ بوتل کا
مے کو بھی جوش آگیا ساقی

دل نہین مانتا خدا کے لیے
مطلع تازہ سن ذرا ساقی

مطلع

طبع حاضر ہے لا مئے احمر
شیخ کو بکنے دے تو ساغر بھر

ہوئے ہشیار پھر سناتا ہون
مدحت صاحب ہنر پرور

جسکے خلق عمیم کے باعث
عطر آلود ہے نسیم سحر

ابر سے کہہ رہا ہے جس کا کرم
اب تو بھیجے گھڑے تو پانی بھر

وہ کہ جسکے سلام کو ہر صبح
سر کے بل آتا ہے شہ خاور

وہ کہ جس پر نثار ہونے کو — چرخ کھاتا ہے رات دن چکر
وہ کہ جس پر نثار کرنے کو — ابر نیسان مین لاتا ہے گوہر
وہ کہ قبضہ مین جس کے رہنے کو — بنا مریخ صورتِ خنجر
وہ کہ جس کی رکاب بننے کو — بڑھ کے گھٹتا ہے ہر مہینے قمر
وہ کہ چٹکی مین جس کی رہنے کو — کہکشان شکل تیر آئی نظر
وہ کہ جس کا جمال دیکھنے کو — خود سکندر بنا ہے آئینہ گر
ہان بتاؤ کہ خانخانان سا — کون دنیا مین ہے عطا پرور
ہان بتاؤ کہ کس کے در کا گدا — مثل حاتم کے ہے سخا گستر
ہان بتاؤ کہ کس کے جود سے ہے — قسمتِ جود بندۂ بے زر
ہان بتاؤ کہ بے سوال کیے — کون دیتا ہے سیم و گوہر و زر
ہان بتاؤ کہ کس کی چوکھٹ کا — ہے ہر ایک ذرہ مہر کا ہمسر
ہان بتاؤ کہ کس کا خلق عمیم — خاص اور عام کو کرے چاکر
ہان بتاؤ کہ کس کی تیغ کے ہین — گیسوے حور کی طرح جوہر
ہان بتاؤ کہ کس کے اشہب سی — برق شرمندہ اور خجل صرصر
ہان بتاؤ کہ کس کے لب کی دعا — روز رہتی ہے ہمعنانِ اثر
ہان بتاؤ کہ کس کے ہاتھ کو ہے — نسبت جودِ خالق اکبر
ہان بتاؤ کہ کس کی آنکھون مین — خود کرم بن گیا ہے شکل نظر
ہان بتاؤ کہ اس زمانے مین — کون کرتا ہے قدر فضل و ہنر
ہان بتاؤ کہ کس امیر کا آج — کون عاقل سا ہے ثنا گستر

وہی عاقل کہ جس کا مثل و نظیر   نہین دنیا مین اب سخن پرور
وہی عاقل کہ جس کی عقلِ سلیم   عقلِ کل کے لیئے بھی ہے رہبر
وہی جس کے خیال کے ہمراہ   دو قدم بھی نہ جاسکے وہم بشر
وہی جس کا نیاز بے پروا   بے نیازی نیاز سے بڑھ کر
وہی جس نے زبان جب کھولی   نطق خود فخر کرتا ہے اُس پر
وہی جس کا کہ پائے پایۂ نظم   نظم پروین کو مار دی ٹھوکر
وہی جس کی کہ نثر کا درجہ   نسر طایر سے بڑھ گیا یکسر
وہی جس کی کہ کلک عطر فشان   کرے تازہ دماغِ اہلِ ہنر
وہ جو اخبار کے وسیلے سے   ناصحون کا بھی ہے نصیحت گر
وہ جو کامل اگر یہ ہے لیکن   نقص قسمت کمال سے بڑھکر
وہ کہ جس کو ہجوم عزت سے   ناتوانی مین زندگی دوبھر
وہ کہ نقد بر کے جو ہاتھون سی   جامۂ ہوش کا گریبان در
وہ کہ جو ہمسرون مین ہو ذی قدر   نہین ہوتی پر اُس کی قدر دہر
ہان خبردار باش اَی عاقل   تم کہان تھے اور آگئے ہو کدہر
مدح حاضر مین وہ پڑہو مطلع   جو کہ بہتر سے بھی ہو کچھ بہتر
مطلع
یون ہے سب پر تیری کرم کی نظر   جیسے اللہ کا کرم تجھہ پر ×××
تیرے رتبہ کو کون دیکھ سکے   وہ فلک اور فلک ہی حدِ نظر
یہہ بھی ہے انتہا کی بے ادبی   گر کہے کوئی تجھ سے تو بہتر
خُلق مین رحم مین سخاوت مین   کون عالم مین ہے ترا ہمسر

تیرے گھر سے جو مستفیض نہو — حیدرآباد مین ہے کونسا گھر
تو ہے بیشک امیر ابن امیر — خود امارت کو فخر ہے تجھ پر
ہون مین حاتم دعائین دیتی ہین — تیرا دنا کرم کا ہے یہہ اثر
پر کہون گا تیرے کرم کو بخیل — کہ دیا زر مگر دعا لے کر
ختم کرتا ہون اب قصیدہ کو — غزل عاشقانہ اک پڑھکر

اُن سے ہم کرتے ہین گلہ دل کا — ہو چکا آج فیصلہ دل کا
یون نکلتی ہے دل سے تیغ نگاہ — جس طرح سے نکلے حوصلہ دل کا
وہ چلے اٹھکے سامنے آہین کین — جا رہا ہے یہہ قافلہ دل کا
تم سے بیدرد پر یہہ مرتا ہے — حوصلہ سا ہے حوصلہ دل کا
جان کا بھی چکائین گے قصہ — طے تو ہولے معاملہ دل کا
شب فرقت ہے تم بھی آجاؤ — دیکھنے کا ہے حوصلہ دل کا
بے طرح خار غم کھٹکتے ہین — پھوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
رہ گئی کھنچتے کھنچتے تیغ اُن کی — رہ گیا دل مین حوصلہ دل کا
دل بری کم سنی مین کیا جانین — کس سے اٹکا معاملہ دل کا
امتحان ناوک نظر سے واہ — دل سے کیجئے مقابلہ دل کا
دل مین وہ ہین پہ ذوق وحدت سے — رہ گیا پھر بھی فاصلہ دل کا
درد دل اُن سے کہدیا عاقل — آج نکلا ہے حوصلہ دل کا

قصیدۂ ناتمام در مدح عالیجناب معلی القاب نواب فخر الملک بہادر دام اقبالہ

معین المہام و وزیر عدالت و امور عامہ سرکار عالی

کس پہ ہوگا حملہ آور آسمان / لے چلا انجم کا لشکر آسمان
صبح ہوتے ہی نیا عالم ہوا / ہے جہان مین نور گستر آسمان
سرخ جوڑا ہے شفق کا زیب جسم / بن گیا دولھا سراسر آسمان
بہہ معما ہم نہ سمجھے تھے مگر / اُمّ آدم کا ہے شوہر آسمان
جھلملائی شمع بان تارے وہان / رنگ لائے گا مقرر آسمان
نور کا تڑکا ہوا چہکے طیور / ہے شگفتہ باغ بن کر آسمان
جھومتے ہین نخل چلتی ہے نسیم / کھولتا ہے خلد کے در آسمان
ہے گل خورشید پر نازان کہ ہے / مثل گل جامہ سے باہر آسمان
عندلیبون کے ستانے کے لیے / بن گیا برگ گل تر آسمان
خواب سے چونکے صبوحی کش مگر / مہر کا لایا ہے ساغر آسمان
دی موذن نے اذان اور بن گیا / جانماز مہر انور آسمان
اہل عالم کی نظر مین کھُب گیا / رنگ کچھ اپنا بدل کر آسمان
میہمانی سہ کی تھی شب کو اور اب / میزبان شاہ خاور آسمان
چاندنی کیسی کھلی تھی رات کو / تھا یہی چاندی کا بستر آسمان
درہم و برہم ہوا شب کا سمان / ہے پریشانی کا دفتر آسمان
شب کو یان تھی محفل عیش نظر / اب ہے سناٹے کا منظر آسمان
وصل مہرویان کے تھے کیا چہچہے / مہربان تھا ہم پہ شب بھر آسمان

کون اُٹھا پہلو سے جو آغوش میں ۔۔۔ لے کر آیا صبحِ محشر آسمان

کیا بگڑ جاتا بھلا اس کا اگر ۔۔۔ وہ ہی رہتا اور دم بھر آسمان

جھک کے چلتا ہے ستم کیواسطے ۔۔۔ تیغ سے رکھتا ہے جوہر آسمان

اُودے اُودے ابر اُٹھتے ہیں جو یہ ۔۔۔ میرے حق میں ہیں ستمگر آسمان

میرے ہی سر پر بلا نازل کرے ۔۔۔ میرا دودِ آہ بن کر آسمان

کچھ نکالوں میں بھی اب دل کا غبار ۔۔۔ مجھ سے رہتا ہے مکدر آسمان

مطلع

نالۂ مظلوم سے ڈر آسمان ۔۔۔ گوش مہر و مہ نہ ہوں کر آسمان

پھر رہا ہوں آج میں بھی گرد غش ۔۔۔ مجھ سے اب لائے نہ چکر آسمان

اُس کی خاکِ در میں عاقل مل گیا ۔۔۔ اب قدم رکھتے سمجھ کر آسمان

کس زمیں پر لایا ہے بخت بلند ۔۔۔ ذرہ ذرہ ہے جہاں پر آسمان

آئینہ دار اب ہے **فخر الملک** کا ۔۔۔ بن گیا بخت سکندر آسمان

مدح حاضر میں پڑھوں مطلع کوئی ۔۔۔ سن ذرا او کینہ پرور آسمان

مطلع

جبہہ سا ہے تیرے در پر آسمان ۔۔۔ بن گیا میرا مقدر آسمان

تجھ پہ صدقہ ہونے کا بھوکا ہے یہ ۔۔۔ رات دن کھاتا ہے چکر آسمان

شان ہے ہفت آسمان سی یوں بلند ۔۔۔ جس طرح سے آسمان پر آسمان

عدل پر ہے طبع اقدس چھپ رہے ۔۔۔ میری آنکھوں میں سمٹ کر آسمان

تاکہ ان تلووں سے میں آنکھیں ملوں ۔۔۔ یوں گرے قدموں کے اوپر آسمان

اس قدر ہے ڈر تیری تلوار کا ۔۔۔ ہٹ گیا سینہ چرا کر آسمان

راہ مدح رخش سے ہے دشوار تر ۔۔۔ ہر قدم کھاتا ہے ٹھوکر آسمان

تیری آرائش کا ہے رتبہ بلند — مہر و مہ تکیے ہین بستر آسمان
ہے کرم افتادگان پر یون ترا — جیسے چھایا ہے زمین پر آسمان
قلزم فیض آج طغیانی پہ ہے — اب کہان جائیگا بچ کر آسمان
اللہ اللہ جوش پر ہے اوج موج — دیکھ لو پانی کے اندر آسمان
تیرے منھ کو تکتی ہے امید یون — عاشقون کا جیسے منتظر آسمان
شب کو ہے انجم کے زر کی فکر جمع — صبح کرتا ہے نچھاور آسمان
چشم بد کے واسطے ہر شام کو — ہین سپند اختر تو مجمر آسمان
چشم مہ ہین یون ہے تیرا نقش پا — جیسے آنکھون ہین کرے گھر آسمان
اس قدر ہے شوق پابوسی ترا — اب ہین چپان آسمان در آسمان
یون ہے ہر گھر سے مکان تیرا نمود — دیکھتے ہین جیسے گھر گھر آسمان
جشن بسم اللہ خوانی ہے بپا — ہے دبستان اب سراسر آسمان
آفتابی دائرہ ہے آفتاب — اور تختی مشق کی ہر آسمان
کہکشان یا مد بسم اللہ ہے — طفل مکتب ہے یہان پر آسمان
خانخانان کا قدم آیا ہے یان — اب ہے مکتب کی زمین پر آسمان
خانخانان ہے بڑا بھائی ترا — ایک سے ہی ایک بڑھکر آسمان
رسم بسم اللہ اس بنے کی ادا — اوج پر تختی سے ہے بن کر آسمان
دونون بھائی آفتاب و ماہتاب — کیون نہ چمکائے مقدر آسمان
ختم کرتا ہون غزل پر مدح اب — صدقے ہو جس کی زمین پر آسمان

قصیدہ در مدح عالیجناب معلی القاب نواب فخر الملک بہادر دام اقبالہ

آئی ہے اب کے سال نئے رنگ سی بہار
جس دل کو دیکھیے وہ ہے داغوں سی لالہ زار

چمپا کے پھول کہتے ہین اہل نظر انہین
غم سے جو زرد زرد ہین عشاق کے عذار

مژگان پہ عاشقون کے ہین یون قطرہای خون
جسطرح شاخ گل پہ گل سرخ آشکار

بنتا ہے گل کی شکل جو بلبل کا نقش پا
سینے کہ عاشقون کے ہے زیر قدم بہار

قمری کا دل بڑھانے کو اللہ رے نمو
دو دو دکھائی دیتا ہے ہر سرو جویبار

شادی ہے آمد آمد فصل بہار کی
نالے ہین درد ہجر ہین یا نغمہ ہزار

دیوانون کی بلا کو غرض ہے کہ جائین دشت
وحشت کو دن لگے کہ ہر اک گھر مین ہی بہار

فیض نمو بھی ہو گیا دیوانہ آج کل
ہے شاخ سبزہ جامۂ وحشی کا تار تار

کہتے ہین بوئے گل اُسے صاحبدلان دہر
حاصل جو ہے طبیعت عاشق کو انتشار

آہون سے عاشقون کی کھلی شاہدون کی آنکھ
با دصبا سے جیسے کھلے غنچہ ایک بار

بجلی تڑپ رہی ہے بہ ابر بہار مین
رونے مین دل کو عاشقون کے ہی جو اضطرار

چشم کرم ہے فصل بہاری کے عشق پر
آنسو یہہ بہہ رہے ہین کہ گلشن مین آبشار

معشوقون کا تو رنگ جوانی نہ پوچھیے
وہ تو ہین سر سے پاؤن تلک موسم بہار

چھایا ہے باغ حسن پہ ابر سیاہ کیا
رخ پر جو بکھری بکھری سی ہے زلف مشکبار

دل عاشقون کے ابروون مین ہین لگے ہوئے
گویا کہ نخل گل کی ہین دو شاخ غنچہ دار

رخسار ہین گلاب کے پھولون سے شوخ رنگ
مژگان ہین پاس پہلوئے گل مین ہو جیسے خار

نور آگیا ہے دیدۂ نرگس مین آج کل
آنکھون کو دیکھکر بہکے چشم روزگار

موتی برس رہے ہین یہ ابر بہار سے
سرمہ لگا کے چشم سیہ کی جو اشکبار

سرخی وہی ہے اور وہی ناز کی کا رنگ
لب پر ہے پنکھڑی گل صد برگ کی نثار

گویا دہن بھی غنچۂ گل زیر کف ہے بتا
ہنستے مین دانت ہوتے ہین اسطرح آشکار

مستی ابھو نپہ پا کر یہہ سوسن کی ہے کلی
کھلتے ہی اب گمان یہہ ہوتا ہے باربار

سینون کے تو ابھار کو دیکھو بچشم شوق
گویا کہ سر بلند جوانی کی ہے بہار

پہنا ہوا تمام زمین پر ہے فرش گل
ہر جا بتون کے نقش قدم ہین جو آشکار

اللہ رے غرور کہ کتنا اکڑ گیا
معشوقون کی جو صف مین ہوا سرو کا شمار

لالہ سے اُس کو وہی ہے جو تشبیہہ گرگ دی
مہ کا دماغ چرخ پہ ہے ہو کے داغدار

پروانہ عندلیب ہوا اُس کو یہہ خبط ہے
گل جھڑ رہے ہین شمع سے محفل مین بیشمار

نازک مزاج گل ہے تو کیا بگڑ گیا
سن کر صدائے شیون ناکارۂ ہزار

سُن عندلیب سُن اسے کہتے ہین زمزمے
وہ درد دل سناؤن کہ دل ہو بیقرار

مطلع

پھر مجھکو کیا چمن مین کھلے پھول گر ہزار
دل کی کلی کھلے تو مین سمجھون کہ ہے بہار

یون حسرتین بھنچی ہوئی ہین میرے دلمین آج
جس طرح بوئے گل کو رہے غنچہ مین فشار

یہان تو وہی خزان وہی بے رنگی خواہش ہین
بدلے ہزار رنگ جہان چرخ کینہ کار

کیا قبر میری آرزوون کی بنائے گا
میری طرف سے چرخ کے دل مین جو ہی غبار

مجھکو ملی ہے موت کی خواہش مین زندگی
یعنے کہ زندگی مین رہے مرگ انتظار

ہر سانس ایک عمر ہے ہر عمر ایک حشر
روز شمار کا بھی نہین مجھکو رہا شمار

پایا مین وہی نقشہ شاہدونکو جس کی تھی تلاش
پایا اب وہی ہون یاس و الم جس سے ہمکنار

یا تو یہہ جانتا تھا کہ ہے وصل ہی سے زیست
اور اب تو زندگی کا سہارا ہے ہجر یار

جمعیت حواس ہین یا تو مثال تھا
اب مثل زلف یار طبیعت کو انتشار

یا تو نکلے کام سے بنتا تھا کام دل
اب کام کی بھی بات ہو تو بھی ہون بیکار

یا لاکھ شعر کہہ کے طبیعت نہ بھرتی تھی
اب ایک شعر ہو تو سمجھتا ہون مین ہزار

یا اختیار طبع پہ تھا جبر کرنے کا
اب مین ہون اور مسئلۂ جبر و اختیار

یا تو کمال مجھ کو سمجھتا تھا اپنا فخر
اور اب زوال کو مری نسبت سے ننگ و عار

یا ناز تھا وطن پہ کہ دہلی سا شہر ہے
اب مجھ کو شرم بے وطنی نے کیا شکار

یا تو سمجھتا تھا کہ بنارس بہشت ہے
اب اُس کا دھیان جیسے کہ دوزخ کی ہو شرار

آخر کوئی تو پوچھنے والا مرا بھی ہے
اے چرخ کینہ کار خبردار ہوشیار

پوچھے گا کیا نہ خُلقِ اتم سے وہ میرا حال
نصفت پناہ اہل کرم معدلت شعار

وہ جس کے خوفِ داد سے کسریٰ کا وقت خواب
فریادیون کے شور سے ہے روز گیر و دار

وہ جس کے عدل کا جو ہے دھڑکا لگا ہوا
ڈر ڈر کے انقلاب مین رہتا ہے روزگار

وہ جسکی بوئے خُلق کے فیضان وجود سے
زلف پری رخانِ زمانہ ہے مُشکبار

وہ جس کا دست جود دیئے بن نہ پائے چین
جس طرح سے طبیعتِ عاشق کو اضطرار

عاقل یہہ عقل اور یہہ ابہام مدح مین
ہان نام سے بڑھاؤ قصیدہ کا تم وقار

مطلع
اے فخر ملک فخر جہان فخرِ روزگار
زیبا ہے تجھ پہ فخر کرے ذاتِ افتخار

کھوئی یہہ تیرے عدل نے دل کی شکستگی
کیا تاب دل جو توڑے کسی کا کوئی نگار

قوت یہہ بخشی ضعف کو انصاف نے ترے
تن سے نہین نکلتی ہے عاشق کی جان زار

لب تشنگی مرگ عدو کی بجھاتی ہے
وہ دھار ہے بحرِ فیض کا یا تیغ کی ہے دھار

رشتہ ہے یا کہ رشتۂ جانِ ظفر ہے یہہ
یہہ رشتہ ہے سر رشتۂ نصرت کا رشتہ دار

تاب اُس کی خون ناب عدو کا بہائے ہے — قوت وہ قبض روح پہ ہے جس کو اقتدار

گھوڑے کی سوجھتی نہین تشبیہ دہر مین — کہتے ہین اس کو قدرت خلاق روزگار

کیا لیجیے بد حواس سے تشبیہ اس کو دین — خود جلوہ اس کا دیکھ کے بجلی ہے بیقرار

سرعت جو ہے نگاہ جہان مین تو اس سے ہے — سرمہ بنایا اس کا جو پہنچی بچشم یار

دو ایک گام ساتھ چلی تھی کبھی ہوا — اکھڑی ہے سانس جب سے ہوا ہے یہ انتشار

سمجھا ہون اپنی طبع رسا نارسائی سے — قطرہ گرا پسینے کا اس کے جو ایک بار

ہے یہ سبب مثال آئنہ فا ہین جائے گر — سرعت سے آئنہ مین نہ ہو عکس آشکار

کھنا نہ اور مطلع در جیب حسب حال — پر کیا کرون کہ دل پہ نہین طبع کا اختیار

مطلع

برگشتہ بخت کہتے ہین تجھ سے کہ غم مدار — ان کی نگہ مین چرخ کی گردش کا ہے مدار

سچ ہے کہ تو جو چاہے تو آسان ہے محال — مشکل کو سہل کرنا ترے آگے سہل کار

بیٹھا ترے کرم کا یہ سکہ جہان پر — اٹھنا ہوا محال زمانے سے اعتبار

ارزان ہے یہ سخا و عطا تیرے عہد مین — عشاق ایک بوسہ پہ دل دیتے ہین ادھار

حاتم سخی تھا اور تو ہے خاتم السخا — انقطہ سے تیرے دل کی یہ ہی رمز آشکار

مال و متاع جمع نہین کرتے ہین بخیل — تیرے کرم پہ بسکہ جہان کو ہے اعتبار

قطرون کو مینھ کے گننا سمجھتے تھے سب محال — تیرے کرم نے انگلیون پر کر دیا شمار

حد کرم سے بڑھ گیا تیرے کرم کا بخل — سائل کو تو جواب نہین دیتا زینہار

تیری نگاہ مہر دکھائے جو معجزہ — ذرہ ہو مہر قطرہ بنے دُر شاہوار

حسن طلب مین اس سے زیادہ کہون نہین کیا — بگڑے ہین میرے کام کرم سے ترے اب سنوار

ہے زیر پا زمین تو بالائے سر فلک — اے مرجع امید ہوا جاتا ہے فشار

اب مختصر دعا پہ کروں ختم مدعا — جس میں کہ شاعری کا نہ ہو رنگ آشکار
اتنی دراز عمر ہو تیری خدا کرے — ہر سانس زندگی جہان اور ہزار بار

قصیدۂ ناتمام در مدح عالیجناب نواب بھرام جنگ بہادر دام اقبالہ

قدردانوں کے اکھاڑے میں غضب ہے ہلچل — پہلوانانِ فضا میں کا ہوا ہے دنگل
یہ ہر ایک شعر کے آتے ہیں نظر دو مصرعے — یا کہ خم ٹھونک کے دنگل میں وہ اترے دو بل
صفحۂ قرطاس کا شاہد ہے اکھاڑے کی زمین — قلم استاد ہے چلتا ہے جو کرتا ہوا بل
یہ صریر قلم آواز ہے استادی کی — ڈانٹ دیتا ہے ہر ایک کو کہ خبردار سنبھل
نہیں گرتا ہے نہ گرتا کسی صورت سے کوئی — زور دونو نکے برابر ہیں ہوئے جاتے ہیں شل
گاہ زوری بھی چپنی بھی ہو ماشاء اللہ — چشم بد دور ہے دونوں میں غضب کا کس بل
کیسے سیکھے ہیں یہ مضمون و معانی کے پیچ — جن کی فہمید میں الجھن نہ کوئی اور خلل
توڑ جوڑ ایسے تو ہمنے کبھی دیکھے نہ سنے — قابل دید ہے ہوتی ہے عجب ردّ و بدل
پیچ کرتا ہے نیا مصرعۂ اول ہر ایک — دیتا ہے مصرعۂ ثانی بھی جواب اول
دونوں ٹکر میں برابر کی برابر چھوٹیں — ہے مناسب یہی تا آئے نہ عزت میں خلل
مینھ برسنے لگا اب ٹھنڈی ہوا چلنے لگی — پڑھوں اک مطلع مستانہ کہاں کا دنگل
ساقیا فصل بہار آتی ہے ہاں جلد سنبھل — **مطلع** — دیکھ قبلہ سے وہ تعظیم کو اٹھا بادل
میکدہ باغ بنا دیکھنے کے قابل ہے — کل تلک ہم بھی رہیں یا نہ رہیں آج ہی چل
سونگھو جس پھول کو بوئے مے ناب آتی ہے — خوشہ انگور کا ہے دیکھیے جس نخل میں پھل

نخل گل کی یہہ نہین ٹہنیان آتی ہین نظر
ہاتھہ میکشون کے اوٹھے تیری دعا کو یہ محل

تلخ کامی بھی ہے گلزار مین اب شیرین کام
تلخئی مے کی مشابہ ہے مزے مین حنظل

شیشۂ مے نظر آتی ہے ہر اک گل کی کلی
پھوٹ کر رنگ جو نکلا ہے تو جی ہے بیکل

ہے چٹکنے کی صدا غنچہ کی یا قلقلِ مے
گلِ احمر ہے احمر کا ہے ساغر یہ مثل

شور مرغان چمن کرتے ہین یون گلشن مین
غل ہے مستون کے ہو بہکانے مین جیسے اہل جدل

غبان بلبلون کو خوف دلاتا ہے یون
لطفِ رندان مین ہو واعظ کے سبب جیسے خلل

جام جمشید مین شاید عرق انگور کا ہے
گل نرگس کے قدح مین جو ہے شبنم کا خلل

موج مے سے نہین کم موجِ نسیم سحری
وہی آنکھون کی تراوت ہے وہی دل کی ہر کل

جھومتے دیکھ لیا مے کدے مین مستون کو
شاخین ہلتی ہین ہوا سے شجرونکی ہر پل

یہہ جمائی ہے کہ مے نوشی شب کا ہے خمار
صبح دم کھل گئین کلیان تو ہوا عقدہ یہ حل

ٹہنیان جھونک مین اُٹھین کہ چلی سرد ہوا
رند انگڑائیان لے لے کے اُٹھے کرتے جل

دیدنی سیر ہے فیض و کرم مستی کی
مہربانی کی بنی چشم مے خم کے بدل

سب کی آنکھین ہین لگی ہائے جوانی تیری
ساقیا تو ہے مگر باغ کی اُٹھتی کونپل

مستی باد بہاری کی یہہ خواہش ہے کہ آج
اور ایک مطلع مستانہ پڑہون حسب محل

مطلع

گر یون ہی فصلِ بہاری کی رہے گی ہلچل
ہم بھی دیوانے ہین جنگل مین کرین گے منگل

منحصر کچھ نہین گلشن پہ گر لطف بہار
باغ ہے قدرت خلاق کا ہر دشت و جبل

چھوڑ جاتی ہے شگوفہ یہہ نسیم سحری
دشت وہ باغ ہے جس مین نہین گلچین کا عمل

غیر محدود ہے یہان وسعت گلگشت چمن
باغ اللہ کی قدرت سے بنا ہے جنگل

کیسے مرغان چمن کیسے جوانانِ چمن
دشت کے جانورون کی کوئی دیکھے تو چہل

یاد صرصر کا کہین نام نہین جنگل مین
جس طرف دیکھیے ہے باد صبا کی ہلچل

خسرو باد بہاری کی یہی منزل ہے
یہہ مسطح ہے کہان باغ مین فرش مخمل

قدرتی ہین روشین جن کو کہین پگڈنڈی
ان مین وہ جوش صفا ہے کہ نظر جائے پھسل

جنگلی پھول کھلے ہین کہ خدا کی قدرت
جن سے ظاہر ہوئی صناعی صناع ازل

سیر جنگل کی اگر دیکھنی ہو اے نرگس
آنکھ مین روغن بادام کا دے لے کاجل

رشک شمشاد و صنوبر ہے بڑی اتنی گھانس
سرو کیون اتنا اکڑتا ہے نکل جائیگا بل

اس قدر جمع ہوا دشت مین سامان بہار
کہ خزان آنکھ سے ہر ایک کی ہوئی ہو اوجھل

جوش برسات کا ہے صل علی صل علے
کہین نہرین کہین تالاب بھرے ہین جل تھل

چشمے جاری نہ سمجھنا کہ بہار آئی ہے
رات دن گریۂ شادی مین ہین مشغول جبل

ان کو بھی چرخ ستمگر نے ستایا ہے کہین
اُمڈے آتے ہین مرے دل کی طرح سے بادل

مینھ کی اس طرح سے گرتی ہین پیاپے بوندین
جیسے معشوق پہ عاشق کی آنکھین ہر پل

اللہ اللہ ری برسات کہ دل بھر آیا
جوش دیوانگی مین آج سناتا ہون غزل

مطلع

کعبہ مین جان دی اور یاد صنم تھی ہر پل
غُسل کو لائے بنارس سے کوئی گنگا جل

ہوش مینخانے مین سر پر کا رکھا ای واعظ
اپنے عمامے کے مانند نہ غصہ مین اُچھل

سخت نازک ہین تیرے پائے غرور او غافل
کسی اُفتادہ کی ٹھوکر نہ لگے دیکھ کے چل

وعدۂ روز قیامت ہے خدا خیر کرے
کل تو آؤ گے مگر آج نہین آئے گی کل

غصہ اعدا پہ تھا کیون ذکر کیا ہائے مرا
ہم نشین تو نے مگر دیکھا نہ موقع نہ محل

برد اطراف سے یہان دل کی تڑپ سے ہمدم
آج شاید ہوئی اغیار کی وہان گرم بغل

تا کہ حالت نہ میری وصل کی ہم معنی ہو
شب فرقت نہین آتی میری بالین پہ اجل

خالی جاتی ہے اکھی یون ہی برسات کی رات ۔۔ نہ تو ساغر نظر آتا ہے کہین سے بوتل

نام برسات کا آیا تو نموِ فکر سے ہے ۔۔ مطلعِ تازہ لکھا بھول گیا فکرِ غزل

مطلع

گر یہی جوشش نمو ہے تو ہون گا اکمل ۔۔ عقل بڑھ جائے گی عاقل کو کہین کے اعقل

گر یہی جوشش نمو ہے تو بڑہے گی دنیا ۔۔ دو نظر آئے گی ہر چیز مثال احول

گر یہی جوشش نمو ہے تو بر آئی امید ۔۔ کیا عجب نخل تمنا مین جو پھوٹے کوپل

کرم و فیض سے ینے وہ کرے مجھ کو نہال ۔۔ آرزو دے دل امید و تمناے امل

وہ کہ پہچانتا ہے مرتبۂ فضل و کمال ۔۔ مدح مین مجھ کو ابوالفضل سی سمجھے افضل

وہ کہ اقبال زمین و زمن و اہلِ زمان ۔۔ میر دا ور علی صدر نشینِ اول

مدح حاضر مین پڑھون مطلعِ پرشوکت وہ ۔۔ سینۂ قبر مین رستم کا بھی دل جائے دہل

مطلع

سچ کہا ہے حکمانے کہ خلا مین ہے خلل ۔۔ فرش سے عرش تلک تیری نگہ کا ہی عمل

تیرے اقبال کی اقبال بھی کہتا ہے قسم ۔۔ تیرے اجلال پہ اجلال تصدق ہر پل

فیض کو تیرے اگر کاتب اعمال لکھین ۔۔ ہو زیادہ سے زیادہ بھی مفصّل مجمل

فیل تیرا ترے اقبال کی روشن ہے دلیل ۔۔ جس سے دبتے ہین بلندی و تمکین مین جبل

کیون اسے میری سیہ بختی سے نسبت دیجے ۔۔ کیون کہین رنگ کو رنگ رخ لیلی بہ مثل

کیون کہین یہہ کہ سیاہی مین شب ہجران ہی ۔۔ کیون کہین یہہ کہ ہے دود دل عاشق کا محل

یون نہ کہیے کہ ہے شب پر شب قدر رمضان ۔۔ کہ سیاہی سے نہ عظمت مین کوئی آئے خلل

یون نہ کہیے کہ سیاہی مین بھی عظمت ہی نمود ۔۔ جبلِ طور سے تشبیہ ہے اعلی افضل

یون نہ کہیے کہ ہے اس رنگ کی واجب تعظیم ۔۔ پوشش کعبہ سے اس دعوے کا عقدہ ہو حل

کوہ تمکین ہے ٹلے گا نہ وغا سے یہ کبھی ۔۔ جس طرح سے نہ ٹلے حکم خدا عز و جل

نام شوخی کا نہین اس مین مہذب ہے یہ
اس کے بدلے بھی ملی گھوڑے کو تیرے چھل بل

تیرا توسن ہے کہ ہے قدرت صناع ازل
(مطلع) ڈال دیتا ہے ارادے کی بھی پہلے ہل چل

سبزہ گل دار سے پاتے ہین چمن کا طاؤس
دُم اُسی طرح چنور سے ہے تری گنڈے کا ہے بل

قدم ایسا نہ چلے بیٹ کا پانی مطلق
اور چلے دو قدمون مین کرے سب دشت و جبل

اُس کی مشہور ہے شعلہ نفسی گرم روی
دو قدم برق بھی گر ساتھ سے چلے جائے تو جل

چار چاند اس نے لگائے ہین زمین کے موذنہ
کھینچ لائے زمین سے نہ چلے رنگ مین چرخ اوّل

کھینچے تصویر مصور تو وہ خود حیران ہو
(ق) دل مین سمجھے کہ کیا ہو گیا اسے عزّ و جل

یعنی سب عضو تو بن جائین بس بہ شکل مگر
پاؤن جس وقت بنائے نہ چلے کوئی بھی کل

ہاتھ سے کاغذ تصویر اڑے ہوش کی طرح
جیسے آندھی مین اوڑے کاغذ بادی بہ مثل

اس کے قدمون کی سگے ہاتھ اگر خاک کہین
اس سے آئینہ شمشیر پہ کیجئے صیقل

یعنی یہ تیری عداوت کا عدو کو ملے پھل
(مطلع) کہ اس آئینہ مین آجائے نظر شکل اجل

قصیدہ در مبارک بادی شادی نواب بہرام جنگ بہرام الدولہ میرزا داور علی خان بہادر دام اقبالہ

کس کی شادی کے ذکر کی ہے بہار
صفحہ کاغذ کا ہو گیا گلزار

بیلچہ باغبان کا چلتا ہے
ہے قلم اس طرح روان ہر بار

دایرے مین درختون کے تھالی
پھول مین حرف نقطہ مین انار

ہے دو چشمی ہے غنچہ کی صورت
اب کھلے گا یہ ہے گمان ہر بار

نہین ہین السطور چھوٹے ہین | قدرتی ہین چمن مین یہہ انہار
بے تکلف ہے دامن گل چین | جس قدر ہین حروف دامن دار
ہر الف ہے نہال سرو سہی | ہے خجل جس سے قد گل رخسار
شاخ گل کیون کہین نہ اہل نظر | کشتون پر اسی طرح ہے بہار
ہے کہ شوشے مین پاس نقطون کے | پھول کی پنکھڑی ہے جس پہ نثار
کیا کھلا ہے چمن فصاحت کا | جو کھٹکتا ہے لفظ ہے وہ خار
جدولین پٹریون سے کیا کم ہین | صاف جس سے دل حقیقت کار
صفحہ پر پڑتی ہے نظر ایسی | جیسے گلگشت مین کوئی عیار
لفظ مین اس طرح نہان معنی | جیسے پھولون مین بو ہو وقت بہار
چہچہاتے ہین جیسے مرغ چمن | بول اٹھتا ہے قافیہ ہر بار
پھر پڑھون ایک مطلع دلچسپ | کہین غافل تجھے جو ہین ہشیار

مطلع

کس کی شادی کا ذکر ہے ہر بار | ہے سر پر قلم کہ نغمۂ یار
ہے بپا محفل نشاط و کرم | گا کے مانگین لگے ہین گدا ہشیار
شور شادی بپا ہوا اتنا | میرے طالع بھی ہو گئے بیدار
اور اگر کچھ نہین تو پیر فلک | کہکشان کا بچھا رہا ہے ستار
غم امروز نے غم فردا | یون گذرتی ہے اپنی لیل و نہار
بیٹھہ واعظ نہ مسجدون مین آج | کہ اٹھا دین گے یہان سے بادہ گسار
اللہ اللہ رے سخاوت عیش | جان دینی بھی ہو گئی دشوار
ہے خریدہ فروش کثرت سے | دشت مین بھی لگاؤ ایک بازار

ہان خدارا ذرا سنو تو سہی ‏ ‏ ہے اذان یا نوائے موسیقار

اس طرح خوش ہے آج تو کوئی ‏ ‏ کہ بغل مین ہو جیسے کوئی نگار

پتلیون کا تماشا دکھلائین ‏ ‏ مردم دیدہ کیون رہین بیکار

کس کی یہہ محفل عروسی ہے ‏ ‏ ناچتے ہین کھڑے در و دیوار

دیکھنا ان گلون کی قسمت کو ‏ ‏ ہو گئے ہین گلے کا کس کے ہار

چشم بد دور کہہ کے دیکھو تو ‏ ‏ کس کے سر پہ ہے طرۂ زرتار

میر واور علی کی شادی ہے ‏ ‏ جس پہ شادی ہزار جان سے نثار

ق

سہرے کا باندھنا مبارک ہو ‏ ‏ تو ہوا کدخدا مبارک ہو

ہجر کے دن کٹے الٰہی شکر ‏ ‏ وصل کا مدعا مبارک ہو

گوش گل مین یہہ چپکے چپکے ‏ ‏ کہہ رہی ہے صبا مبارک ہو

ہو مبارک خدا بنے کو بنی ‏ ‏ اور بنی کو بنا مبارک ہو

عاقل مدح خوان خوش گو کی ‏ ‏ یہہ دعا یہہ ثنا مبارک ہو

قصیدہ در مدح کمال پرور کمال شناس معلی القاب قمر رکاب ہز اکسلنسی امیر اکبر سر آسمانجاہ جنت آرامگاہ سابق مدار المہام سرکار عالی

حاصل کیا ہے فصل بہاری نے یہ کمال ‏ ‏ زائل کبھی نہ ہوگا خزان کا بھی اب زوال

اس سمت چھپے ہین تو اُس سمت تھہے
مرغان باغ کا ہے خوشی مین عجیب حال

غنچہ چٹخ گیا جو سُنا شورِ عندلیب
آخر ہنسی ہنسی مین یہہ پیدا ہوا ملال

مانند زلف یار پریشان ہے بوئے گل
نازک دماغیون کا مگر آگیا خیال

باد صبا نے چھیڑا اُسکو فقط کوئی نیا
غنچہ کے کھل کھلانے سے ہوتا ہے احتمال

کیا ہے کہ آج گل کی بھی رکتی نہین ہنسی
شاید کہ آیا نغمۂ بلبل سے اُسکو حال

قمری کو اپنے سر پہ بٹھایا ہے سرو نے
مستی بہار کی بھی بدلنے لگی خصال

خاموشیون مین کہہ گیا مطلب بہار کا
ہر برگ گل نے کی ہے یہہ پیدا زبان حال

رگ رگ مین خون کی طرح جوش بہار ہے
گل کا سرورِ عیش سے چہرہ ہے لال لال

باد صبا سے جھوم رہے ہین تمام نخل
رندان بادہ کش کا ہوے پیکے جیسے حال

بیگانون کو ہے حکم کہ گلشن مین کیون رہین
باد صبا نے کر دیا سبزہ کو پائمال

بلبل جو سرو پر ہے تو گل پر ہے فاختہ
کس طرح بے خودی مین ہو تمیز کا خیال

اٹکھیلون سے پاؤن زمین پر نہین رکھا
کچھ آج تو نسیم سحر کی نئی ہے چال

فیض بہار سے یہہ ہوئی عاشقون کی قدر
بلبل کا نقش پا بھی بنا پھول کی مثال

گلشن کا آج نخل تمنا ہرا ہوا
ہر شاخ سرفراز ہے ہر نخل ہے نہال

اللہ رے نمو نظر اشتیاق کا
غنچے نہین بہار کے ہین سر بسر جمال

کیا جانے کس کے پاؤن کے سر ہوگا اسکا خون
مینہدی کی ٹٹیون نے کیا دل کو پائمال

عاشق ہے چرخ اور ہے شاہد زمین باغ
تارِ نگاہ شوق سے بارش کو دو مثال

نادم ہوا ہے کیا ہی بہار زمین سے یہ
بارش ہے یا کہ چرخ کا ہے آب انفعال

شرمندہ ہے پست ہے ابر بہار بھی
ہے جائے آب مے کا تقاطر یہ اتصال

پانی سے ہین درخت نکے تھالے بھرے ہوئے | پاسے کی ہے سبیل یہ افضال ذوالجلال

آنکھین ہون گر تو دیکھ تو نرگس کی بھی بہار | ساغر بکف ہے جیسے کہ ساقیِ نیک فال

بلبل کدہر ہے جھوم رہا ہے وہ نخل گل | گرتا ہے مست ہو کے خدا کے لیئے سنبھال

گل کس طرف ہے سُن تو ذرا شور عندلیب | دل کو دکھا رہی ہے اسے باغ سے نکال

مجھکو ہے قدر درد کہ مین اہل درد ہون | ان نالون سے حواس مین رہنا مرا محال

ای ہم صفیر باغ سے جانے دے اب مجھے | کیسی بہار کس کا چمن دل ہی ہے نڈھال

ساغر اُٹھا کہ غم سے ہوئی زندگی حرام | دل جس کا خوش ہو اُسکے لیئے مے بھی ہے حلال

ہمدم خدا کے واسطے قصہ میرا نہ سُن | یہ بد نصیبیون کا میرے مختصر ہے حال

مطلع

راحت کا خواب مین بھی اگر آگیا خیال | آنکھین جو کھولتا ہون تو گذرے ہزار سال

کم ظرف ہے فلک نہین کچھ نفع کی امید | کب آب چاہ مین ہو گُہر بھر کی مثال

مشکل ہے رستگاری جان اسکے ہاتھ سے | شمشیر کی طرح سے معلق ہے اسکی چال

دیتا ہے کب غریب کو ظالم غذائے گوشت | تنکا اگر ہوا بھی میسر سے بِئے خلال

پیسا ہے اس لئے یہ دلِ خون گشتہ کو میرے | ہر ہر نفس کے ساتھ اڑاتا ہون مین گلال

پہلے کتاب مین نظر آتا ہے حرف لا | جب اپنی بہتری کے لیئے دیکھتا ہون فال

گردون گھٹا گھٹا کے بناتا ہے ماہِ نو | اک شب جو شکل بدر مین حاصل کرون کمال

یہہ لاغری مین آتش غم کا ہجوم ہے | تارِ شعاع مہر کا ہوتا ہے احتمال

بھرتا ہون آہِ سرد روان چشم سے ہین اشک | یان متحد ہین موسم سرما و برشکال

اقلیم فہم عشرہ محرم کا ہو گئی | آیا حواس ظاہر و باطن مین اختلال

قربت سے مہوشون کی بھی تسکین ہین نصیب | انگر یہ ہے سپند رُخ آتشین کا خال

شاید میری سرشت ہے گرد ملال سے
رہتی ہے خاک خاک میری جان پر ملال

کیا درد دل مین ہے کہ اسی اضطرار مین
مطلع ایک اور سوجھ گیا اپنے حسب حال

مطلع

زندہ ہون اور نہین ہے مجھے دم لینے کی مجال
گویا کہ زندگی مین ہوا اپنا انتقال

ناسور دل کو دیکھ کے کہتے ہین چارہ گر
یہہ زخم وہ نہین ہے جو پا جائے اندمال

یہہ زندگی کی فکر نے مجھکو سکھایا ہے
تار نفس کا ہونے لگا مجھہ پہ احتمال

ایسا ہوا ہون خاک زمانہ کے ہاتھ سے
جیسے بنائے گل سے کوئی آدمی کلال

آغاز لاغری مین ہوی محو سرنوشت
آئینۂ جبین مین نہین صورت ملال

گویا جبین کی پھینک دیا آسمان نے
جس طرح سے کہ پان کا بیکار ہو اُگال

اے بخت خفتہ تجھ کو مگر موت آگئی
سویا ہے اس طرح کہ ہوا اٹھانا محال

خط شکستہ سے مگر اپنی ہے سرنوشت
مجھ سا جہان مین کوئی نہین ہے شکستہ حال

اظہار حال زار کا یارا نہین ہے مجھے
لبریز خون دل ہے دہن اور زبان ہے لال

اللہ رے دل پہ حسرت و ارمان کا ہجوم
عشاق و کوئی یار کا ہوتا ہے احتمال

جلتا ہے جسم اور ہین آہین شررفشان
نخل چنار سے یہ برسنے لگی ہے رال

مین راستی کی فکر مین سوکھا تو کیا خوشی
کہنے لگے ہین لوگ الف کلمۂ ملال

میرے ہی بخت خفتہ نے فوراً جگا دیا
کہ بعد عمر خواب مین آئی شب وصال

مہ طلعتون کی کیون کہ ہو صحبت مجھے نصیب
مثل کتان دریدہ ہے میرا بیان حال

بزم فروغ چشم دیدن مین بگڑ گئی
بڑھ کر ہوا تھا بدر مین گھٹ کر ہوا ہلال

مانند شمع کاٹتا ہے سر سپہرا فلک
گویا فروغ اس کا ہے سر کا میرے وبال

عالم کو اجتناب ہے کیون میرے نام سے
کیا مین کسی کی خاطر عاطر کا ہون ملال

ہر آشنا کو مجھ سے تنفر نہین فقط
ہو قصد ڈوبنے کا تو پانی بھی دے اُچھال

نیرنگی فلک سے ہین احباب بے خبر
میرے زوال کو جو سمجھنے لگے کمال

غم تھا یہی کہ خوش ہین مری غم سے یار سب
مطلع یہہ لکھ کے فکر نے مجھکو کیا بحال

مطلع
میرے کمال کو نہ کبھی آئے گا زوال
یعنی مجھے زوال مین حاصل ہوا کمال

مژدہ سنادے کوئی یہ امید زیست کو
قسمت ضعیف ہی تو ہے دم توڑنا محال

خوش ہون کہ ایسے غم مین بھی بھولا نہین ہون مین
یاد ثنائے جان و دل بخشش و نوال

نصفت شعار و قدر شناس و کرم پناہ
خورشید آسمان شرف مرجع کمال

عادل کریم باذل و فیاض و نکتہ دان
اقبال آسمان و زمین مہبط جلال

کیوان خدم سپہر حشم آفتاب و ور
مریخ قہر و زہرہ نگاہ و قمر جمال

معنی شناس صورت دل داری صفا
صورت پرست معنی جان آئینہ مثال

امید آرزوے دل عاقل حزین
رتبہ شناس بندۂ مسکین و پُر ملال

ہے آسمان جاہ مین اکبر امیرون مین
گھستا ہے جس کے در پہ جبین بندہ سان ہلال

ہان اب شرف خطاب کا عاقل کرو حصول
ہے غائبانہ مدح مین کیون اتنی قیل و قال

مطلع
ثانی ہے ممکنات مین تیرا بہت محال
اپنی نظیر آپ ہے اپنی ہے خود مثال

پرتو سے رخ کے کرتا ہے کسب صفائی قلب
آئینہ دیکھتا ہے ترا اگر کبھی جمال

رتبہ ملا ہے عدل کو یہ تیرے عہد مین
بے خوف بنگیا ہے ہر ایک شخص کوتوال

رائج ہے تیرے عہد ظفر مہد مین ہے عدل
ہے ظالمون کا خوف سے ایسا ضعیف حال

پیلان کوہ پیکر و گردان شیر گیر
چھپتے ہین ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے نقش سم غزال

جب دیکھتا ہے بچۂ بز گرم آنکھ سے
دہشت سے گرگ بھاگتے ہین صورت شغال

چوری کا چھپنا چوری سے دشوار تر ہوا
کیسا ہی گر دلیر ہو کوئی پہ ہے محال

یہہ انتظام شعلۂ انصاف ہے ترا
لگ جائے چور شمع کو اتنی نہیں مجال

وزد حنا رہے کف معشوق مین اگر
اس کو لکیرین ہاتھ کی باندھین چھپا کی جال

معشوق کوئی دل نہ کسی کا چرا سکے
اور گر چرائے بھی تو ہے رکھنا اُسے محال

معنی کے شاہدون کے لئے بزم شعر مین
وزدیدگی نگاہ کی مشکل ہوئی کمال

کیا شاعرون کو امن ہوا تیرے عہد مین
مضمون کوئی کسی کا چرائے یہ کیا مجال

رہ جائے چور زخم مین مجروح کے اگر
آجائے چارہ گر کو ابھی آب انفعال

واجب ہو اس کا رشتۂ سوزن کو اتہام
مرہم کو فرض عین ہو پھر اُس کا اندمال

قلقل سے میکشون کو سنائی تھی بار بار
شہ تیر موج مے سے لپٹتے ہوئی ہلال

کیا وصف تیرے تیغۂ خارا شگاف کا
ہے وہ بھی ایک صاعقۂ قہر ذوالجلال

انداز ہے لچک کا کہ رشک میان حور
جوہر ہین یا پری نے یہ کھولے ہین سر کے بال

ہے عیب بال تیغ مین ابرو مین کیون کہون
ہون موشگاف کھینچتا ہون بال کی بھی کھال

وہ بال ہوگئے ہین یہان جوہرون کی شکل
ابروئے یار کہنے مین پھر کیون ہو قیل و قال

کیا وصف تیرے اشہب چالاک کا لکھون
کاغذ پہ حرف کاٹتے نہین صورت غزال

وہ برق دم ہے دیو نژاد و پری لقا
غیرت فزائے زلف عروسان ہے جسکی یال

اُس نے ہین چار چاند لگائے زمین کو
ہر نقش نعل کا اُس کا ہے غیرت دہ ہلال

رونق فزائے خانۂ زین تو جو ہین ہوا
ہان کھلکے اُس کو ڈانٹنے کا آگیا خیال

ہے دل مین آئی پہنچی نہ نوبت الف تلک
اس عرصہ مین دکھائی یہ اُس برق وش نے چال

اک پاؤن شرق مین تھا تو اک پاؤن غرب مین
اک پاؤن تھا جنوب مین اک پاؤن تھا شمال

تو وہ عطا شعار ہے کشمیر بخش دے / سائل طلب کرے جو کوئی تجھ سے ایک شال
تیرے جو دستِ فیض کو عادت ہے جود کی / رکھنا گرہ مین کان کو زر ہو گیا محال
اتنا دیا جہان کو زر تو نے بے طلب / دامان بے نیازی مین چھپنے لگا سوال
عالم غنی ہوا تیری دولت سے اے کریم / دے اور لا زبان سے کہنا ہوا محال
ہے مجھ کو احتمال کہ یہہ حرف ترک ہون / تیری زیادہ بخشی سے اے کُہِ نوال
لکھین نہ اب حروف تہجی مین لام الف / ہو حرف یا کے ساتھ نہ مربوط حرف دال
کچھ ساکنانِ دہر کا کیسہ نہ پُر کیا / آیندگانِ ملکِ عدم کا بھی ہے یہہ حال
اطفال پیدا ہوتے ہین دنیا مین خالی ہاتھ / باعث یہ ہے کہ دیتا ہے تو مفلسون کو مال
جب ہے کرم کا ذکر تو پھر کیون مین چپ رہون / گر تو سنے تو کیون نہ کرون اپنا عرضِ حال
موقع غنیمت آج ملا حسبِ اتفاق / تجھ سا کریم مجھ سا گدا اے غنی خصال
غربت نصیب مین تھی پہ امداد وقت سے / اس شہر مین وطن کی طرح گزرے آٹھ سال
اخبار کا شیوع ہوا میری ذات سے / بلدہ مین ورنہ تھا نہ کسی کو کبھی خیال
میرے قلم کے زور نے کیا کچھ دکھا دیا / مین نے کیے معاملے کتنے ہی انفصال
ہر شخص جانتا ہے میری خیر خواہیان / ہر روز اس خیال کو ہوتا رہا کمال
حیرت نہ کیون ہو جب مین نمک خوار بھی تھا / پہلے ہی سے خطاب ملا ہے نمک حلال
اب جس قدر عنایت سرکار مجھ پہ ہے / سچ تو یہہ ہے کہ بھرے لیے ہو وہی وبال
لیکن کہ آبرو کا ہوا اس قدر ہجوم / مجھ جیسے ناتوان سے سنبھلنا ہوا محال
اب آبرو بچے تو بچے کس طرح بھلا / دس پائے خرچ سو ہونے قسمت ہی کی کمال
اس کا بھی کچھ گلہ نہین پر یہ تو کہہ سکون / نا قدر دانیون نے مٹایا میرا کمال

یہہ کچھ مبالغہ نہین کچھہ شاعری نہین   سچ سچ مین عرض کرتا ہون کچھہ بشعر حسب حال
کامل نہین ہوا ہون اگرچہ ابھی تلک   پر فن شاعری مین گنوائے ہین بیس سال
ہند و دکن مین اٹھتی ہین ہر سمت انگلیان   ناقص اگر رہا بھی تو ہون صورت ہلال
ہر قسم شعر پر میری قدرت ہے آشکار   شاعر ہون گو یہ جھوٹ کہون کیا میری مجال
دعوے ہو جس کو آکے وہ کر لے مقابلہ   پر تجھہ سا قدردان ہو منصف کرم خصال
فریادرس جہان کی ہے ذات باصفات   اس واسطے ہوئی ہے مجھے عرض کی مجال
مقصود تھا کہ سن کے ملے مجھکو میری داد   ورنہ یہ ایک شعر ہی کافی تھا حسب حال
تو اور میرے دل کا نہ مطلب سمجھ سکے   مین اور تیرے سامنے کھولون لب سوال
سے کے سی۔ اور آئی۔ ای۔ جو ملا ہی تجھے خطاب   سرکار قیصری کی عنایت یہ ہے یہ دال
یہہ بھی خدا کے لطف کی اک صاف ہے دلیل   خلعت دیا حضور نے جب خوش ہوئے کمال
ان دو مسرتون کا ہوا اس قدر وفور   دہری خوشی مین مژدہ ہے بس ہوگیا یہ سال
١٨٨٨ع
عاقل کی یہہ دعا ہے کہ جب تک جہان ہے   تو اور تیرا فیض جہان مین ہو بے مثال
ہوا اس نئے طریق سے تیری دراز عمر   ہر سال کے حساب مین نکلین ہزار سال

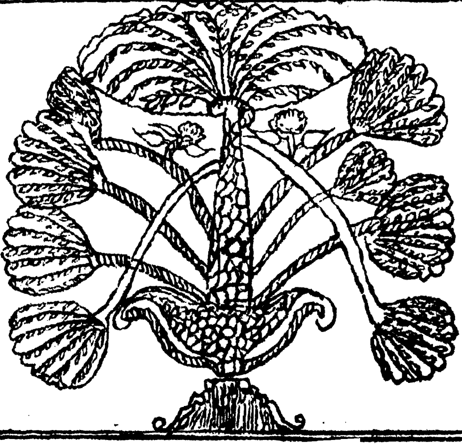

از نتیجۂ فکرِ صائب بے شکِ عرفی وصائب یکتائے زمن اُستادِ فن جناب مولوی حاجی سید محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری

فصاحت بلاغت ہے دیوان مین باہم — نرالی تھی طبع سخن دانِ عاقل
بلند اُن کا پایہ ہے فکرِ سخن مین — ہوا طبع دیوان بڑی شانِ عاقل
طبیعت کی جدت مضامین کی شوخی — یہہ دونون تھے ہر وقت مہمانِ عاقل
کبھی خشک ہونگے نہ گل ہائے مضمون — ہمیشہ ہے تازہ گلستانِ عاقل
سرِ وجد سے لکھ دیا سالِ ہجری — چھپا ہے بہت خوب دیوانِ عاقل
١٣١٩ھ

از نتیجۂ فکرِ شاعرِ نازک خیال ناظمِ شیرین مقال جناب مرزا محمد بہادر حسین صاحب یاور وکیل درجۂ اول سرکار عالی شاگردِ حضرتِ عاقل مرحوم

اس کو ہم دیوان کہین یا مخزنِ علم کلام — حرف شگون جس کا فرخ روز عید عقل ہے
مصرعۂ تاریخ اس کا کلک یاور نے لکھا — عاقل مغفور کا دیوان کلید عقل ہے

دیگر

اُستاد کا دیوان جو ہوا طبع دکن مین — یاور نے لکھا فکر مین تاریخ کو اس آن
١٨٩٨ع
دو بار ذرا پڑھ کے اسے دیکھ لین عاقل — ہے چھپ ہی گیا عاقل مرحوم کا دیوان
١٣١٦ھ

ایضاً

جمع ہین گل ہائے مضمون اس مین سب — اک ریاضِ فکر کا بستان یہہ ہے
مصرعۂ تاریخ یاور نے لکھا — عاقل و خوش طبع کا دیوان یہہ ہے
١٣١٦ھ

باور چنان نوشته تاریخ طبع دیوان | دیگر | بهر کلام عاقل یک جا چو جمع آمد
باد صبا ترا در جنت گذر چو افتد | | بگو عاقل سخن ور دیوان به طبع آمد

۱۳۱۶ھ

از نتیجهٔ فکر شاعر شیوا زبان ناظم فصیح البیان جناب مولوی غلام محمد صاحب متخلص به شوق حیدرآبادی صیغه دار مجالس و کلیات و دفتر خانه و دارالضرب و کاغذ مهور وغیره محکمهٔ معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامهٔ سرکار عالی

به فن شاعری اُستادِ کامل | جناب سیدِ سلطان عاقل
سخن سنج و سخن دان و سخن ور | شبستانِ سخن را شمعِ محفل
نکو خُلق و نکو دانش نکورائے | مرا ورا بود بس نیکو خصائل
ز آلِ مصطفیٰ اولادِ حیدر | گزین بود از همه افضل فضائل
نماند او در جهان لیکن کلامش | دل ما را به یادش کرد مائل
کنون چون این سفینه گشت تیار | رسیده کشتیِ مقصد به ساحل
بگو شوق از سرِ الحمد سالش | چنین مطبوع شد دیوان عاقل

۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ مترشحهٔ قلم گوهر رقم شاعر باکمال عالی خیال جناب آغا حسین میرزا صاحب متخلص به هجر خلف جناب میرزا خانی صاحب ناصر جنگ مغفور لکهنوی

بہ امدادِ نواب بہرام جنگ کہی ناجی نے اُس کی یہہ سالِ طبع		بہ شکلِ تصاویرِ خوبان چھپا بہت خوب عاقل کا دیوان چھپا ۱۳۱۹ھ
نواب کے باعث سے کلامِ عاقل تاریخ کہو طبع کے اُس کی یہہ ناجی	ایضاً	چھپکر ہوا مکتوب اینقدر دیوان ہے گنجِ مضامین دقیقہ دیوان ۱۳۱۹ھ

ریختۂ کلکِ جواہر سلک جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب ناجیؔ دام مجدہم

بہت خوب دیوان عاقل چھپا کیا سال ناجی سے جدم طلب		عنایاتِ ربِ دو عالم ہوئی کہا - رنج عاقل کی خرم ہوئی
بہ حکمِ محکمِ بہرام جنگِ آسمان شوکت کہا مصرعِ سالِ طبع اس کا طبع ناجی نے	ایضاً	یہہ دیوان چھپ گیا جب نامِ عاقل کا ہوا زندہ بہ لطفِ ذوالجلال اب نامِ عاقل کا ہوا زندہ ۱۳۱۶ھ

من تصنیف جناب میر ذاکر حسین صاحب ذاکرؔ خلف میر اکبر حسین صاحب کوکبؔ

اے زہے شانِ کلامِ عاقلِ نیکو لقب گفت ذاکر مصرعِ تاریخِ طبعش فی البدیہہ		ہست حسنِ حورِ معنی دافعِ رنج و تعب این کتابِ بےمثال و بےعدیل و بوالعجب ۱۳۱۹ھ

من تصنیف جناب ولایت حسین خان صاحب حبیبؔ شاگرد جناب میر انیس صاحب مغفور

دیدم کلامِ عاقلِ مرحوم این زمان — اے حبذا کمال زہے رفعتِ سخن
برجیس گفت مصرعِ تاریخِ انطباع — دیوان بے مثال بشد طبع در دکن
۱۳۱۹ھ

طبعزادِ جنابِ میر اکبر حسین صاحب رضوی کوکب شاگردِ جنابِ میر نفیس صاحب مرحوم مغفور

بہ فرمانِ نواب بہرام جنگ — کلامِ سخن سنجِ ذی شان چھپا
کیا نظم کوکب نے مصرعِ سال — بہت خوب عاقل کا دیوان چھپا
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ طبعزادِ جنابِ میر کوثر علی صاحب نبیرۂ سودا کی میر کوثر تخلص میر منشی دفتر جاگیر اعلیٰحضرت نواب بہرام الدولہ بہادر

نہ کیوں دل چسپ ہو یہہ نظمِ عاقل — کہ طرزِ نو اب شیریں زبان ہے
کہی تاریخِ فصلی ہم نے کوثر — کلامِ شاعرِ شیریں بیان ہے
۱۳۱۰ف

ریختۂ کلکِ جواہر سلکِ جنابِ میر محمد علی صاحب رنج تخلص شاگردِ نواب فصیح الملک مرزا داغ دہلوی

طبع یوں تو سیکڑوں دیوان ہوئے — ہاں مگر عاقل کا یہہ دیوان ہی خوب
مصرعۂ تاریخ لکھا رنج نے — کس قدر عاقل کا یہہ دیوان ہی خوب
۱۳۱۹ ہجری

البقا

در صنعت منقوطہ

عجب دیوان ہے فرحت فزا یہہ
کہا ہے رنجؔ نے منقوط مین سال

نہین دیوان اک گلشن کھلا ہے
کلام حضرت عاقل چھپا ہے
۱۳۱۵ھ

در فصلی

واہ عجب دیوان کہا ہی واہ عجب دیوان یہہ ہی
دلین خیال آیا جو کہ اک سال ہو اب فصلی مین رقم

کیون نہ رکہین آنکہون پہ اسی سب ہاتھ جب آئی ایسی شئے
رنجؔ نے بھی تاریخ کہی یون نظم عاقل صاحب ہی
۱۳۰۷ف

مترشحۂ قلم جواہر رقم جناب سیّد صادق حسین صاحب غبار دہلوی

می کند بزم سخن دان روشن
مصرعۂ سال رقم کرد غبار

رشک طور است کلام عاقل
شمع نور است کلام عاقل
۱۳۱۹ھ

چہ دیوانے کہ یکتا بے گمان است
غبار از روئے بہجت گفت سالش

ولہ

وقارش بر سخن سنجان عیان است
کلام عاقل جنت مکان است
۱۳۱۹ھ

کہ دو نظمون لاکہ مین پچیس ہین
صوری و ہم معنوی سنہ کہہ غبار

ولہ

فرد یہہ دیوان ہے دنیا مین بیس ہین
طبع رنگین نیرہ سواد نیس مین
۱۳۱۹ھ

حبذا اوجِ خیالِ عافل | وله | بود کم یاب مثالِ عاقل
مصرعِ سال رقم کرد غبار | | بہترین ست کمالِ عافل
۱۳۱۹ھ

جب دیوان ہوا مشتہر جو فرد و یکتا ہے | وله | مضامین صاف بندش چست ہیں اہلِ سخن کہتے ہیں
غبار دہلوی نے سال صوری معنوی لکھا | | چھپا دیوانِ نامی تیرہ سو انیس ہجری میں
۱۳۱۹ھ

خوب دیوان ہے یہ کیا کہنا | وله | جس سے بڑھتا ہے طمطراقِ عشق
دیکھ لو اے غبارِ فضلی میں | | اس کی تاریخ ہے مذاقِ عشق
۱۳۱۱ھ

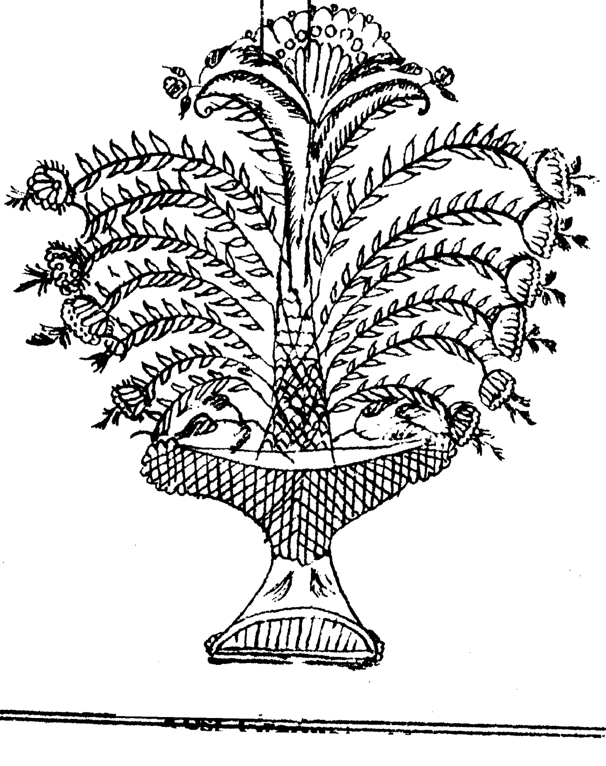

ضروری التماس

گو بلدہ حیدرآباد مین کثرت سے پریس جاری ہین مگر جیسا کہ مطبعون کو اپنی شان و وقار پیدا کرنا چاہیے تقریباً معدوم ہے جسکے دو قوی سبب معلوم ہوتے ہین۔

ایک تو یہ کہ خود صاحبان مطابع نے صرف پریس اور پتھرون ہی کو فراہم کرلینا اپنا فرض سمجھ لیا ہے۔ نہ ہوشیار کاریگر ہین نہ سمجھدار سنگساز نہ خوشخط و واقف کار کاتب نہ مصور۔ اور نہ ذی لیاقت مصحح جنکو مطبع کا زیور کہنا چاہیے۔

دوسرے پبلک کی کم شوقی اور بیجا کفایت شعاری کا خیال۔ اگر کسی صاحب نے بلحاظ تذکرہ بالا امور کا خیال کرکے کام کے قابل اشخاص کو بہم پہنچایا بھی تو بعد چند روز کے خسارہ نے ہمت کو توڑ دیا۔ اور جو صاحب شوقین ہین انکا عقیدہ ہے کہ حیدرآباد مین عمدگی سے طبع کا کام ہونا ممکن نہین۔ اس خیال سے وہ اپنا کام باہر دیدیتے ہین۔

گو یہ کہنا کہ ہم سب کچھ کرسکتے ہین بیجا تعلی سمجھی جائیگی تاہم صاحبان تالیف و تصنیف کی خدمت مین التماس ہے کہ اس مطبع کو ایک دفعہ خدمت دیجیے۔ انشاء اللہ جیسا کہ باہر سے آپکو کام ملتا ہے ویسا ہی ہوگا اور کفایت بھی ہوگی۔ کیونکہ اس مطبع نے اچھا کام اور صاحب فرمائش کی خوشنودی کو ذریعہ ترقی فرض کرلیا ہے۔

خاکسار سید محمد طاہر رضا مالک و مہتمم مطبع انوار الاسلام